

غزل حیات

جہور و سفر



از قلم علینہ فرید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(مکمل ناول)

جنون کا ہم سفر

از قلم علینہ فرید

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



آغا خان کے دو بچے تھے۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ داود خان اور سمعیہ خان۔ داود خان بڑے ہیں اور ان کے تین بچے ہیں۔ اور سمعیہ کی ایک ہی بیٹی ہے زرناب۔

داود خان اور شمینہ بیگم کی شادی والدین کی مرضی سے ہوئی۔ اور انکی بہن سمعیہ کی شادی بھی انکے والد کے دوست کے بیٹے کے ساتھ ہوئی۔ داود خان کے اپنے ٹیکسٹائل ملز ہیں اور وہی اپنا کام کرتے ہیں۔

داود خان اور شمینہ بیگم کے تین بچے ہیں۔ داود خان کا سب سے بڑا بیٹا عامر خان جو کہ جو ب کے سلسلے میں دوسرے شہر میں رہتا ہے اور وہ ہر ایک اینڈ کو گھر آتا ہے۔ اسکے بعد آتے ہیں عمیر جو عامر سے دو سال چھوٹا ہے اور ایم بی بی ایس کے آخری سال میں پڑھتے ہیں۔ پھر آتی ہیں ہماری نورے جان، جو کہ دونوں بھائیوں سے چھوٹی ہے اور یونی میں بی۔ ایس آرٹ اینڈ ڈیزائن کی طالبہ ہے اور وہ زرناب کی کافی قریب ہے۔ وہ لاکھ درجے آذاذ خیال سہی لیکن اس نے بھی کچھ حدود قائم کیے ہیں جس کی وجہ کوئی بھی بات کرنے سے پہلے سوچتا ضرور ہے۔ اس کا ماننا ہے کہ اگر محبت کرنی ہے تو اپنے شوہر سے کرو، کیونکہ وہی اسکا سہی حقدار ہے اس محبت

کا۔ جس کی وجہ سے اسکی سہیلیاں بھی اس سے کبھی کبھی لڑ جاتی ہے۔ لیکن وہ ایک ہی بات کرتی کہ وہ شادی کے بعد ہی محبت اور مرد ذات پر بھروسہ کرے گی۔

فائض ملک کے دو بیٹے تھے۔ شہباز ملک اور بہرام ملک۔ شہباز ملک بڑے بھائی تھے جبکہ بہرام انکے چھوٹے بھائی تھے۔ دونوں بھائیوں میں باپ بیٹے جیسا پیار تھا۔ شہباز ملک نے شادی اپنی مرضی سے اپنی کلاس فیلور وینہ افتخار سے کی۔ جبکہ بہرام کی شادی اسکی خالہ زاد سے ہوئی اور آجکل وہ امریکہ میں رہائش پزیر ہیں۔ فائض ملک یہاں اپنے بیٹے کی آخری نشانی کے ساتھ رہتے ہیں۔

مسٹر اور مسز شہباز ملک کا ایک ہی بیٹا ہے؛ روبیل ملک۔ جو کہ کافی ذہین ہے اور ملک انڈسٹریز کا اکلوتا مالک بھی۔ اسکے والدین کی وفات کے بعد اسکے چچا بہرام ملک اور اسکے دادا نے اسکی پرورش کی۔ سکول سے کالج اور کالج سے یونی؛ اس نے یہ سفر اپنے عزیز دوست شہریار محمد کے ساتھ طے کیا۔ اسکا دوستوں کا سرکل بھی کچھ خاص نہیں تھا۔ وجہ اسکا غصیلا پن، جو کہیں پر بھی اسکے اختیار میں نہیں تھا۔ اسے چھوٹی سی چھوٹی بات

پر غصہ آجاتا اور بڑی سے بڑی بات کو دور گزر کر دیتا۔ ایک شہریار ہی تھا جو ہر جگہ اسکے ساتھ موجود رہتا اور اسکے ہر موڈ کو ہینڈل کر لیتا۔

ہیلو نور!!! واٹس اپ؟! روحیلہ نے آتے ساتھ ہی سب سے پوچھا۔

ہے سوئی!!! نتھنگ ایلز! واٹ آباوٹ یو ڈیر؟! نورے نے پوچھا۔

ہمہمممممممم!!! کچھ خاص نہیں یار۔ بس شاندا نہ کی شادی کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ پتہ نہیں اسکا شوہر اسے ہم سے ملنے کی بھی اجازت دیگا یا نہیں؟! روحیلہ نے منہ بسور کر کہا۔

ارے کیا ہو گیا یار؟! ثناء کی بھی تو شادی ہو چکی ہے نہ، وہ بھی اسی طرح آتی جاتی ہے، ہم سے ملتی ہے، گپ شپ ہلہ گلہ مستی اسی طرح سب چل رہا ہے۔ کچھ ہوا؟ کچھ بدلا؟!!

نورے نے اسے دلا سے دینے کے ساتھ سوال بھی پوچھا۔

نہیں!! روحیلہ نے نفی میں سر ہلایا

تو پھر؟ پریشان ہونا چھوڑو اور اچھا اچھا سوچو سب اچھا ہوگا۔ ہمممم؟! نورے نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔



بلکل!! روحیلہ نے کہتے ساتھ ہی سر اثبات میں ہلایا۔

تم لوگ یہاں ہو؟! اور میں وہاں کلاس میں ڈھونڈ رہی تھی!!! ثناء نے آتے ساتھ ہی مصنوعی غصے سے دونوں کو دیکھ کر کہا

ارے! کیا ہوا یار؟! ہم لوگ تو روزانہ یہی ہوتے ہیں جب کلاس نہیں ہوتی۔ نورے نے کہا

ہاں! نورے ٹھیک کہہ رہی ہے! ویسے تمہارا دیھان کہا تھا جو کلاس کی طرف چلی گئی؟! لگتا ہے میاں جی کے خیالوں میں کھوئی رہی اس لیے محترمہ سوچتے سوچتے کلاس کی طرف چلی گئی۔ روحیلہ نے دبی دبی مسکراہٹ سے کہا جبکہ نورے اسے گہری مسکراہٹ سے دیکھ رہی تھی۔

جیسے ہی ثناء نے یہ سنا وہ واپس جانے کیلئے موڑی۔ لیکن اس سے پہلے وہ جاتی نورے نے جلد ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

ارے! پوری بات تو سنتی جاؤ، جانم!!! کہاں چلی؟! ابھی میری بات پوری تو نہیں ہوئی اور تم شرم کر بھاگ رہی ہو۔ نورے نے آنکھ مار کر اس سے کہا۔

روبیل جو کسی ملازم چیخ رہا تھا نے موڑ کر اسے قہر آلود نظروں سے گھورا اور اسی ملازم کو اسکے سامنے کر کے اس سے کہا: بتاؤ کیا کیا تم نے؟!

وہ جی میں نے۔۔۔ ابھی اسکی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ شہریار نے اسکا کا ندھا تپتپا کر اسے وہاں سے جانے کیلئے کہا۔

روبیل جتنا گرم مزاج (جنونی، غصیلا اور شدت پسند) تھا اسکے برعکس شہریار اتنے ہی ٹھنڈے مزاج کا مالک تھا۔

کیوں جانے دیا اسے؟ روبیل نے انتہائی غصے کی حالت میں اس سے پوچھا

آو کیبن میں بیٹھ کر اس پر بات کرتے ہیں۔ شہریار نے اسکی بات کو نظر انداز کر کے اس سے کہا۔

اس نے ایک سخت گھوری سے شہریار کو نوازا اور وہاں سے جانے کی لیئے موڑا؛ بدلے میں شہریار نے مسکرا کر اس کی تاکید کی۔

السلام علیکم!!! ماما جانی!!! نورے نے لاونج میں آتے ہی بلند آواز سے سلام کیا۔

وعلیکم السلام!!! ماما کی جان۔ کیسا ہے میرا بچہ؟ دن کیسے گزرا آپکا؟! شمینہ بیگم نے جواب دینے کے ساتھ ہی اسکا حال احوال بھی پوچھا۔

شکر الحمد للہ!!! بہت اچھا گزرا۔ ماما جانی کھانے میں کیا بنا ہے؟ نورے نے جلد ہی کھانے کے متعلق پوچھا۔

آپکی پسند کی سیخ کباب بریانی پکائی ہے آج۔ جائیں جا کر فریش ہوں آپ۔ میں تب تک

کھانا میز پر رکھ دیتی ہوں۔ شمینہ بیگم نے یہ کہہ کر اسکا ماتھا چوما۔

اوکے ماما جانی میں ابھی آئی۔ نورے کہہ کر جلدی سے اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

شمینہ بیگم نے اسکی دائمی خوشیوں کی دعا کی اور وہاں سے چلی گئی۔

اب بتا! کیا ہوا ایسا؟ جسکی وجہ سے اسے ڈانٹ رہا تھا؟! شہریار نے کین میں آتے

ساتھ ہی پوچھا۔

وہ ہنوز خاموش رہا۔ یہ دیکھانے کے لیے کہ وہ ناراض ہے اس سے۔

چل تو نہ بتا میں خود ہی پتہ لگا لوگا۔ شہریار نے اسکی مسلسل خاموشی سے تنگ آ کر

نارا ضلگی کہا۔

اچھا ناراض کیوں ہوتا ہے؟! بتاتا ہوں۔ اس سے چائے کا کپ ٹیبل پر گرا اور سارا ٹیبل چائے سے تر ہو گیا۔ اس وقت میں فون پر بات کر رہا تھا۔ فون کا سارا غصہ اس پر نکل گیا۔ یہ کہہ کر روئیل نے ماتھا مسل کر شہریار کی طرف دیکھا۔

اووہ!!! تو یہ بات تھی۔ لیکن یار تو خود پر قابو رکھا کر، خاص کر غصے پر۔ ایک دن اسکی وجہ سے کہیں پھنس نہ جاو۔ شہریار نے فکر مندی سے کہا۔

ہمممم!!! یار لیکن جتنا ضبط کرنے کی کوشش کرتا ہوں اتنا ہی خود پر اختیار کھودیتا ہوں۔
روئیل نے عاجزی سے کہا

اچھا چلو چھوڑو یہ سب!!! اچھی سی کافی پلاو۔ شہریار نے ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔

وائے ناٹ!!! رو بیل نے بھی جو ابامسکراہٹ سے کہا اور دو کافی کا آڈر دے دیا۔ اور
دونوں ملکر بزنس کو ڈسکس کرنے لگے۔

اگلے دن جب وہ یونی پہنچی تو اسے پتہ چلا کہ یونی میں مختلف قسم کے مقابلے ہو رہے ہیں
اور ویسے بھی سپورٹس ویک چل رہا تھا تو اسکے ساتھ یہ سب بھی ہونا طے تھا۔ ویسے
بھی وہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ یہ سب بھی کرتی تھی۔ زیادہ تر شعر و شاعری میں حصہ
لیتی تھی کیونکہ یہ اسکا پسندیدہ ترین مشغلہ تھا۔

لیکن اسکا موڈ تب بگڑا جب اسے یہ پتہ چلا کہ اسکی سہیلیوں نے اسکا نام اس دفعہ شعر و
شاعری کے ساتھ ساتھ سنگ کمپیشن میں بھی لکھوایا ہے۔ اس نے شعر و شاعری

کے حوالے سے تو کچھ نہیں کہا البتہ گانا گانے پر خوب اعتراض کیا۔ ابھی بھی وہ اسے منانے کی کوششیں کر رہی تھیں۔

کیا ہوا یار؟! صرف ایک گانا ہی تو گانا ہے تم نے۔ اس میں ایسا کیا ہے جو تم نہیں کر سکتیں؟! ثناء نے پوچھا

ہاں بالکل!! ثناء ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اس سے پہلے نورے کوئی جواب دیتی رو حیلہ نے کہا جبکہ پاس کھڑی شاندا نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

کیوں بھی؟! صرف میں ہوں جو گانا گاسکتی ہوں؟؟ تم لوگ کیوں نہیں گالیتیں؟ نورے نے غصے سے دیکھ کر ان کی طرف دیکھا، (اور نورے اسلئے غصہ تھی کیونکہ آج سے پہلے اس نے کبھی بھی گانا نہیں گایا تھا۔ صرف دوستوں کے بیچ کبھی کبھی کچھ نہ کچھ گنگنا لیتی)۔

سوئیٹی! یہ بھی تم کر سکتی ہو اور ہم نے نہایت خوشی سے تمہارا نام لکھوایا ہے۔ اب اگر انکار کرو گی تو ہمارا دل ٹوٹ جائے گا۔ پلیز زرز زرز انکار نہیں کرو۔ روحیلہ نے اسے ایمو شنلی بلیک میل کرتے ہوئے کہا۔

ہاں دیکھو نہ! شاندا نہ کی بھی شادی ہو رہی ہے اور ویسے بھی یہ گانا تم اسکے لئے گانا ہم تمہیں؟ اور ویسے بھی یہ ہمارا یونی کاسینڈ لاسٹ ایئر ہے اور پتہ نہیں آگے جا کر زندگی ہمیں کہاں لے جائے؟! روحیلہ نے بھی مصنوعی خفگی سے کہا۔

یار ررر!!! اسکی شادی ہو رہی ہے وہ کوئی محاز سر کرنے نہیں جا رہی جو تم لوگ اتنا سینٹی ہو رہی ہو۔ نورے نے جو ابا چڑ کر کہا

اچھا نہ پلیز زرز زمان جاو نہ!!! پلیز زرز۔ اب کی بار شاندا نہ نے کہا۔

اس کی بات سن کر نورے خاموش رہی۔

پلیزززززز!!! تینوں نے یک زبان ہو کر کہا۔



دیکھتے ہیں۔ نورے نے بھی گویا احسان کرنے والے انداز میں کہا۔
اسکا مطلب تم گانا گارہی ہو۔ یہ یاہوووووو۔ ان تینوں نے مل کر یاہو کا نعرہ لگایا۔

رکوا بھی بتاتی ہوں تم لوگوں کو۔ یہ سن کر وہ تینوں بھاگ گئی۔ جبکہ نورے بھی ان کے پیچھے بھاگی۔

اسلام علیکم !!! دادا جان۔ روبیل نے آتے ساتھ ہی دادا کو سلام کیا۔

و علیکم اسلام بر خودار !!! جیتے رہو۔ انھوں نے دعا دیتے ہوئے کہا۔

دن کیسا گزرا تمہارا؟ لگتا ہے کافی تھک چکے ہو آج؟ خیریت آجکل کافی مصروف رہنے لگے ہو۔ دادا نے کچھ تشویش سے پوچھا۔

دن تو اچھا گزرا۔ بس آجکل مصروفیت کچھ زیادہ ہو گئی ہیں اس وجہ سے گھر جلدی نہیں آپاتا۔ اس نے ماتھا دو انگلیوں سے مسل کر کہا۔

شکورہ !!! دو کپ چائے کے بجھو ایسے۔ دادا نے ملازمہ کو آواز دی۔

روہیل نے شکر آمیز نظروں سے اپنے دادا کو دیکھا جو اسکے دل کی ہر بات سے واقف رہتے۔

ملازمہ چائے رکھ کر چلی گئی تو دادا نے گلا کنٹھکھا کر بات کا آغاز کیا۔



تو بر خودار! کیا سوچا تم نے؟!

کس بارے میں دادا؟ روہیل نے آہستہ سے جواب دیا۔

ارے تمہاری شادی کے بارے میں پیٹا؟ کب کرو گے شادی؟ اور کتنا انتظار کرواؤ گے ہمیں؟ دادا نے جواب دیا۔

دادا بھی نہیں کرنا چاہتا میں شادی۔ ابھی تو زندگی بھر پور طریقے سے میں نے گزاری
بھی نہیں اور آپ کو میری شادی کی فکر لگی ہے دادا۔ اس نے کافی نروٹھے پن سے کہا۔

انہیں اسکی شکل دیکھ کر ہنسی تو بہت آئی لیکن وہ ضبط کر گئے کیونکہ وہ آج روبیل سے دو
ٹوک بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اور بات کیسے بنا سے جانے نہیں دے سکتے تھے۔
اس لئے وہ خاموشی سے اسکی بات سن رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا۔ وہ تو شادی کے بعد بھی زندگی انجوائے کی جاسکتی ہے۔ اپنی بیوی کے
ساتھ جہاں دل کرے وہاں جانا۔ اور خوب کھل اپنی زندگی گزارنا۔ انہوں نے اسکے
بات کے جواب میں کہا۔

لیکن ابھی نہیں دادا جان!!!! اس نے چڑ کر کہا۔

اب نہیں تو کب کرنی ہے شادی تم نے روبیل ملک؟! دادا نے غصے سے کہا۔

پہلے تو وہ حیران ہو دادا کی گرج دار آواز سن کر پھر سنبھل کر بولا۔

دو سال بعد شادی کرونگا داداجان بس۔ یہ کہہ کر وہ کمرے کی جانب موڑا۔

دو سال نہیں صرف ایک سال بعد کروگے شادی تم۔ اس سے زیادہ دیر اور برداشت نہیں ہے مجھے۔ ہاں اس ایک سال میں اگر تمہیں کوئی لڑکی پسند آتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ جس لڑکی سے میں کہو گا پھر اسے تمہیں شادی بھی کرنی ہوگی اور میں انکار نہیں سٹنوگا۔ داداجان نے اٹل فیصلہ سنایا۔

ٹھیک ہے داداجان! جیسے آپکی خوشی۔ اس نے دادا کے ہاتھ چوم کر کہا۔

خوش رہو میری جان۔ دادا نے بدلے میں مسکرا کر اسکا ماتھا چوم کر اسے دعا دی۔ اور
روئیل کمرے میں چلا گیا۔ دادا جان کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا جب تک کہ وہ
نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا ہو۔

پتہ نہیں کیا بنے گا اس لڑکے کا؟ دادا جان نے یہ خود سے کہہ کر صوفے کی پشت سے
سرٹکا کر آنکھیں موند لی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اہم اہم!!! لگتا ہے لوگ کافی سیریس لے رہے ہیں سنگنگ کمپنیشن کو۔ روحیلہ نے
کہا

تو کیا نہیں لینا چاہیے؟ نورے نے الٹا سوال کیا

کیوں نہیں جان لیکن یہ بتاؤں کونسا سنگ گارہی ہو؟ شاندا نے کچھ متجسس ہو کر

پوچھا

نورے کے ہونٹوں کو پراسرار مسکراہٹ نے چھوا۔

یہ سر پر اتر ہے۔ اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

بتاؤ نہ یارا۔ ویسے ہم نے سنا ہے کہ تمہارا ڈوئٹیٹ سونگ ہے۔ ثناء نے نکال لگایا۔

ہممم بلکل!!! ٹھیک سنا ہے تم نے۔ نورے نے مصروف سے انداز میں کہا۔

اچھا تم لوگ یہی رہو یا کنٹین چلے جانا تب تک میں ریہر سل کر کے آئی۔ نورے نے جانے سے پہلے ان سے کہا اور جانے کے لیے موڑی۔

اوکے! بیسٹ آف لک سویٹی۔ تینوں نے ایک زبان ہو کر کہا

تھینکس! لویو آل!! نورے نے کہا اور وہاں سے ریہر سل روم کی طرف چلی گئی۔

اگلے دن جب وہ یونی پہنچی تو اسے پتہ چلا کہ یونی میں مختلف قسم کے مقابلے ہو رہے ہیں

اور ویسے بھی سپورٹس ویک چل رہا تھا تو اسکے ساتھ یہ سب بھی ہونا طے تھا۔ ویسے

بھی وہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ یہ سب بھی کرتی تھی۔ زیادہ تر شعر و شاعری میں حصہ

لیتی تھی کیونکہ یہ اسکا پسندیدہ ترین مشغلہ تھا۔

لیکن اسکا موڈ تب بگڑا جب اسے یہ پتہ چلا کہ اسکی سہیلیوں نے اسکا نام اس دفعہ شعرو شاعری کے ساتھ ساتھ سنگ کمپنیشن میں بھی لکھوایا ہے۔ اس نے شعرو شاعری کے حوالے سے تو کچھ نہیں کہا البتہ گانا گانے پر خوب اعتراض کیا۔ ابھی بھی وہ اسے منانے کی کوششیں کر رہی تھیں۔



NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا یار؟! صرف ایک گانا ہی تو گانا ہے تم نے۔ اس میں ایسا کیا ہے جو تم نہیں کر سکتیں؟! ثناء نے پوچھا

ہاں بلکل!! ثناء ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اس سے پہلے نورے کوئی جواب دیتی روحیلہ نے کہا جبکہ پاس کھڑی شاندا نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

کیوں بھی؟ صرف میں ہوں جو گانا گاسکتی ہوں؟؟ تم لوگ کیوں نہیں گالیتیں؟ نورے نے غصے سے دیکھ کر ان کی طرف دیکھا، (اور نورے اسلئے غصہ تھی کیونکہ آج سے پہلے اس نے کبھی بھی گانا نہیں گایا تھا۔ صرف دوستوں کے بیچ کبھی کبھی کچھ نہ کچھ گنگنا لیتی)۔

سو بیٹی! یہ بھی تم کر سکتی ہو اور ہم نے نہایت خوشی سے تمہارا نام لکھوایا ہے۔ اب اگر انکار کرو گی تو ہمارا دل ٹوٹ جائے گا۔ پلیز زرز زرز انکار نہیں کرو۔ روحیلہ نے اسے ایمو شنلی بلیک میل کرتے ہوئے کہا۔

ہاں دیکھو نہ! شاندا نہ کی بھی شادی ہو رہی ہے اور ویسے بھی یہ گانا تم اسکے لئے گانا ہمہمم؟ اور ویسے بھی یہ ہمارا یونی کاسیکنڈ لاسٹ ایر ہے اور پتہ نہیں آگے جا کر زندگی ہمیں کہاں لے جائے؟! روحیلہ نے بھی مصنوعی خفگی سے کہا۔

یار ررر!!! اسکی شادی ہو رہی ہے وہ کوئی محاز سر کرنے نہیں جا رہی جو تم لوگ اتنا
سینٹی ہو رہی ہو۔ نورے نے جو باچڑ کر کہا

اچھانہ پلیزز زمان جاوہ!!! پلیزز زز۔ اب کی بار شاندا نے کہا۔



پلیزز زز!!! تینوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

دیکھتے ہیں۔ نورے نے بھی گویا احسان کرنے والے انداز میں کہا۔

اسکا مطلب تم گانا گا رہی ہو۔ یہ یاہووووو۔ ان تینوں نے مل کر یاہو کا نعرہ لگایا۔

رکوا بھی بتاتی ہوں تم لوگوں کو۔ یہ سن کر وہ تینوں بھاگ گئی۔ جبکہ نورے بھی ان کے پیچھے بھاگی۔

اسلام علیکم!!! دادا جان۔ روبیل نے آتے ساتھ ہی دادا کو سلام کیا۔

وعلیکم اسلام بر خودار!!! جیتے رہو۔ انھوں نے دعایتے ہوئے کہا۔



دن کیسا گزرا تمھارا؟ لگتا ہے کافی تھک چکے ہو آج؟ خیریت آجکل کافی مصروف رہنے لگے ہو۔ دادا نے کچھ تشویش سے پوچھا۔

دن تو اچھا گزرا۔ بس آجکل مصروفیت کچھ زیادہ ہو گئی ہیں اس وجہ سے گھر جلدی نہیں آپاتا۔ اس نے ماتھا دو انگلیوں سے مسل کر کہا۔

شکورہ!!! دو کپ چائے کے بچھو ایسے۔ دادا نے ملازمہ کو آواز دی۔

روئیل نے شکر آمیز نظروں سے اپنے دادا کو دیکھا جو اسکے دل کی ہر بات سے واقف

رہتے۔



ملازمہ چائے رکھ کر چلی گئی تو دادا نے گلا کھنکھار کر بات کا آغاز کیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels | Arsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

تو بر خودار! کیا سوچا تم نے؟!

کس بارے میں دادا؟ روئیل نے آہستہ سے جواب دیا۔

ارے تمہاری شادی کے بارے میں بیٹا؟ کب کرو گے شادی؟ اور کتنا انتظار کرواؤ گے ہمیں؟ دادا نے جواب دیا۔

دادا بھی نہیں کرنا چاہتا میں شادی۔ ابھی تو زندگی بھر پور طریقے سے میں نے گزاری بھی نہیں اور آپکو میری شادی کی فکر لگی ہے دادا۔ اس نے کافی نروٹھے پن سے کہا۔

انہیں اسکی شکل دیکھ کر ہنسی تو بہت آئی لیکن وہ ضبط کر گئے کیونکہ وہ آج روبیل سے دو ٹوک بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اور بات کیسے بنا سے جانے نہیں دے سکتے تھے۔ اس لئے وہ خاموشی سے اسکی بات سن رہے تھے۔

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا۔ وہ تو شادی کے بعد بھی زندگی انجوائے کی جاسکتی ہے۔ اپنی بیوی کے ساتھ جہاں دل کرے وہاں جانا۔ اور خوب کھل اپنی زندگی گزارنا۔ انہوں نے اسکے بات کے جواب میں کہا۔

لیکن ابھی نہیں داداجان!!!! اس نے چڑ کر کہا۔

اب نہیں تو کب کرنی ہے شادی تم نے روئیل ملک؟! دادا نے غصے سے کہا۔



پہلے تو وہ حیران ہو دادا کی گرج دار آواز سن کر پھر سنبھل کر بولا۔
دو سال بعد شادی کرونگا داداجان بس۔ یہ کہہ کر وہ کمرے کی جانب موڑا۔

دو سال نہیں صرف ایک سال بعد کروگے شادی تم۔ اس سے زیادہ دیر اور برداشت نہیں ہے مجھے۔ ہاں اس ایک سال میں اگر تمہیں کوئی لڑکی پسند آتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ جس لڑکی سے میں کہو گا پھر اسے تمہیں شادی بھی کرنی ہوگی اور میں انکار نہیں سنوگا۔ داداجان نے اٹل فیصلہ سنایا۔

ٹھیک ہے داداجان! جیسے آپکی خوشی۔ اس نے دادا کے ہاتھ چوم کر کہا۔

خوش رہو میری جان۔ دادا نے بدلے میں مسکرا کر اسکا ہاتھ چوم کر اسے دعا دی۔ اور
روئیل کمرے میں چلا گیا۔ داداجان کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا جب تک کہ وہ
نظروں سے اوجھل نہ ہو گیا ہو۔

پتہ نہیں کیا بنے گا اس لڑکے کا؟ داداجان نے یہ خود سے کہہ کر صوفے کی پشت سے
سرٹکا کر آنکھیں موند لی۔

اہم اہم!!! لگتا ہے لوگ کافی سیریس لے رہے ہیں سنگنگ کمپنیشن کو۔ روحیلہ نے
کہا

تو کیا نہیں لینا چاہیے؟ نورے نے اس سوال کیا

کیوں نہیں جان لیکن یہ بتاؤں کونسا سونگ گارہی ہو؟ شاندا نے کچھ متعجبس ہو کر

پوچھا

نورے کے ہونٹوں کو پراسرار مسکراہٹ نے چھوا۔



یہ سر پرائز ہے۔ اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

بتاؤ نہ یارا۔ ویسے ہم نے سنا ہے کہ تمہارا ڈوٹیٹ سونگ ہے۔ ثناء نے نکال گایا۔

ہممم بلکل!!! ٹھیک سنا ہے تم نے۔ نورے نے مصروف سے انداز میں کہا۔

اچھا تم لوگ یہی رہو یا کنٹین چلے جانا تب تک میں ریہر سل کر کے آئی۔ نورے نے
جانے سے پہلے ان سے کہا اور جانے کے لیے موڑی۔

اوکے! بیسٹ آف لک سویٹی۔ تینوں نے ایک زبان ہو کر کہا

تھینکس! لویو آل!! نورے نے کہا اور وہاں سے ریہر سل روم کی طرف چلی گئی۔

آخر کار وہ دن بھی آ گیا جس کا سب کو بے صبری سے انتظار تھا یعنی کمپنیشن کا۔ یا یہ
کہنا بہتر ہو گا کہ شاندا نہ، روحیلہ اور ثناء کو۔ کیونکہ انھیں درد اٹھ رہا تھا بار بار کہ پتہ
نہیں وہ کونسا گانا گانے والی ہے۔

وہ مرر کے سامنے کھڑی ہو کر خود کا جائزہ لینے لگی۔ کیمل براون کلر کی گھٹنوں تک آتی

فراک، ہم رنگ دوپٹے جو اس نے سر پر ٹکایا تھا، اور آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح سجا
کا جل۔

بیپ

بیپ

ابھی وہ خود کا جائزہ لینے میں مصروف تھی کہ اسکے فون پر مسیج ٹون بجی۔

اس نے دیکھا تو ثناء لوگوں نے گروپ چیٹ میں ہی اسے ٹیکسٹ کیا تھا اور اسے سختی
سے تاکید کی تھی کہ وہ تھوڑا میک اپ کر کے آئے کیونکہ نورے ہمیشہ ہی صرف
تھوڑی سی چوڑیاں پہن کر یونی جاتی تھی۔

اس نے مسکرا کر سردائیں بائیں ہلکا سا ہلایا اور پھر پنک کلر کالپ گلوں لگایا اور ایک آخری
بار اپنا جائزہ لیکر وہ روم سے نکلی۔

مما جانی!! جلدی سے ناشتہ دے دیں، آج میں دیر نہیں کرنا چاہتی۔ اس نے ٹیبل پر
بٹھتے ساتھ ہی ممما کو آواز دی

لار ہی ہوں بیٹا۔ ممما نے ناشتے کی ٹرے لاتے ہوئے کہا۔ (ان ہاں ملازم ہوتے ہوئے

بھی زیادہ تر کھانے پکانے کا کام شمینہ بیگم ہی کرتی تھی)

جب شمینہ بیگم کی اس پر نظر پڑی تو انھوں نے بے اختیار ماشاء اللہ کہا۔

ایک گلاس دودھ پیا اور ایک سلائس کو ہاتھ میں لیکر وہ اٹھی جانے کی لیئے۔

بیٹا ناشتہ تو کرتی جاو سہی سے۔ شمینہ بیگم نے اسے ٹوکا۔

ارے میری پیاری ماما جانی!!! آپ فکر نہ کریں میں یونی میں کنٹین سے کچھ کھالوں گی

پکا۔ یہ کہہ کر اس نے شمینہ بیگم کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

اچھا ماما آپ میرے لیئے دعا کیجئے گا؛ اب میں چلتی ہوں۔ خدا حافظ۔ یہ کہہ کر وہ باہر

کی جانب بڑھ گئی۔

اللہ کامیاب کرے آپکو بیٹا۔ فی امان اللہ بیٹا۔ یہ کہہ شمینہ بیگم بھی اپنے ناشتے کی طرف

متوجہ ہو گئیں۔

یار تو کہیں جا رہا ہے؟ روہیل نے شہریار کے کمرے میں آتے ساتھ ہی پوچھا جو کہیں

جانے کے لیئے ڈریسنگ کے سامنے نک سک سا تیار کھڑا تھا۔

ہاں یار۔ وہ میں بتانا بھول گیا تھا تجھے۔ آج میں یونی جا رہا ہوں بطور گیسٹ تو بس اس

لئیے۔ شہریار نے اسے کہا

کونسی یونی؟ روئیل نے آنکھیں سکیر کر پوچھا

وہی جہاں سے ہم لوگوں نے اپنی تعلیم مکمل کی ہے۔ شہریار نے آرام سے جواب دیا

تو وہاں جا رہا ہے نہ پکا؟؟؟ روئیل نے مشکوک انداز سے ایک بار پھر پوچھا۔

بلکل!!! میرے باپ میں وہی جا رہا ہوں۔ ایسا کر تو بھی چل میرے ساتھ۔ شہریار

نے عاجز آ کر کہا

ہاں تو سہی کہہ رہا ہے میں بھی چلتا ہوں تیرے ساتھ۔ روئیل نے کہتے ساتھ ہی گاڑی

کی چابیاں اٹھائی۔

لیکن یہ کیا؟؟؟ وہاں پر تو دو دو لوگوں کا انویٹیشن کارڈ پڑا ہوا تھا۔ (یعنی اسکا اور شہریار کا)

یہ کیا ہے؟ روئیل نے گرج دار آواز میں اس سے پوچھا۔

وہ جو اپنی دھن میں جا رہا تھا اس سے آگے آگے؛ یکدم اسکی آواز سن کر پلٹا۔

ہاں وہ یہ!!! تمہارا کارڈ۔ شہریار نے جلد ہی اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

وہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہے کہ کارڈ ہے لیکن یہ بتاتو نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔؟! اب بھی
تھوڑے سے پوچھا

وہ اس لیے کیونکہ آپ جناب کو ایسی ایونٹس اٹینڈ کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ شہریار
نے عام سے انداز میں جواب دیا۔

یہ تو ٹھیک تم نے۔ روبیل نے بھی اسکی بات سے اتفاق کیا۔

اب جلدی سے چلو بھی یار!!! اس سے پہلے فنکشن شروع ہو جائے۔ شہریار نے یہ کہہ
کر گاڑی سٹارٹ کی۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہاں چلو۔ روبیل بھی گاڑی میں بیٹھ گیا اور یوں یہ دونوں اپنی منزل کی طرف روانہ
ہو گئے۔

وہ ابھی ہال پہنچی تھی کی اس کے دوستوں نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔ پورا اڈیٹوریم کچھا
کھچ سٹوڈنٹس سے بھرا ہوا تھا۔ لائٹس اور کچھ آرٹیفیشل فلاورز سے سیٹیج کو خوبصورتی
کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ ماحول کے مناسبت سے بیک گراؤنڈ میں ہلکا ہلکا میوزک بھی بج
رہا تھا۔ پورے ہال کو ڈم لائٹس سے منور کیا گیا تھا۔ جو محول کو اور خواب ناک بنا رہی

تھی۔

ارے واہ یار!!!! ماشاء اللہ دیکھو تو سہی کون آیا ہے؟! شاندا نہ نے اسے دیکھ کر شرارتا کہا۔

کون آیا ہے شاندا نہ؟ اس نے بھی مصنوعی حیرانگی سے کہا البتہ ہونٹوں پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔

ہاہا ہا کوئی نہیں بس ہماری نورے آئی ہے۔ ثناء کے کہتے ہی وہ تینوں اسکے گلے لگی۔
ابھی وہ کھڑی ہی تھی اسی طرح سے جب نورے کو بیک سیٹج بلا یا گیا۔ اور وہ ان سے ملتے ہی وہاں سے چلی گئی اور وہ تینوں بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئی۔

فنکشن کے شروع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے شہریار اور روبیل بھی پہنچ گئے۔ جب پتہ چلا کہ چیف گیسٹ آچکے ہیں تو فنکشن کا باقاعدہ آغاز اللہ کے پاک نام اور کلام سے کیا گیا۔

اسکے بعد سکٹس پیش کیے گئے۔ شہریار کو تو اپنے یونی کے دن یاد آگئے البتہ روبیل کافی بیزار سا بیٹھا تھا۔ اسکے بعد مقابلہ شعر و شاعری کا تھا۔ سب نے باری باری اپنے اشعار

کہے۔ جیسے ہی نورے کو سٹیج پر بلایا گیا اسی وقت روئیل کو فون کال آئی جسے سننے کے
لیئے وہ باہر چلا گیا۔

نورے نے گہرا سانس لیکر اشعار کہنے شروع کیئے۔

کبھی عرش پر، کبھی فرش پر

کبھی انکے در، کبھی دربدر

غم عاشقی تیرا شکر یہ

میں کہاں کہاں سے گزر گیا

کبھی راستوں میں تنہا، کبھی ہوں برود صحرا

میں جنوں کا ہم سفر ہوں

میرا کوئی گھر نہیں ہے۔

یکدم پورا حال تالیوں سے گونج اٹھا اور وہ داد و صولتی وہاں سے چلی گئی۔ اور روئیل بھی

اب واپس آچکا تھا اور دھیرے سے شہر یار کے کان میں کہا

شعر و شاعری ختم ہو گئی کیا؟

ہاں ہو چکی ہے! شہریار نے بھی اسی کے انداز میں کہا

او کے! روبیل نے کندھے اچکائے۔

اب باری ہے سب کے پسندیدہ ترین سیگنٹ کی؛ جی تو جیسے آپ سب کو پتہ ہے میں

کس بارے میں بات کر رہی ہوں۔ جی ہاں بلکل!!! اور موسٹ فیورٹ سیگنٹ

سنگنگ۔ (وہ کوئی competition نہیں تھا صرف ایک segment تھا شو

کے لحاظ سے) NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی تو ہم بلا تے ہیں؛ نورے خان کو ساتھ میں ڈوئیٹ کی لیے حنین اعجاز کو۔ میزبان نے

انو سمنٹ کی تو وہ دونوں بھی سیٹج پھر آگئے اور بیک گراونڈ میوزک بھی شروع ہو گیا۔

dard bhara dil mein itna ke

rone ko dil karda

tere bina bejaan sa ab to

hone ko dil karda



tujhe chaaha rab se bhi zyada

phir bhi naa tujhe pa sake

rahe tere dil mein magar

teri dhaRkan tak na jaa sake

juR ke bhi TooTi rahi ishqe di Dor ve

kisko sunayein jaake TooTe dil ka shor ve

maahi ve mohabbatan sachiyan ne

mangda naseeba kujh hor ae

O maahi ve, maahi ve...

maahi ve, maahi ve...



waqt ka karam hai ke tu

baiTha hai mere roobaroo

hai ishq kitna tujhse
lafzon mein kaise main kahoon
ik nazar tu dekh le bas meri or ve
kisko sunaayein jaake TooTe dil ka shor ve
maahi ve mohabbatan sachiyan ne
mangda naseeba kujh hor ae
kismat de maare, asi ki kariye
kismat de maare, ansi ki kariye
kismat de maare, ho asi ki kariye
kismat te kiska zor ae
maahi ve, maahi ve...
maahi ve, maahi ve...

محبت کب ہو جائے کچھ خبر نہیں
یہ تو لمحوں کا کھیل ہے جاناں
کب بازی پلٹے اور وار ہو جائے کچھ خبر نہیں
(از خود)

وہ ابھی گانا گارہی تھی کہ نظر غیر ارادی طور سامنے بیٹھے رو بیل پڑ گئی اور یہی وہ لمحہ تھا جب وہ کہیں اور پہنچ گئی۔ اسکی مقناطیسی شخصیت اسے خود کی طرف کھینچ رہی تھی اور وہ بھی اس میں جکڑتی جا رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ مکمل حواس کھودیتی وہ دوبارہ حال میں لوٹی اور اپنے گانے کی طرف متوجہ ہو گئی ورنہ کیا خبر وہ کہاں سے کہاں جا چکی ہوتی؟

خیر پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا اور رو بیل ملک کو ساری لڑکیوں نے گھیر لیا آٹو گراف کے لیے۔ وہ دھیمی مسکراہٹ لئیے سب کو آٹو گراف دے رہا تھا۔ جس کی وجہ سے اسکا ڈمپل نمایاں تھا۔ وہ بھی آگے آئی سائن لینے لیکن جب اسکے ڈمپل کو دیکھا تو اسکے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

وہ کیا کہہ رہا تھا کیا نہیں!! اسے کچھ پرواہ نہیں تھی وہ تو بس یک ٹک سامنے اسے دیکھ رہی تھی۔ جب کسی نے اسکے سامنے چٹکی بجائی جس سے وہ ہوش میں آئی۔

کہاں ہو یار؟ آٹو گراف بھی نہیں لیئے تم نے؟ اور اب بھی کہاں گم تھی؟! روحیلہ نے آئسبر واچکا کر پوچھا

ہوں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ نہیں کہیں نہیں یہی تھی میں تو۔

اسکی زبان بھی لڑکھڑانے لگی جیسے اس نے کوئی چوری کی ہو اور پکڑی گئی ہو۔

لیکن تمہیں پسینہ کیوں آرہا ہے اتنا؟ روحیلہ نے تشویش سے پوچھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں وہ پہلی بار اس طرح سب کے سامنے گایا ہے تو بس اسکی وجہ سے۔ کہتے ساتھ ہی اس نے ٹشو سے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کیا۔

اوکے یار!!! ریلیکس رہو!!! بی کول اینڈ چل۔ روحیلہ نے کہا

ہممم! نورے نے صرف ہممم پر ہی اکتفا کیا

چلو آویار کیفے چلتے ہیں۔ روحیلہ نے کہا

چلتے ہیں یار لیکن وہ دونوں کہاں ہیں؟ نورے نے ہامی بھرتے ساتھ ہی ان دونوں کے

متعلق پوچھا۔

وہ دونوں بھی وہی تھی لیکن ثناء گھر جا چکی ہے اور شاندا نہ ہمارا ویٹ کر رہی ہے وہاں۔
روحیلہ نے تفصیلاً جواب دیا۔

اوکے چلو۔ یہ کہتے ساتھ ہی وہ لوگ بھی کیفے کے اندر چلی گئی۔

یار تم نے اس لڑکی کو دیکھا؟ روبیل نے گھر آتے ساتھ کہا

کو نسی لڑکی؟ شہر یار جو کپڑے نکال رہا تھا اپنے وارڈ روب سے اسکی بات پر موڑا۔
یار وہی جس نے ماہی وے محبتاں سچیاں وے گانا گایا تھا وہی لڑکی۔ روبیل نے اسے
یاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

ہاں یار یاد آگیا لیکن کیا ہوا تو کیوں ایسے کہہ رہا ہے؟ شہر یار نے آئینہ واچکا کر پوچھا

کیسے ٹکڑ ٹکڑ دیکھ رہی تھی مجھے وہ۔ روبیل نے کہا

وہ تو ہر لڑکی تجھے دیکھتی ہے اس میں کیا ہے؟ شہر یار نے نارمل انداز میں جواب دیا

ہاں یہ تو ہے ویسے؛ بھائی کی پر سنلٹی ہی کچھ ایسی ہے کہ اس پر ہر لڑکی فدا ہے۔ روبیل

نے فخر یہ انداز سے کہا

ویسے یار تجھے ایک بات بتانی تھی۔ روبیل نے سنجیدگی سے کہا

ہاں بول نہ۔ شہر یار بھی سن کر سنجیدہ ہوا

یار دادا چاہتے ہیں کہ میں شادی کر لوں۔ انھوں نے مجھے صرف ایک سال دیا ہے اور

اسی طرح ساری بات شہر یار کے گوش گزار کر دی۔

ہمممم!!! تو یہ بات ہے۔ تو کیوں منا کر رہا ہے پھر۔ شہر یار نے اس سے پوچھا

یار رررر!! مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔ ویسے بھی میرا بھی کوئی ارادہ نہیں ہے شادی

کرنے کا۔ روبیل نے خاصی بیزاریت سے جواب دیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تو ہے جناب لیکن ابھی یہاں سے دفع ہو اور جا اپنے گھر مجھے بھی فریش ہو کر آرام

کرنا ہے پھر اور ہاں سوچتے ہیں کچھ اس بارے میں بھی۔ شہر یار نے کہتے ساتھ ہی اسے

باہر کا رستہ دکھایا

بڑا ہی بے مروت ہے تو۔ مہمان کو چائے پانی ہی پوچھ لیتا ہے بندہ۔ روبیل نے شاک

ہوتے ہوئے کہا

شہر یار نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ کون مہمان؟۔

میں اور کون!؟ روبیل نے کہا

اچھا تو مہمان ہے یہاں او وہ اچھا تو اپنے گھر کھاپی کر آتے نہ یہاں کیا کرنے آئے ہو؟
شہر یار نے کہتے ساتھ ہی قہقہہ لگایا اور واشروم کی طرف بھاگ گیا

روبیل بھی اسکے پیچھے بھاگا لیکن وہ پہلے ہی واشروم میں بند ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے
باہر سے آواز دی کہ وہ چلا گیا۔

اسلام و علیکم مماجانی!!! نورے نے ہمیشہ کی طرح گھر آ کر شمینہ بیگم کو سلام

کیا۔ انھوں نے بھی ہمیشہ کی طرح اسکا ماتھا چوما اور جواب دیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مماجانی میں فریش ہو کر سونا چاہتی ہوں آج۔ کیونکہ کھانا میں کھا کر آئی ہوں اور تھک
چکی ہوں تو آرام کرنا چاہتی ہوں اب۔ ویسے مماجانی آپکو پتہ ہے آج کا شوسب سے
زیادہ یادگار رہا میرے لئے۔ نورے نے خوش ہوتے ہوئے کہا

یہ تو کافی اچھی بات ہے بیٹا۔ چلو اب آپ جا کر فریش ہوں پھر شام کو آپ نے اپنے بابا
کے ساتھ ایک پارٹی میں جانا ہے۔ شمینہ بیگم نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

کیسی پارٹی ماما اور آپ کیوں نہیں جا رہیں؟ نورے نے پوچھا

بیٹا میں بھی چلتی لیکن مجھے ساتھ والی رخسانہ کے والد کے تعزیت کے لیے جانا ہے تو اس لیے آپ بابا کے ساتھ چلی جانا۔ شمینہ بیگم نے کہتے ساتھ ہی اسکی پیشانی چومی ٹھیک ہے ماما جانی جیسے آپکی مرضی۔ وہ بھی جانے کی لیے اٹھی اور شمینہ بیگم کے سر پر بوسہ دیا۔

ہاں بیٹا لیکن جاتے ساتھ اپنی کسی فرینڈ کو لے جانا چاہو تو لے جانا۔ شمینہ بیگم نے اس سے کہا

ٹھیک ہے ماما جانی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 کمرے میں آکر اس نے اپنے کپڑے نکالے اور واشروم میں بند ہو گئی پھر بیس منٹ بعد نکلی تو اس نے ڈھیلا سا وائٹ شرٹ اور ساتھ میں وائٹ ٹراؤزر پہنے وہ آئینے کے سامنے آکر رک کھڑی ہو گی اور خود کو ایک نظر دیکھا۔

لیکن یہ کیا؟ اس کے عکس کے ساتھ ہی اسکا عکس بھی نمایاں ہو گیا۔ اس نے بے اختیار پیچھے موڑ کر دیکھا۔ وہ ہوتا تو نظر آتا نہ۔ پھر اس نے آئینے میں دیکھا اب وہ عکس غائب تھا۔

یا اللہ مجھے کیا ہو گیا۔ نورے تم بھی نہ۔ اس نے خود سے کہہ کر خود سرچت لگائی اور سونے کی غرض سے بیڈ پر لیٹی؛ جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کی تو جھپاک سے وہی دو گرے آنکھیں اسکے سامنے آئیں۔ اس نے ڈر کے مارے آنکھیں کھول دی۔

یہ مجھے کیا ہو رہا ہے آج۔ کبھی شیشے میں نظر آتا ہے تو کبھی آنکھیں بند کر کے سامنے آجاتا ہے۔ انففف اللہ۔ یہ سب سوچتے سوچتے نیند اس پر مہربان ہو گئی۔

اسلام و علیکم داداجان!!! روبیل نے آتے ساتھ ہی دادا کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی

مسکرا کر اسکے سلام کا جواب دیا اور اسکا ماتھا چوما۔

دن کیسے گزر امیرے بیٹے کا؟ دادا نے اس سے پوچھا

کافی تھکا ہوا دن تھا آج داداجان۔ روبیل نے کہتے ساتھ ہی صوفے سے ٹیک لگالی اور

پورے دن کی رواداد دادا کو سنانے کے بعد اپنے کمرے میں چلا گیا۔

وہ فریش ہو کر باہر آیا تو دادا تو اپنا منتظر پایا۔ اس وقت وہ بلیک شلوار قمیض میں ملبوس اپنی

تمام تروجاہت لیئے سیڑھیاں اتر رہا ہے۔

ماشاء اللہ دادا نے اسے دیکھ کر دل میں اسکی نظر اتاری۔

بیٹا شام کو اگر فری ہو تو میرے ساتھ تم نے ایک بزنس پارٹی میں جانا ہے۔ دادا نے
اخبار دیکھتے ساتھ ہی اس سے پوچھا۔

لیکن دادا جان مجھے آج شہریار کی طرف جانا ہے رات کو۔ آنٹی نے بلایا ہے اس لیے وہی
جاؤں گا آج۔ اس نے سہولت سے انکار کیا
ٹھیک ہے بیٹا۔ دادا نے اسکی بات سن کر کہا

اوکے دادا جان ابھی میں تھوڑی دیر آرام کرتا ہوں پھر شام میں ملاقات ہوگی۔ یہ کہہ
کر اس نے دادا کے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
خوش رہو بیٹا۔ دادا نے بھی بدلے میں اسے دعا دیکر کہا اور وہ واپس کمرے میں چلا گیا۔

مما جانی!!! کہاں ہیں آپ؟ جلدی سے آئیں میرے لیے کوئی اچھا سا ڈریس
سلیکٹ کریں تاکہ میم پارٹی میں پہن سکوں۔ نورے نے مسکین سی شکل بنا کر کہا
آتی ہوں بیٹا۔ اممم یہ لویہ پہن لو۔ شمینہ بیگم نے آتے ساتھ ہی اسکے لیے گولڈن کلر کا
نیٹ والا فراک چوز کیا اور ساتھ میں ہم رنگ حجاب بھی۔

یہ مائیں ہی تو ہوتی ہیں جو اپنے بچوں کی دل کی ہر بات سے واقف ہوتی ہیں۔ وہ کیا کہنا

چاہتا ہے کیا نہیں، اس کے لیے کیا سہی ہے کیا نہیں؟ زبان پر لانے سے پہلے وہ اپنے بچوں کی دل کی بات تک پہنچ جاتی ہیں۔ اللہ ہم کی ماؤں کو ہمارے سروں پر سلامت رکھنا۔ آمین۔

او وہ!! تھینک یو ماما جانی!! لویو۔ نورے نے کہتے ساتھ ہی انکے دونوں گال چومے۔ اچھا جائیں اب آپ اور تیار ہو کر آئیں آپکو عمیر ڈارپ کر دیگا اور وہاں آپکے بابا آپکو جوائن کر لیں گے۔ ثمنینہ بیگم نے اس سے کہا

او کے ماما جانی آئی دل بھی ریڈی ان ہالف این آور۔ نورے نے جلدی سے کہا
 او کے بیٹا۔ ثمنینہ بیگم نے اسکے روم سے جاتے ہوئے کہا اور وہ بھی واش روم میں بند ہو گئی تیار ہونے کے لیے۔

وہ جب تیار ہو چکی تھی تب اسے روحیلہ کی کال آئی یہ بتانے کے لیے کہ وہ اسکے ساتھ جارہی ہے۔ اس نے ایک نظر خود پہ ڈالی جو کہ اس وقت لائٹ گولڈن کلر کے نیٹ فرائک اور ہم رنگ پاجامہ اور حجاب، تھوڑی سی چوڑیاں، ہلکا سا میک اپ کیئے، کانوں

میں پرل ٹاپس اور پاوں میں تھوڑی اونچی سینڈل پہنے، وہ تو شہزادی ہی لگ رہی تھی۔
اس نے ایک آخری ڈالی خود پر اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

ارے واہ ماما!! آج تو چڑیل ماشاء اللہ کافی خوبصورت لگ رہی ہے۔ عمیر نے اسے دیکھ
کر شرارتا کہا۔

مماااا دیکھے نہ اس بندر کو ہر وقت تنگ کرتا رہتا ہے۔ نورے نے ماما سے اسکی شکایت
لگائی۔

بریں بات بہن کو تنگ نہیں کرتے!! ماما نے اسے ڈیٹا
ہاں لیکن بہن کو نہیں لیکن چڑیل کو تنگ کر سکتے ہیں نہ۔ عمیر نے کہتے ساتھ ہی باہر کی
طرف دوڑ لگادی۔

اس سے اسکا موڈ خراب ہوتا اسکی ماما نے کچھ سورتیں پڑھ کر اس پر پھونکیں اور اسے
باہر بھیج دیا تاکہ وہ مزید لیٹ نہ ہو۔

مما جانی اللہ حافظ!!! جاتے ساتھ اس نے کہا

فی امان اللہ بیٹا۔ ثمنینہ بیگم نے اسکے جاتے ساتھ ہی کہا

آوچڑیل!!! تمہیں ڈراپ کر دوں پھر مجھے بھی لائبریری جانا ہے۔ عمیر نے اسے دیکھ کر پھر سے شرارت سے کہا۔

بندر کہیں کے چلو اب اور ہاں ساتھ میں روجی کو بھی لیتے جانا کیونکہ وہ بھی ہمارے ساتھ جائے گی۔ نورے نے آنکھیں دیکھتے ہوئے کہا۔

روحی؟؟ اسکا پارٹی میں کیا کام ہے؟ اور نہ یہ ہر جگہ تمہارے ساتھ کیوں آتی جاتی ہے؟ تمہاری اور دوستوں سے تو کوئی اتنا میل جول نہیں رکھتی وہ، تمہارے آس پاس بہت منڈلاتی رہتی ہے۔ عمیر نے اسے دیکھ کر کہا

کیوں؟ تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟ نورے نے بھی اسے دیکھ کر کہا

مجھے کیوں تکلیف ہونے لگی لیکن کل وہ تمہاری تکلیف کی وجہ نہ بنیں کہیں۔ عمیر نے ہلکے پھلکے لہجے میں بہت سنجیدہ بات کی۔ لیکن اسے کیا خبر کہ کونسی گھڑی قبولیت کی ہے!؟

اچھا زیادہ باتیں نہ بناو اور اب چپ رہو کیونکہ اسکا گھر آچکا ہے۔ نورے نے سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

روحی کے گھر کے سامنے انھوں نے گاڑی روکی اور ہارن دیتا کہ وہ باہر آئے۔ روحی تو جیسے تیار بیٹھی تھی جانے کے لیے۔ ایک دم سے آکر گاڑی میں بیٹھ گئی اور عمیر کو سلام کیا جس کا جواب اس نے سر کو خم کر کے دیا اور یونہی خاموشی سے وہ اپنی منزل پر پہنچے۔

چلو اللہ حافظ!! نورے نے اترتے ہوئے کہا

اللہ حافظ چڑیل!!! اپنا خیال رکھنا۔ عمیر نے اسکے سر بوسہ دیکر کہا اور اس نے آنکھیں بند کر کے بھائی کی محبت کو محسوس کیا اور وہاں سے چلی گئی روحی کے ساتھ۔

پچھے اسکے بھائی نے دل میں کہا؛ کاش تم سمجھ جاؤ؛ جو جیسا ہے بلکل بھی ویسا نہیں ہے۔
حقیقت بہت تکلیف دہ ہوتی ہے میری چھوٹی سی جان۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے۔
آمین۔ اور وہ وہاں سے چلا گیا۔

بیٹا تھوڑی دیر نہیں ہوئی آپکو آنے میں؟ اسکے داود خان نے اسے دیکھتے اور پھر ملتے ہوئے کہا

اسلام و علیکم انکل!! روحیلہ نے سلام کیا

ارے میری تو دو دو بیٹیاں آئی ہیں۔ و علیکم اسلام بیٹا۔ کیسے ہو آپ؟ داود خان نے

اس سے استفسار کیا

میں بلکل ٹھیک انکل۔ روحیلہ نے چہکتے ہوئے جواب دیا

ہاں بابا جانی!! وہ بن میرا مطلب عمیر کی وجہ سے لیٹ ہو گئی۔ اسکے بندر کینے پر داود

صاحب نے گھورا تو فوراً بندر کی جگہ عمیر کہا موبادہ وہ کہیں غصہ نہ ہو جائے۔

چلو کوئی نہیں!! آجائیں اندر چلتے ہیں۔ داود صاحب انھیں ساتھ لیکر اندر کی طرف

بڑھے۔

فائض ملک بھی اپنے پوتے کے ساتھ وہاں پہنچے لیکن روپیل انھیں ڈراپ کر کے وہاں

سے چل دیئے اور وہ اندر آ کر اپنے دوستوں سے ملنے چلے گئے۔

یارر آونہ وہاں چلتے ہیں۔ روحیلہ کب سے اسکا دماغ کھا رہی تھی کیونکہ اسے بھوک

لگی تھی اور اب اسے بھی اپنے ساتھ اٹھانا چاہتی تھی۔

تمہیں بھوک لگی ہے نہ تو جاؤ خود جا کر کھانا کھاؤ۔ میرا سر نہ کھاؤ۔ نورے نے غصے سے

کہا۔

اس دوران وہ مسلسل کسی کی نظروں میں تھی۔ ایک اسے شفقت بھری نظروں سے

دیکھتا رہا تو دوسرے کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

داود صاحب اس وقت اپنے کسی دوست کے ساتھ تھے اس لیے وہ انکی طرف متوجہ نہیں تھے۔

نورے نے جب بات کی تو ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اسے اسکا نام تو پتہ نہیں تھا لیکن اتنا ضرور پتہ چل گیا تھا کہ وہ بھی ملک انڈسٹریز کا مالک ہے۔ اس لیے انجانے میں وہ اسے ڈھونڈنے لگی کہ کیا پتہ وہ آیا ہو؟ اس نے یہ شعر اپنے دل میں کہا؛

نظر تجھے دیکھنے کی خواہش کرنے لگی

کہیں سے لوٹ کر آجانا

یہ نظر تجھے دیکھنے کی ضد کرنے لگی

(از خود)

ہیں؟؟ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟؟ میرا دل اسے دیکھنے کی خواہش کیوں کر رہا ہے؟ ارے

نہیں نہیں میں کیوں سوچنے لگی اسکے بارے میں بھلا۔ میری طرف سے بھاڑ میں

جائے۔ اس نے بلا آخر اپنی سوچوں سے تنگ آکر اسے بھاڑ میں بھیجا۔

کیا سوچنے لگی میڈم؟ روجی نے اسے سوچ میں ڈوبے دیکھ کر کہا۔

ہاں!! کچھ نہیں یار بس ویسے ہی۔ نورے نے سنبھل کر جواب دیا۔

اچھا چلو نہ میرے ساتھ۔ روجی نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے اٹھایا

اچھا چلو یار۔۔ تم بھی کیا یاد رکھوں گی۔ نورے نے احسان کرنے والے انداز میں کہا

میں یاد رکھتی بھی نہیں۔ روجی نے سنجیدہ انداز میں جواب دیا

رکھنا بھی مت۔ نورے نے بھی گویا ناک سے مکھی اڑائی۔ لیکن اسے کیا خبر تھی کہ

قسمت اسے کس موڑ پر لے آئی گی؟

وہاں سے واپس آکر وہ کھانا کھانے بیٹھ گئی تو نورے نے سامنے کی طرف دیکھا جہاں

ایک لڑکا اسے ہی مسلسل دیکھ رہا تھا اور ساتھ میں ہنس بھی رہا تھا۔

اسے دیکھ کر نورے کو غصہ آیا لیکن اسے ایک شرارت سو جھی۔ اس نے روجی کو بھی

شامل کر لیا۔

دس منٹ بعد روجی واشر روم کی طرف بڑھی تو وہ لڑکا کچھ ہی پھیلنے لگا۔ واشر روم سے

واپس آکر روجی اس لڑکے کے پاس چلی گئی۔ وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے

لگی۔

اس دوران نورے نے پیچھے سے آکر اسکے کولڈ ڈرنک میں سو فٹ منٹس ڈال دیں اور واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔ اور روحی کو بھی اوکے کا ٹیکسٹ کر لیا۔ روحی نے جب دیکھا تو اس سے اجازت لیکر وہاں سے چلی آئی۔

ابھی وہ پہنچی نہیں تھی کہ اسکی آواز کانوں میں سنائی دی۔ اوہ شٹ!!! یہ کیا ہوا؟ ویٹر ویٹر جلدی سے مجھے واٹر روم دیکھا و جلدی سے۔ وہ حیران تھا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا

ہے؟
NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Book | Poetry | Interviews
یہ سن کر وہاں موجود تمام لوگ آہستہ سے ہنسنے لگے جبکہ وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنس رہی تھیں۔ اور وہ جو اسے ہی دیکھ رہے تھے اسکی جرات پر داد دیتی نظروں سے دیکھنے لگے۔

وہ جو دادا کو اسکا موبائل دینے واپس آیا تھا، راستے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اسکی نظر سامنے نورے پر پڑی جو بڑی مہارت کے ساتھ کسی کے ڈرنک میں کچھ ڈال رہی تھی اور پھر پھرتی سے واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ اس کے دادا بھی اسی کو دیکھ رہے تھے۔

انھیں یہ نھٹ کھٹ سی لڑکی اپنے مغرور شہزادے کے لیے بہت پسند آئی۔ دادا کو تو وہ بہت پسند آئی لیکن بات وہی تھی روئیل کی پسند کرنے کی۔

وہ موبائل دے کر واپس چلا گیا لیکن اسکا دیہان بار بار بھٹک کر اسی لڑکی کی جانب ہو رہا تھا۔ آخر کار اس نے گہری سانس لی اور تمام سوچوں کو جھٹک دیا اور شہریار کی طرف روانہ ہوا۔

یہ بچیاں کس کے ساتھ آئی ہیں؟ فائض ملک نے اپنے ایک دوست سے پوچھا ارے یہ، یہ تو (جو کہ داود صاحب نے نورے کے نام اب کر دی تھی) نور ٹیکسٹائل کے اوزر داود خان کی بیٹی نورے خان اور ساتھ میں انکی دوست روحیلہ ہے۔ انکے دوست نے انھیں کہا

اوہ اچھا!!! لگتا ہے آپ کافی اچھے دے جانتے ہیں انھیں۔ فائض ملک نے استفسار کیا ہاں کیوں نہیں انھی ہاتھوں میں نورے پلی بڑھی ہے؛ وہ بالکل میری بیٹی ہے۔ ان کی باتوں سے انکی نورے کے لیے محبت صاف جھلک رہی تھی۔

ماشاء اللہ؛ آپ انکے والد صاحب سے ہمارا تعارف تو کروائیں!!! فائض ملک نے انھیں

دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

شیور!! آئیں آپ!!! ان کے دوست نے کہا اور انھیں لے کر داود خان کی طرف
بڑھے۔

اسلام علیکم!!! داود صاحب کیسے ہیں آپ؟ فائض ملک نے سلام کرتے ساتھ ہی پوچھا
وعلیکم اسلام!!! میں الحمد للہ ٹھیک ٹھاک۔ معاف کیجئے گا میں نے آپکو پہچانا نہیں۔
داود صاحب نے معذرت سے کہا

داود یہ ملک انڈسٹریز کے اونر روئیل ملک کے دادا فائض ملک ہیں۔ یہ تم سے ملنا چاہتے
تھے تو سوچا کیوں نہ ملاقات کروالی جائے۔ انکے دوست نے کہا

ہی تو کافی اچھی بات ہے۔ بلکہ میرے لیے تو اعزاز کی بات ہے کہ آپ یہاں تشریف
لائے ہیں۔ داود صاحب کا تشکر آمیز تھا۔

ارے داود صاحب شرمندہ کیوں کر رہے ہیں۔ ابھی تو آگے اور بھی مواقع آئیں گے۔
فائض ملک نے انھیں کچھ معنی خیزی سے کہا

ہاں ہاں کیوں نہیں۔ داود صاحب نے بنا بات پر غور کیئے انھیں جواب دیا، جس کے

بدلے میں انھوں نے مسکرانے پر اکتفا کیا اور پھر بزنس سے متعلق باتیں کرنے لگے اور یوں باتوں میں وقت گزرا اور وہ لوگ گھر واپس آ گئے۔

میرے محبوب مجھ پر یوں ظلم تو نہ کر
میرے ساتھ نہ رہو؛ لیکن میرے آس پاس رہو
(از خود)

وہ اب بھی اسکے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسکی سفد گرے آنکھیں کم تھی کیا جو اسکے ڈمپل نے بھی اسے کہیں کا نہیں چھوڑا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے؟ کیوں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے آس پاس ہے؟ یا پھر اگر وہ نہ ہو تو یہ آنکھیں اور دل اسے دیکھنے کی چاہ کیوں کرتا ہے؟ اسکی آنکھیں، اسکی شخصیت مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے؟ کیوں میں اسکی طرف مائل ہو رہی ہوں؟ کیا مجھے ان سے محبت ہو گئی؟ کیا مجھے بھی پہلی نظر میں ان سے پیار ہو گیا؟ نورے یہ کیا سوچ رہی ہے تو؟ نہیں اگر مجھے ان سے محبت ہے تو پھر انھیں یہ بات کبھی بھی نہیں بتاؤنگی۔

میں یہ بات کسی سے شنیر تو کر ہی سکتی ہوں نہ۔ کس سے شنیر کروں۔ اللہ مدد فرما۔
 شاندا نہ کو بتاؤں؟ ہاں یہ ٹھیک ہے اسے بتاتی ہوں۔ اس نے موبائل اٹھایا اور اسے کال
 ملائی لیکن اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔

اففففف!!! ایک تو اسکا فون ہمیشہ چارج نہیں ہوتا۔ ثناء!! نہیں وہ بھی مصروف
 ہوگی۔ زرناب؟ ارے نہیں وہ تو عامر بھائی کو فوراً بتا دیگی۔ ہاں رو حیلہ اسے کال کرتی
 ہوں۔ اسے بتاتی ہوں کیا پتہ وہ کچھ ہیلپ کر لے میری۔

جو چیز جیسے نظر آتی ہے؛ ضروری وہ ہمیشہ ویسی ہوگی بھی۔ یا پھر اس میں خرابی نہیں آئی
 گی۔ اگر محبت ہے تو اسے بھی فنا ہونا ہے۔ دوستی ہے تو وہ بھی کسی غرض کی بھینٹ کی
 چڑھے گی۔ ظلم ہے تو وہ اپنے انتہاء کو پہنچ کر ختم ہو جائے گا۔ یقین ہے اپنے کسی خاص پر
 تو وہ ضرور ٹوٹے گا۔ لیکن اگر کامل یقین اور بھروسہ صرف اللہ کی ذات پر ہے تو وہ کبھی
 گرنے نہیں دیگا۔

ہیلو روحی!! فری ہو؟ نورے نے اسکے کال اٹھاتے ہی اس سے پوچھا

ہاں فری ہوں تم سناو!! روحی نے جواب دیا

یار رر روہ مجھے تمہیں کچھ بتانا تھا۔ نورے نے بے چارگی سے کہا

ہاں کہونہ میں سن رہی ہوں۔ روحی نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

یار رر رر۔۔۔ وہ نہ۔۔۔ وہ مجھے محبت ہو گئی ہے۔ نورے نے پہلے اٹکتے ہوئے اور پھر

جلدی سے کہا

اچھا اااااااااا؟ کس سے نورے میڈم کو محبت ہو گئی؟ اس نے چیخ کر اس سے پوچھا

وہ ملک انڈسٹریز کے مالک کیا ہیں ان سے۔ نورے نے ناخن دانتوں سے کترتے ہوئے

کہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(کتنی معصوم تھی وہ، جس سے محبت کرتی تھی اس کا نام بھی نہیں پتہ تھا۔)

ارے واہ!! ہاتھ تو کافی اونچا مارا ہے تم نے۔ روحی کا لہجہ ایک دم طنزیہ ہو گیا

کیا مطلب ہے یارر؟ میں یہاں تم سے شنیر کرنے کے لیے کال کی ہے اور تم عجیب

عجیب باتیں کر رہی ہو یار۔ نورے نے خفگی سے کہا

ہممم!! تم کسی اور کو بتایا بھی کہ نہیں؟ روحی نے عجیب سے لہجے میں پوچھا

نہیں یار اب سے پہلے تمہیں بتایا ہے۔ نورے نے جواب دیا

ٹھیک ہے بعد میں بات کرتے ہیں۔ روحی نے کہتے ساتھ ہی کال کاٹی۔

جیسے ہی اس نے کال کاٹی عامر اور عمیر اس کے روم میں آئے۔

کیا ہو رہا تھا گڑیا؟ عامر نے اس کے کمرے میں آکر کہا اسکے ساتھ عمیر بھی تھا۔ اس کا تو مانو سارا خون چہرے پر آگیا۔ چہرہ لٹھے مانند سفید ہو گیا۔ اس نے تھوک نکالتے ان دونوں کو دیکھا۔ جن نے چہروں پر کوئی ایسے آثار نہیں تھے کہ انہوں نے کچھ سنا ہو۔

وہ۔۔۔ میں۔۔۔ ہاں وہ روحی سے بات کر رہی تھی۔ اس نے بمشکل اپنی بات پوری کی۔

تو بیٹا اس میں اتنا پریشان ہونے والی کونسی بات ہے؟ عامر نے پوچھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں تو پریشان نہیں ہوں بس ایسے ہی۔ نورے نے اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

اوکے میری جان۔ میں آپ کو یہ بتانے آیا تھا کہ ماما اور بابا دونوں میری شادی کی ڈیٹ

فکس کرنے جا رہے ہیں زرناب کے گھر۔ اگر آپ فری ہیں تو آپ بھی ساتھ چلیں۔

ہممم؟ عامر نے مان سے اپنی چھوٹی بہن کو دیکھا البتہ عمیر بالکل خاموش تھا۔ وہ اپنی اس

چھوٹی سی بہن کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ کب اتنی بڑی ہو گئی؟ کہ اب وہ ہم سے

بھی باتیں چھپانے لگی ہے اور کیسے بات کو بدل دیا؟ کیونکہ اس نے دروازے کے باہر

سب سن لیا تھا لیکن اپنے ایکسپریشن نارمل رکھے۔

ہائے ہائے ہائے ہائے!!! بھیا آپکی شادی!!! واووو بہت مزہ آئے گا بھائی۔ میں آپکا

کریڈٹ کارڈ یوز کروں گی۔ ہاں؟ نورے نے مزے سے کہا

ہاں کیوں نہیں بیٹا۔ عامر نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا

آئیسی کیو آر سوووو گریٹ برو۔ نورے نے کہتے ساتھ ہی ان کے گلے میں لاڈ سے

بانہیں ڈالیں۔

اور میں؟ عمیر نے پوچھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم کیا دو گے؟ نورے نے آئیبر واچکا کر پوچھا

میں تمہیں گھومنے لے جاؤنگا، آئسکریم کھلاؤں گا اور ایک اور بات فری رائیڈ بھی۔

عمیر نے کہتے ساتھ اسکی ناک زور سے کھینچی۔

آہسہ!!! بندر۔ نورے نے ناک سہلاتے ہوئے کہا اور دونوں بھائی بہن جلدی سے

عامر کے گلے لگ گئے اور انھیں مبارکباد دی اور پھر انکا نہ ختم ہونے والا باتوں کا سلسلہ

شروع ہو گیا۔

آہسہہ کیوں؟؟ کیوں؟؟ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ سب اس سے پیار کیوں کرتے ہیں؟
 بھائیوں کی وہ لاڈلی ہے۔ دوستوں کی وہ لاڈلی ہے۔ اور اب اتنے مالدار شخص سے محبت
 کر بیٹھی۔ میں یہ ہونے نہیں دوں گی۔ اس شخص کو میں اسکا نہیں ہونے دوں گی۔ کبھی
 نہیں۔ روحی نے جب سے اس کے منہ سے سنا تھا تب سے ادھر ادھر کمرے میں چکر
 کاٹ رہی تھی۔

میں تمہیں برباد کر دوں گی نورے خان۔ بربادی ہی تمہارا مقدر بنے گی۔ اس نے ایک
 عزم سے کہا

وہ یہ سب سوچ رہی تھی کہ ایک بار پھر سے اسے نورے کی کال آئی اور اسے بھائی کی
 شادی کے ڈیٹ فکس ہونے کا بتایا۔ مختصر ابات کر کے اس نے کال کاٹ کر موبائل بیڈ
 پر پھینکا اور وہی گرنے کے انداز میں ڈھے گئی۔

جلنا کیا ہوتا ہے؟ اے میرے دوست
 اگر جلنا ہے تو حسد کی آگ میں جل کر دیکھو

(از خود)

وہ صرف یہ سن کر حسد کا شکار نہیں ہوئی تھی کہ اس نے جس سے محبت کی ہے وہ روبیل ملک ہے بلکہ وہ تو شروع سے ہی ایسی تھی۔ ناشکری، ناقدری، خود غرض، خود پرست۔ یہاں تو وہ اسکی دوست کی محبت کا معاملہ تھا کیسے وہ اسے خوش رہنے دیتی۔ سب کے سامنے بے عزت کروانے کے لیے اس کا نام سنگنگ سیگمنٹ میں ڈالا۔ پھر یہاں بھی بس نہ کیا تو ڈوئیٹ کروا دیا تاکہ وہ گانا گانا سکے کیونکہ نورے ایسی چیزوں کو آلریڈی ایوانڈ کرتی تھی۔

ایک طرف دوستی تھی تو دوسری طرف اپنی انا کی تسکین۔ ایک طرف محبت و عزت کا نمونہ نورے خان تو دوسری طرف حسد اور جلن کا شکار روحیلہ فرمان۔ یہی حسد و جلن ہی تو ہوتی ہے جو انسانوں کو ایک دوسرے سے کافی دور لے جاتی ہے۔ خوبصورت سے حسین رشتے اس کے بھینٹ چڑھ جاتے ہیں اور انسان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا سوائے پچھتاوے اور خالی ہاتھ کے۔

نورے کے والدین نے نورے کے سا لگرہ سے ایک ہفتے پہلے یعنی 21، 22 اور 23 نومبر کے تاریخ دے دیئے۔ ہر طرف مبارکباد کا شور اٹھا۔ ہر کوئی خوش تھا سوائے ایک کہ جو اس وقت بہ مشکل خوش ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ کوئی اور بھی تھا کہ جس کی نظر اسی پر تھی۔ جو وہ سمجھ رہا تھا اور جو وہ کہہ چکا تھا وہی سب اسے ابھی سے نظر آ رہا تھا۔ لیکن کون جانے اگلے پہر کیا ہو جائے ہمارے ساتھ؟

روحی کو وہ زبردستی اپنے ساتھ لیکر گئی لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ جسے وہ اپنا دوست سمجھ رہی ہے وہی اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ وہی موقعے کی تلاش میں رہنے لگا ہے اب۔

چونکہ دن کم تھے اس لیے وہ روز شادی کی شاپنگ کے لیے جاتے۔ ہر روز بازار کے چکر لگتے۔ دن بھر کی تھکاوٹ کی وجہ سے اس کے ذہن سے روبیل ملک نکل گیا تھا۔ بھی بھائی کی شادی تھی، جہاں خود کے لیے وقت نہیں تھا تو کسی اور کے سوچنے کا کہاں

ہوتا۔؟!

آج بھی وہ آئی تھی شاپنگ کرنے۔ شاپنگ کرتے کرتے اس نے ویسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا۔ جہاں دنیا سے بے نیاز اپنے شاپنگ میں مصروف روبیل ملک کو دیکھا۔ اسکو دیکھتے ہوئے اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

ظاہر سی بات ہے اتنے دنوں بعد دیکھا تھا اسے۔ دل کی حالت میں اتر چڑھا تو آنے لگی۔ اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اور خود کو کمپوز کرنے لگی۔ ایک وہ تھی جو اسے ٹکر ٹکر دیکھے جا رہی تھی اور ایک وہ تھا جسے خود کے سوا کوئی اور نظر ہی نہیں آتا۔ وہ بے اختیار اس کی طرف مڑی۔

وہ جو کسی بات پر شہریار کے ساتھ ہنس تھا، اچانک سے اسے اپنے سامنے دیکھ کر ٹھٹھک گیا لیکن پھر جلد ہی اسے اگنور کر دیا۔ وہ اب بھی ہنس رہا تھا اور وہ اس کے ڈمپل کو دیکھ رہی

تھی جو بار بار عود آتا اور اس کا دل نئے سرے سے دھڑکا جاتا۔

وہ ٹرانس کی کیفیت میں آگے بڑھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے ڈمپل پر رکھ دیا۔
روئیل تو اسکی ہمت پر پہلے حیران ہوا لیکن جلد ہی اسے غصہ آیا۔ (جو کہ اسکے طبیعت کا
خاصہ ہے)۔ اس نے اسکا ہاتھ ہٹایا اور اسکے منہ پر زوردار تھپڑ دے مارا۔



وہ تھپڑ اتنی زور سے لگا کہ اسے آسمان اور زمین دونوں گھومتے ہوئے دیکھائی دیئے۔ وہ
اسکے تھپڑ مارنے سے ہوش میں آئی اور سامنے دیکھا تو وہ اسے قہر آلود نظروں سے گھور
رہا تھا۔

کیا طریقہ ہے یہ؟ ہاں!!! کبھی لڑکا نہیں دیکھا کیا؟ جو یوں اسے چھونے چل پڑی؟ بے

شرم کہیں کی۔ وہ مارنے کے بعد بھی زبان کے نشتر چلانا نہیں بھولا۔

آئمنم۔۔۔ س۔۔۔ سوری ریلی س۔۔۔ سوری!!! اس نے ہچکیوں کے درمیان نیچی
نگاہوں سے کہا اور منہ پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے بھاگ گئی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہاں کوئی تھا
نہیں ورنہ تماشہ لگ جانا تھا لیکن پھر بھی کسی نے یہ سب بہت انجوائے کیا۔

یار یہ مارا کیوں اسے؟ شہر یار نے حیرانگی اور غصے کے ملے جلے جذبات سے کہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو کیوں سر پر بیٹھا دیتا؟ کتنی بے شرمی سے اس نے میرے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا۔

روئیل نے اسے بھی لتاڑا۔

یار وہ لڑکی تھی۔ معصوم تھی بہت!! ایک ہاتھ ہی تو رکھا تھا نہ۔ آرام سے بات کر لیتا۔

کیا پتہ شاید وہ پیار کرتی ہو تجھ سے؟ شہر یار نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا

پیار؟؟ ہا ہا ہا ہا۔ ایسے ہوتا ہے پیار؟ اس نے باقاعدہ تالی بجا کر کہا

ہاں تو؟ ایسے ہی تو ہوتا ہے پیار۔ جس میں بندہ ڈوب جاتا ہے تو اسے اپنا کوئی ہوش نہیں رہتا۔ اور تو نے اسکی آنکھوں کو نہیں دیکھا کیا۔ کتنی چمک تھی ان میں۔ خاص چمک، محبت کی چمک۔ شہریار نے تو گویا اسکے دل کی بات بتادی۔

ہنسنہ!!! محبت!؟ چلو اب کافی ٹائم ہو گیا ہے۔ روئیل نے اسے چلتے چلتے مڑ کر کہا

تم چلو میں آتا ہوں۔ شہریار نے پیچھے کی طرف واپس دوڑ لگاتے ہوئے کہا

جلدی آنا۔ روئیل نے کہا اور وہاں سے پارکنگ کی جانب بڑھ گیا۔

گڑیا؟ کسی نے اسے اسکے عامر بھیا جیسی آواز دی۔ اس نے آواز پر فوراً سراٹھا کر مقابل
کو دیکھا نظریں ملتے ہی وہ فوراً سر جھکا گئی۔

شہریار بھی اسکے ساتھ آکر بیٹھ گیا اور اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا



نو۔۔ نورے خان۔ میں ایسا نہیں۔۔ نہیں کرنا۔ کرنا۔ چاہتی تھی۔۔۔۔۔
لل۔۔ لیکن اس وقت۔۔ وقت سمجھ ہی نہیں آئی۔۔۔۔۔ ک۔۔۔۔۔ کیسے
ہو۔۔۔۔۔ ہو گیا وہ سب۔ وہ ہچکیوں کے درمیان اسے صفائی بھی دے دہی تھی۔

میں نے کہا گڑیا کہ آپ کی غلطی ہے؟ شہریار نے اسے دیکھا جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

اس نے سرنفی میں ہلا کر جواب دیا۔

تو پھر ایک بات کا جواب دیں گڑیا!!! شہریار نے اس سے کہا

اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا۔



کیا آپ روبیل سے پیار کرتی ہیں؟ شہریار نے دل میں آئے سوال کو زبان دی

لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ اور یہ روبیل کون ہے؟ نورے نے اس سوال کیا

کیونکہ میں وہ ہوں جس کے دوست نے آپ کو مارا۔ شہریار محمد نام ہے میرا اور وہ اسکا نام

روئیل ملک ہے۔ اس نے تو گویا سکی مشکل ہی آسان کر دی۔

روئیل ملک اس نے زرب دہرایا۔

اب بتا و پیار کرتی ہو اس گدھے سے؟ شہر یار نے آخر میں شرارت سے کہا



ہاں!! اس نے اتنی آہستگی سے کہا کہ بہ مشکل شہر یار نے سنا۔

او کے میری چھوٹی سی گڑیا۔ اب میں چلتا ہوں زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔ اللہ حافظ

شہر یار نے اٹھتے ساتھ ہی اسکے سر ہاتھ رکھ کر بھائیوں والا مان دیا۔

اللہ حافظ شیری بھائی۔ اس نے جو اب مسکرا کر کہا

یہ پہلی بار تھا کہ اس نے کسی دوسرے مرد سے اس طرح کھل کر بات کی ورنہ وہ تو مرد ذات کو بھروسے کے لائق ہی نہیں سمجھتی تھی۔

نورے تمہارے چہرے پر یہ نشان کیسے ہے؟ روحیلہ نے مصنوعی حیرانگی سے کہا



کہاں؟ نورے نے انجان بنتے ہوئے کہا

یہ یہاں!! روحیلہ نے باقاعدہ زور دیا جس کی وجہ سے اسے پھر سے جلن محسوس ہوئی۔

پتہ نہیں کیسے آیا یہ نشان۔ نورے نے بالکل انجان بن کر کہا

اچھا مجھے تو لگا کہ کسی نے مارا ہے۔ روحیلہ نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے
کہا

تمہیں تو ہر ایک چیز فضول ہی لگتی ہے۔ اب چلو دیر ہو رہی ہے کل سے پار لے بھی جانا
ہے ہمیں۔ نورے نے اسکے مزید سوالوں سے بچنے کی خاطر اسے ڈپٹا۔

ہممم چلو۔ وہ جو سننا چاہتی تھی وہ تو نہیں سنا لیکن پھر بھی اتنا کافی تھا اس کے لیے کہ وہ
اس حرکت کی وجہ سے روئیل کی نظروں میں گھر گئی ہے۔ یہ یاد آتے ہی اس کے دل
میں سکون کی ایک لہر دوڑی۔

وہ ملے تو سب ملے

وہ نہ ملے تو کچھ بھی نہ ملے

(از خود)

پورا رستہ بھی وہ خاموش رہی، نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ بس اسے گھر جانے کی جلدی تھی۔
کیوں تھی اسے خود بھی نہیں پتہ تھا۔ وہ جلد سے جلد گھر جانا چاہتی تھی۔ لیکن اسے
لگ رہا تھا کہ وقت رک چکا ہے۔ جو گزر رہی نہیں رہا۔ آہستہ آہستہ گزر رہا ہے یا پھر
سوئیاں ہی ایک جگہ رک چکی ہیں۔

ہاں!! اب چلو! شہر یار نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا

کہاں تھا تو؟ روبیل نے آنکھیں سکیر کر کہا

کہیں نہیں یار!!! اور تمہارے گھر چلو کیونکہ آج داداجی سے ملنے کا دل کر رہا ہے بہت۔

شہر یار نے گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا

او کے چلو اور ڈنر بھی ہمارے ساتھ کر لینا۔ روئیل نے اسے تحکمانہ انداز سے کہا

ٹھیک ہے میرے دوست۔ شہر یار نے بند آنکھوں سے کہا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھر آ کر بھی اس نے کچھ خاص نہیں کھایا تھا اور نہ ہی شاپنگ میں کوئی دلچسپی لی۔ وہ اپنے

کمرے میں جانا چاہتی تھی تاکہ سکون حاصل کر سکے۔ اس لیے اس نے وہاں سے جانے

کی اجازت لی اور کمرے میں آ کر فریش ہونے چل دی۔

فریش ہونے کے بعد وہ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا چہرہ دیکھنے لگی، جہاں پر اس

ستنگر کے انگلیوں کے نشان اب کافی حد تک ہلکے پڑ چکے تھے، اس جگہ پر اپنی انگلیاں

پھیری۔ اسے پھر سے وہ سب یاد آگیا۔

جیسے ہی یاد آید ردا اور ڈر کی ایک لہر اسکے پورے وجود میں دوڑ گئی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ کافی دیر رونے کے بعد جب اسکا دل ہلکا ہوا تو وہ اٹھی اور پھر سے وضو کیا کیونکہ اذائیں ہو رہی تھی تو وہ بھی نماز کے لیے اٹھی۔

نماز پڑھتے وقت بھی وہ بے تحاشہ رو رہی تھی۔ یہ آنسو ندامت کے تھے۔ اپنے رب کے حضور وہ اپنے کیئے پر کافی شرمندہ تھی۔ بار بار اپنے کیئے کی معافی مانگ رہی تھی۔ کیونکہ اس نے خود سے کیا عہد توڑ دیا تھا وہ عہد تھا نامحرم کی محبت اور یقین سے بچنا اور وہ اس نے کیا کیا تھا؟ محبت کر کے اتنی بے اختیار ہو کر اسے بنا کسی رشتے کے چھولیا۔

یا اللہ!!! مجھے معاف فرمادے میرے مالک۔ میں کیوں اتنی کمزور ہو گئی۔ کیسے میں ایک نامحرم کو چھولیا۔ کیسے میں اتنی بے اختیار ہو گئی میرے مولا۔ معاف فرمادیں۔

میں کبھی ایسی حرکت دوبارہ نہیں کرو گی۔ کبھی بھی بے اختیار نہ ہونے دینا میرے رب۔ تو رحمن ہے رحیم ہے۔ تو پاک ذات ہے۔ میں بہت گناہگار بندی ہوں تیری پلیس زرز ز مجھے معاف کر دیں۔

وہ بالکل بچوں کی طرح بلک بلک کر معافی مانگ رہی تھی اپنے رب سے۔ اور میرا سوہنا رب کب کسی کو معاف نہیں کرتا؟ وہ تو اپنے بندوں سے ستر ماوں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے۔ تو اسے کیوں نہیں معاف فرماتے۔

دوسری طرف روحیلہ تھی جو خوشی سے پاگل ہوئی تھی کیونکہ اسکا ماننا تھا کہ وہ ایسی حرکت کر کے اس کے نظروں میں گھر گئی ہے اور اب اسکا کام اور بھی آسان ہو جائے گا۔ اس وقت جب نورے روبیل کی طرف جا رہی تھی تو یہ اسے روکنے کے لیے آگے بڑھ گئی، کیونکہ کیسے وہ برداشت کرتی کہ وہ روبیل کے پاس جائے اور کوئی بات کرے؟ لیکن پھر یہ دیکھنے کے لیے کہ نورے کے ساتھ روبیل کرتا کیا ہے؟ اس وجہ سے وہی رک کر تماشہ دیکھنے لگی۔ اور اب جب جب اسے اسکا تھپڑ یاد آتا اتنی ہی اسے

خوشی ملتی۔

روبیل کے شہریار آیا اسکے گھر۔ دونوں نے اکٹھے داداجان کو سلام کیا اور پھر فریش ہونے چل دیئے۔ چونکہ شہریار بھی انکے گھر آتا جاتا تھا تو اسلئے ایک بیڈ روم اسکے لیئے بھی مختص تھا۔ فریش ہو کر وہ دادا سے بات کرنے کے لیئے انکے روم کی طرف بڑھ گیا۔

روبیل جیسے ہی فریش ہو کر وائٹ روم سے باہر آیا۔ اسکے ہاتھ میں ٹاول تھا جو اس نے آتے ساتھ ہی صوفے پر اچھال دیا۔ اوف بال بنانے کی غرض سے آئینے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ابھی وہ بال بنا رہا تھا کہ اسکے کانوں میں کسی کے ہنسنے کی آواز آئی۔ اس نے اپنا سر جٹھکا۔ ابھی وہ دوبارہ بال سیٹ کر رہا تھا کہ اسے وہ لڑکی یاد آئی۔

اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا جس سے اس نے مارتا تھا اور پھر اپنے آپ کو دیکھا۔ وہ ڈری سہمی

لڑکی یاد آئی، اسکا ہاتھ رکھنا یاد آیا، اسکا چہرے پر ہاتھ رکھ کر بھاگ جانا اور ہچکیوں کے درمیان سوری کہنا یاد آیا۔ اسے شدید شرمندگی نے آگھیرا۔

یہ میں کیا کر دیا؟ کیوں مارا اسے؟ اسے غصی کرنا چاہیے تھا لیکن میں تو اسے تھپڑ ہی دے مارا۔ میں نے کب کسی لڑکی پر ہاتھ اٹھایا ہے جو اس پر اٹھا دیا۔ یا اللہ!!! یہ کیا کر دیا میں نے؟ اففففف کیا کروں اب؟ ہاں معافی! معافی مانگ لیتا ہوں اس سے۔ لیکن کیسے؟ مجھے تو اسکا نام بھی نہیں پتہ؟ اففففف خدا یا اب کیا کروں میں؟؟؟ یہ سب سوچ کر اس نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

ابھی وہ مزید کچھ سوچتا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

آجائیں

وہ جی بڑے صاحب آپکو بلارہے ہیں۔ ملازمہ نے آکر اطلاع دی

ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔ آپ جائیں۔ اس نے کہا

دادا جان آپ نے بلایا تھا۔ روبیل نے انکے روم میں آکر کہا

ہاں بر خودار ہم نے یاد کیا ہے آپکو۔ دادا نے رعب داد آواز میں کہا

اس نے دادا کی آواز پر گڑ بڑا پران کی طرف دیکھا جبکہ شہریار بھی کافی سنجیدہ دیکھائی
دے رہا تھا۔

ہاں تو بر خودار!!! کیا کیا کیا ہے آج؟ دادا نے اسی انداز میں کہا

وہ دادا کچھ نہیں بس شاپنگ کی ہے اور تو کچھ نہیں۔ اس نے مسکرانے کی سعی کی لیکن

مسکرا بھی نہ سکا

اور تھپڑ؟؟؟ دادا نے پھر پوچھا

تھپڑ؟؟؟ میں نے کب مارا کسی کو؟ اس نے مصنوعی حیرانگی سے کہا جبکہ شہریار تو اس کے جھوٹ پر عیش عیش کراٹھا۔

میں نے کب کہا کہ آپ نے مارا ہے؟ دادا نے اسکا جھوٹ پکڑتے ہوئے کہا

وہ وہ دادا۔ اس نے کہا

کیا وہ دادا ہاں؟! یہ تربیت کی میں نے اور بہرام نے ملکر تمھاری کہ تم عورت ذات پر ہاتھ اٹھاو گے؟ شرم تو تمھیں آئی ہی نہیں ہو گی نہ یہ سب کرتے ہوئے؟ دادا نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا

وہ آکر دادا کے قدموں میں بیٹھ گیا اور کہنے لگا

دادا میں بہت برا ہوں۔ مجھے اسے مارنا نہیں چاہیے تھا۔ بلکہ سمجھانا چاہیے تھا۔ آرام سے بات کرنی چاہیے تھی اس سے لیکن میں اس پر ہاتھ اٹھا دیا۔ میں اس سے معافی مانگ لوں گا دادا۔ آئی پراس۔ اس نے ایسے ہی بیٹھتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے لیکن تمھیں پتہ ہے کہ وہ کون ہے؟ دادا نے کچھ جانچتے ہوئے کہا

نہیں۔ یک لفظی جواب آیا

ہمممم!! دادا نے ہنکار بھرا اور اٹھ کھڑا ہوا

ہم نے تمھاری شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دادا نے اسکے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا

کیاااااااا؟؟؟ شادی؟؟؟ آپ نے تو کہا تھا کہ ایک سال بعد شادی ہوگی۔ اب یہاں میری

شادی کی بات کہاں سے آئی؟ اس نے سنا کڈ انداز میں پوچھا

ایک سال ہی ہوگی۔ ابھی صرف نکاح ہوگا۔ رخصتی بعد میں ہوگی۔ دیکھو بیٹا۔۔۔۔۔

ابھی دادا جان کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ بول اٹھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں دادا جان ایک سال بعد تو بس ایک سال بعد ہی سب ہوگا۔ اس سے پہلے نہیں۔

اس نے بھی حتمی انداز اپنایا

ٹھیک ہے جیسے تمھاری خوشی۔ دادا نے اسکا ماتھا چوم کر کہا

تھینک یو دادا جان لویو۔ رو بیل نے خوش ہو کر کہا

لویو ٹومائی سن۔ دادا نے بھی اسی کی طرح انداز میں جواب دیا اور رو بیل اور شہریار وہاں

سے باہر آگئے۔

دادا کو یہ سب تو نے بتایا؟ روئیل نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھ کر کہا
 ہاں بلکل میں نے کہا کیونکہ یہ ضروری تھا اس لیے۔ شہر یار نے تھوڑا گردن اکڑ کر کہا
 ہاں ویسے یار میں نے کچھ زیادہ ہی اوور ریکٹ کیا تھا۔ روئیل نے سر کھجاتے ہوئے کہا
 اب تمہیں اس سے معافی مانگنی ہوگی۔ شہر یار نے اس سے دیکھتے ہوئے کہا
 ہاں یار معافی مانگ تو لوں لیکن کیسے میں تو اسکا نام بھیج نہیں جانتا۔ روئیل نے بے
 چارگی سے کہا

نورے خان۔ شہر یار نے اسکے معاملات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا

نورے خان۔ روئیل زیر لب بڑبڑایا

تجھے اسکا نام بھی نہیں یاد۔ ویسے افسوس ہے اس دن فنکشن کے دن بھی تو اسکا پوچھ رہا
 تھا اور اب بھی زیادتی کر دی اسکے ساتھ۔ شہر یار نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا

ہاں یار اب میں اس سے معافی مانگ لوں گا۔ روئیل نے گہری سانس بھر کر کہا

اوکے چل اب میں چلتا ہوں پھر ملتے ہیں۔ شہر یار نے اس سے اجازت طلب

کرتے ہوئے کہا

چلو اوکے پھر ملتے ہیں۔ روبیل نے بھی اس سے اجازت دی جانے کی۔

کچھ دن بعد؛ (عامر بھائی کی شادی کا فنکشن):

ارے جلدی سے دوپٹہ سیٹ کر دو میرا دانی (شاندا نہ)۔ نورے نے آواز دی



ارے آرہی ہوں یار۔ دانی نے کہا

ماشاء اللہ۔ تو تو آج واقعی حور لگ رہی ہے نور۔ دانی نے اسکی نظر اتارتے ہوئے کہا

میری بیٹی تو ہے حور ماشاء اللہ۔ شمینہ بیگم نے آکر اسکا ماتھا چوما اور پھر دانی کا۔

شکر یہ آنٹی۔ دانی نے محبت سے کہا

ارے تم لوگ بھی میری سیٹیاں ہی ہو۔ خوش رہو۔ شمینہ بیگم نے ایک بار پھر دونوں کا
ماتھا چوما اور دونوں کو جلدی آنے کا کہا

وہ لوگ بھی جلدی جلدی تیار ہو کر باہر کی جانب چل دی۔



وہ بھی آیا تھا اپنے دادا اور دوست کے ہمراہ۔ داد صاحب کو سب سے زیادہ انھی کا انتظار
تھا۔ جیسے ہی وہ لوگ پہنچے انکا بھی باقی مہمانوں کی طرح پر تپاک استقبال کیا گیا تھا۔
شہر یار کو تو سب پتہ تھا لیکن روبیل کو کچھ نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں؟

یار یہ شکل کیوں اتنی لٹکائی ہوئی ہے تو نے؟ شہر یار نے اسکے کان میں سرگوشی کی

کیونکہ مجھے یہاں بوریت ہو رہی ہے۔ روبیل نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا

اچھا اپنا موڈ تو ٹھیک کر اب۔ وہ دیکھ داؤد صاحب اور داؤد ہمارے طرف ہی آرہے ہیں۔
شہریار نے سیدھے بیٹھتے ہوئے سامنے دیکھ کر کہا۔

تو اسے بھی ناچار اپنا موڈ ٹھیک کرنا پڑا اور نہ وہ تو بہت بور ہو رہا تھا۔ لیکن اسے ایسے
محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی لیکن کوئی ایسا
نہیں تھا جو اسے اتنا گھور رہا ہو۔

مہندی کا فنکشن کا تھا۔ چونکہ اکٹھے فنکشن تھا دونوں کا تو اس لیے لان کو بہت خوبصورتی
کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ ہر طرف پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو ماحول کو اور بھی
مسحور کن بنا رہی تھی۔

ایسے میں وہ بھی جب وہاں آئی تو ایسا لگا کہ یہ ماحول بنا ہی اسی کے لیے ہے۔ وہ نہ ہو تو اس یہاں یہ ماحول بھی کچھ اثر انداز نہ ہو۔ سی گرین کلر کے کپڑوں میں پھولوں کے جھمکے اور گجرے پہنے، بلوں کو نیچے سے ہلکا سا رول کیئے وہ بھی وہاں آئی اور اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔

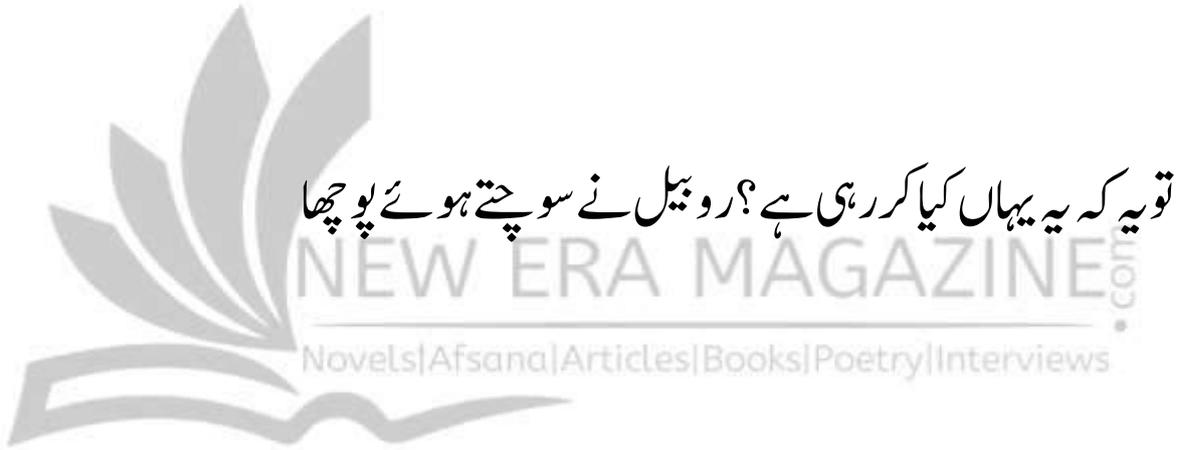
روہیل کی نظر ویسے ہی سیٹج پر پڑی تو وہی رک گئی۔ دل دھڑکا اس زور سے کہ اسے لگا کہ پسلیوں کو توڑ کر باہر آ جائیگا۔ اس نے بے اختیار ہی اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اسے اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز بہ خوبی سنائی دے رہی تھی۔ وہ ٹرانس کی کیفیت میں جیسے ہی اٹھا تو شہر یار نے اسے آواز دی۔

کہاں جا رہا ہے بڑی؟ شہر یار نے اسے روک کر پوچھا

وہ شہر یار کی آواز سے ہوش میں آیا۔

وہ لڑکی دیکھ وہ سامنے۔ روہیل نے سامنے کی طرف دیکھ کر کہا

ہاں تو۔ شہریار نے بے نیازی سے کہا



تو یہ کہ یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟ روہیل نے سوچتے ہوئے پوچھا

کیا کر رہی ہے کا کیا مطلب ہے بھئی؟ اسکے بھائی کی شادی ہے اس لیے یہاں اسکا ہونا بنتا ہے۔ شہریار نے کہہ کر زبان دانتوں تلے دبائی۔

کیا کہا؟ بھائی کی شادی لیکن ہم تو دادو کے کسی فرینڈ کے بیٹے کی شادی میں آئے تھے نہ تو یہ سب؟ روہیل نے حیرانگی سے کہا

ہاں تو؟ اسی کی شادی میں آئے ہیں نہ۔ تو کن خیالوں میں ہے؟ شہر یار نے شکی ہو کر

پوچھا

نہیں ایسے ہی بس وہ اس لڑکی کو دیکھا تو بس اس لیے۔ روبیل نے کھسیانا ہو کر جواب دیا



نورے رائٹ؟ شہر یار نے نورے کی طرف دیکھ کر کہا

ہاں وہی۔ روبیل نے بھی اسکے نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے کہا

اوکے ڈیر۔ شہر یار نے اسے دیکھ کر کہا

یار وہ مجھے نورے سے بات کرنی ہے۔ روبیل نے کہا

کیا بات کرنی ہے؟ شہریار نے اسکے لہجے میں بے چینی نوٹ کی تو پوچھا

معافی مانگنی ہے بس۔ روبیل نے جھنجھلا کر کہا



بس معافی مانگنی ہے؟ یا پھر۔ شہریار نے قصداً بات ادھوری چھوڑ دی

ہاں معافی ہی مانگنی ہے اور کچھ نہیں کہنا اس سے۔ روبیل نے اسے دھموکا جڑتے ہوئے
کہا

پکانہ؟ شہریار نے پھر سے شرارت سے کہا

پٹے گا تو میرے ہاتھوں۔ سدھر جا تو۔ روبیل نے اسے وارن کرنے والے انداز میں کہا

اوکے لیکن آج نہیں پھر کبھی معافی مانگ لینا۔ یہ موقع ٹھیک نہیں ہے۔ شہریار نے
سنجیدگی سے کہا

ہممم۔ روبیل نے صرف ہم کہنے پر ہی اکتفا کیا لیکن نظریں اس پر ہی ڈاؤن پر ہی تھیں۔
اسکی نظریں کچھ اور شاید دیکھنے کی خواہاں نہیں تھی۔ صرف اور صرف نورے پر ہی جمی
تھیں۔

کوئی اور تھا یا نہیں لیکن روحیلہ سے یہ سب ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ کیونکہ جب سے اس
نے سنا تھا کہ روبیل بھی آیا ہے فنکشن میں تو اسے دیکھنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں
دے رہی تھی۔ لیکن وہ تو کہیں اور تھا۔ اس کی نظریں تو اس پر ہی ڈاؤن پر ہی تھیں لیکن

جب روحیلہ نے اسکے نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو اسے تو گویا آگ ہی لگ گئی۔

اسکا دل چاہا کہ وہ نورے کو ختم کر دے کیونکہ ہر جگہ، ہر کوئی اسی کی تعریف کرتا اور وہ سوائے کھڑنے کے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اور کوئی کیوں تعریف نہ کرتا۔ بھئی دل تو خوش اخلاقی سے ہی جیتے جاتے ہیں۔ نورے میں وہ سب خوبیاں تھیں۔ جو اسے دوسروں سے منفرد بنا دیتی تھی۔

نورے بھی سیٹج سے اتر کر نیچے آرہی تھی کہ اسکا پاؤں پھسلا، لیکن اسکے گرنے سے پہلے ہی اسے عمیر نے اسے اٹھالیا۔ وہ سمجھ چھبی نہ سکی کہ وہ گری کیسے؟ کہ عمیر نے اسکے اونچے ہیلز پر چوٹ کی اور کہا:

ہاں بھئی اور پہنوبائی ہیلز!!! چلا جاتا نہیں محترمہ سے اور چونچلے دیکھو۔

جس کے جواب میں نورے نے اسے ایک دھموکا جھڑا اور دانت پیستی ہوئی وہ اندر کی جانب چلی گئی۔

روئیل کو پتہ نہیں کیوں اتنا برا لگا عمیر کا اسے اٹھانا اور نورے کا اسے مارنا؟ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے ہوا کیا ہے؟ کیوں اسے غصہ آرہا ہے اتنا؟ کیوں اسے کسی کا نورے کو دیکھنا بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا؟ ان سب کا جواب تو فلحال اسکے پاس بھی نہیں تھا۔

آہ!!! نورے تم نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔ کیوں میں اسکے متعلق سوچ رہا ہوں؟ اس نے ہاتھ کی مٹھی بنا کر منہ کے سامنے رکھا تھا اور کبھی اسے ماتھے پر رکھ دیتا۔

مجھے اس سے بات کرنی ہوگی، یہ سب اس دن کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ہاں مجھے اس سے معافی مانگنی ہوگی ورنہ یہ میرے حواسوں پر اسی طرح سوار ہوتی رہے گی۔ وہ کچھ سوچ

کراٹھا۔

کہاں؟ شہریار نے اس کے اٹھنے پر اس سے پوچھا

واشروم جانا ہے یار۔ روبیل نے سامنے کی طرف دیکھ کر کہا

او کے داود انکل سے کہو وہ بتادیں گے کہ کہاں ہے واشروم۔ شہریار نے جیسے اسکی
مشکل آسان کر دی۔

ہمم او کے۔ روبیل نے اتنا کہا اور وہاں سے سیدھا داود صاحب کی طرف بڑھا اس سے
پہلے وہ بات کرتا۔ شمینہ بیگم آکر ان سے بات کرنے لگیں۔ وہ ان کی بات ختم ہونے کا
انتظار کرنے لگا۔ شمینہ بیگم سے بھی وہ مل چکا تھا۔ انھیں یہ ریزو سالٹر کا بہت پسند آیا۔
ابھی وہ جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ انھیں پیچھے روبیل نظر آیا۔

ارے بیٹا آپ یہاں؟ ثمنینہ بیگم نے بے حد محبت سے پوچھا

ہاں آنٹی وہ مجھے واشروم جانا ہے۔ آپ بتادیں گی کہ کہاں پر ہے؟ اس نے تھوڑا سا حجل ہوتے ہوئے کہا

آویٹا۔ ثمنینہ بیگم اسے ساتھ لیکر اندر کی طرف چل دی۔ ابھی وہ جا رہے تھے کہ ثمنینہ بیگم کو کسی نے آواز دی تو انہوں نے اس روئیل سے کہا کہ اوپر کسی کمرے میں چلا جائے۔

وہ اوپر آیا لیکن اسکی نظریں اب بھی اسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا، پھر کسی ایک کمرے میں چلا گیا۔ وہ جو نیچے جھکی اپنے فلیٹیز چپل کی سٹریپ بند کر رہی تھی۔ ڈارک کلون کی خوشبو جب اس کے نھتوں سے ٹکرائی تو اس نے جھٹ سے سر

اٹھا کر اوپر دیکھا تو گویا وہ تو سکتے کی کیفیت میں ہی کھڑی رہ گئی اور اس کا دل عجیب انداز سے دھڑکنے لگا۔

وہ جو اسے بالکل فراموش کر چکی تھی۔ اسے دل و دماغ سے بہ مشکل نکالا تھا۔ کوئی یاد اپنے پاس رہنے نہیں دیا تھا۔ بہت کوششوں سے خود کو اور اپنے دل کو سنبھلا تھا۔ اس سب کے برعکس آج پھر وہ اس کے سامنے آکھڑا ہو گیا۔ وہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ اسکے سامنے تھا۔



وہ اسکالیوں آنا میرے روبرو

مجھے زندگی کی نوید سنا گیا

(از خود)

آآ۔ آپ یہاں؟؟ نورے کو جیسے ہی ہوش آیا اس نے پوچھا

ہاں میں! کیوں کسی اور کو آنا تھا۔ روبیل ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گیا۔

واٹ؟ کیا مطلب ہے آپکا؟ ہوش میں تو ہیں کیا بکواس کر رہے ہیں؟! نورے کو سن کر طیش ہی آگیا۔ کیونکہ اسک گھر میں کھڑے ہو کر اس کے کمرے میں اسی پر ایسا الزام۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں؟ مجھے چھو سکتی ہو تو کوئی اور کیسے نہیں؟ روبیل کو ناجانے غصہ کس بات پر آ رہا تھا۔ اس لیے وہ اس پر بھڑاس نکال رہا تھا۔

چٹاخ۔۔۔!!! وہ جن ہاتھوں سے اس نے روبیل کے چہرے کو محبت میں بے اختیار ہو کر چھوا تھا، آج انھی ہاتھوں سے اسکے چہرے پر نشان چھوڑ دیا۔

کیا کہا آپ نے؟ آپ کو چھوسکتی ہوں کسی اور کو نہیں!!! تو ہاں سن لیں آپ۔ محبت کرتی ہوں آپ سے میں بلکہ عشق کرتی ہوں سنا آپ نے اور ہاں میں سوری کرنا چاہتی تھی آپ کو لیکن اب تو وہ بالکل بھی نہیں کرے گی۔ سمجھتے کیا ہیں آپ خود کو؟ نورے نے اسکا گریبان پکڑ کر کہا۔ وہ جو کبھی اسے بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی آج خود ہی اسے بتا ڈالا۔

یہ سن کر اس نے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور اس پر دباو ڈالا اور دباواتنا شدید تھا کہ اسے لگا اسکے ہاتھوں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیگی۔

آآ۔ آپ میرے ہاتھوں کو چھوڑ دیں۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔ پلیز زرزرز۔ نورے کی آنکھوں میں درد کی شدت سے آنسو آگئے اس لیے وہ التجا کرنے لگی۔

ایسے کیسے چھوڑ دوں؟ ہاں!!! ابھی تو تمہاری بات کا جواب دینا بھی باقی ہے۔ روبیل

نے کہتے ساتھ اسکے دونوں ہاتوں کو ایک ہاتھ میں پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس کے کمر میں ڈال کر خود سے قریب کر لیا چائنا کہ اسکی گرم سانسیں نورے کا چہرہ جھلسا رہی تھی۔

اب بتاؤ کیا کہہ رہی تھی تم؟ روئیل نے اپنا سر تھوڑا سا اسکی طرف جھک کر کہا

میں؟ نورے کی توجان پر بن آئی تھی۔ اس لیے اٹا سوال پوچھا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں تم نورے داود خان۔ روئیل نے اب کی بار اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

آپ پلیزز چھوڑ دیں کوئی آجائیگا۔ نورے نے پیچھے کی طرف دیکھ کر کہا

پہلے بات بتاؤ پھر۔ روئیل نے کہتے ساتھ ہی اسکی کمر پر دباؤ ڈالا۔

میں آپس سے محبت کرتی ہوں۔ نورے نے ڈرتے ڈرتے
جواب دیا البتہ اسکا لہجہ روندھا ہوا تھا۔

محبت؟ ہا ہا ہا۔۔۔!!! محبت نہیں عشق کرتی ہو۔ یہی کہانہ تم نے؟ روبیل نے اب کی
بار سے تھوڑا جھٹکا دیکر خود کے مزید قریب کرتے ہوئے تقریباً اسکا مذاق اڑاتے

ہوئے کہا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہا۔۔ ہا۔۔ نورے اب بھی ڈر رہی تھی اور اسکی آنکھوں میں دیکھنے سے اجتناب کر رہی
تھی اور رو رہی تھی کیونکہ اس نے جو کہا تھا وہ اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ ابھی وہ
اس کی ایک بات سے سنبھلی نہیں تھی کہ اس نے ایک اور جھٹکا دیا اپنے باتوں سے؛
لیکن میں تمھاری جیسی لڑکی سے صرف نفرت کرتا ہوں۔ نفرت ہے مجھے تمھاری
جیسی لڑکیوں سے جو سرعام لڑکوں کو چھوتی ہیں اور اپنی عزت اور اپنے ماں باپ کی
عزت کا زرا بھی پاس نہیں رکھتی۔ تمھاری جیسی لڑکیوں سے تو مجھے گھن آتی ہے۔

روئیل نے اسکے کان میں زہر گھولتے ہوئے کہا

اسکی بات سن کر نورے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ بالکل خاموش ہو گئی۔
کہتی بھی تو کیا؟ الفاظ جیسے ساتھ دینے سے انکاری ہو گئے۔ وہ جو اس سے اپنا آپ چھڑوا
رہی تھی وہ بھی چھوڑ دیا۔ وہ بالکل ساکن ہو کر رہ گئی۔

ہم جب کسی سے محبت کرتے ہیں تو ان کی زبان سے ہر طرح کے الفاظ سن لیتے ہیں
لیکن الزام۔ الزام کہاں برداشت کرنے کے لائق ہوتا ہے؟ وہ بھی اپنے محبوب کے
منہ سے۔ ساری دنیا جو بھی کہتی ہے پرواہ نہیں کرتی۔ لیکن اگر محبوب بھی ایسا کرنے
لگے تو اس میں اور دنیا میں کیا فرق باقی رہتا ہے؟ انسان کی تو دنیا ہی رک جاتی ہے، دل
دھڑکنا بھول جاتا ہے، امیدیں ختم ہو جاتی ہے اور انسان ٹوٹنے لگتا ہے۔ لیکن اللہ کی
ذات کبھی بھی اکیلے نہیں چھوڑتی۔ انسان ٹوٹ بھی جائے تبھی وہ ذات اسے اپنے
آغوش میں لیکر اسے ایک نئی راہ دیکھاتا ہے۔ صبر و تحمل سکھا دیتا ہے۔

کیا اب میری باہوں میں رہنے کا ارادہ ہے نورے؟ روئیل نے سرگوشی نما کہا

ہٹے پیچھیں آپ۔۔۔ دور رہیں مجھ سے۔ وہ جو اسکی باتوں اور نفرت انگیز لہجے کی وجہ
سے سکتے میں تھی فوراً اسکی بات سے ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور اس کے سینے پر ہاتھ

رکھ کر اپنے اور اسکے درمیان فاصلہ قائم کیا اور نورے دو قدم پیچھے ہٹی لیکن وہ جوں کا توں وہی کھڑا رہا۔

اگر آپ کو مجھ جیسی لڑکی سے گھن آتی ہے تو میرے قریب کیا کر رہے ہیں؟ اس نے آنسوؤں کے درمیان غصے سے چیختے ہوئے کہا

تمہیں تمہاری اوقات یاد دلانے۔ رو بیل نے دو قدم اسکے پھر سے قریب ہو کر کہا حد میں رہیں اپنی اور ہاں کسی کی محبت کی توہین نہیں کرنی چاہیے، چاہے وہ شخص جیسا بھی ہو کیونکہ وہ آپ سے محبت کرتا ہے۔ آپ اس کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کی سوچوں میں ہر وقت صرف آپ ہی ہوتے ہیں۔ آنکھیں ہر جگہ محبوب کو ڈھونڈتی ہیں۔ دل اسی کی طلب کرتا ہے۔ لیکن آپ جیسے لوگ کہاں محبت کرتے ہیں؟ آپ لوگوں کو محبت کے معنی بھی سمجھ نہیں آتی ہوگی کہ یہ ہوتا کیا ہے؟ افسوس۔ میں مانتی ہوں کہ میں نے غلط کیا، مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لیکن میں ہی غلط تھی جو آپ جیسے شخص سے دل لگا بیٹھی اور خود سے کیا عہد توڑ دیا میں نے۔ یہی سب تو ہونا تھا آج نہیں توکل۔ اور اچھا ہوا کہ مجھے آپ کا اصل چہرہ سامنے آ گیا۔ نورے نے اس بار اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نخوت سے جواب دیا اور وہاں سے چلی گئی۔

پچھے روپیل بھی ایک ارادہ کر کے وہاں سے چلا گیا۔

وہ جب نیچے آئی تو اس نے خود کو کافی حد تک کمپوز کر لیا تھا۔ دانی اور سنی (شاء) نے بھی اس سے پوچھا کہ وہ کہاں تھی تو اس نے چپل بدلنے کا کہا۔ وہ لوگ بھی اسکے بات سے مطمئن ہو کر چپ ہو گئیں۔ لیکن دانی نے سوچ لیا تھا کہ وہ اس سے دوبارہ بات ضرور کرے گی کیونکہ اس نے اسکی آنکھیں پڑھ لی تھی جو کہ رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔ سچے دوستوں کی یہی تو نشانی ہوتی ہے کہ وہ آپ کے سچ اور جھوٹ کو پہچان لیتے ہیں۔ ایسے دوست اللہ کی طرف سے نعمت ہوتے ہیں۔

مہندی کا فنکشن بھی خیر خیریت سے گزر گیا لیکن وہ جس نے اس دن کے حوالے بہت تیاریاں کی تھی، بھائی کو تنگ کرنے کی، بات بات پر جیب خالی کروانے کی اسکادل تو اس ستم گر کی باتوں کی وجہ بالکل خاموش ہو کر رہ گیا۔ ہر ایک چیز سے اسکادل اچاٹ ہو گیا۔ رات کو جب وہ سونے کے لیے لیٹی تب بھی اسکی باتیں اسکے دماغ میں گونج رہی تھی۔ یوں ایک بار پھر جب سب یاد آیا تو اسے ایک نئے سرے سے رونا آیا۔ یوں روتے روتے وہ کب نیند کی وادیوں میں چلی گئی اسے کچھ خبر نہیں ہوئی۔

برات کا دن؛

اگلے دن اس نے خود کو کافی حد تک سنہبال لیا تھا اور کل کی نسبت آج وہ کافی فریش لگ رہی تھی۔ اس نے ہلکا سا میک اپ کیا تھا اور ساتھ میں مہرون گھٹنوں تک آتا فرائیڈ اور ساتھ میں گولڈن کلر کا پلاز وپہنے، دونوں ہاتھوں میں بھر بھر چھوڑیاں اور گجرے، کانوں میں چھوٹے چھوٹے جھمکے اور ہلکا سا گلے میں پہنا چین اس کی خوبصورتی میں اور اضافہ کر رہا تھا۔ بالوں کو پورا رول کیئے کچھ آگے کچھ پیچھے سیٹ کیئے اور گولڈن دوپٹے کو سائیڈ پر ڈالے وہ کوئی پرستان سے آئی پری ہی لگ رہی تھی۔ اس نے ایک نظر خود کو دیکھا اور باہر چلی گئی۔

وہ جب باہر آئی تو اسکی سہیلیاں دانی اور سنی پہلے سے ہی اسکا انتظار کر رہی تھی البتہ روحی ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ وہ ان دونوں سے ملی اور تینوں نے ملکر ایک دوسرے کو خوب سراہا۔ یوں ہی باتیں کرتے کرتے انھیں اطلاع ملی کہ روحی بھی پہنچ گئی ہے تو وہ لوگ اسے ریسیو کرنے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

وہ باہر آکر اس سے ملی تو سنی کو اسکی امی نے بلایا تو روحی نے موقع دیکھ کر وار کرنا
ضروری سمجھا۔

ارے نورے تم کل روم میں کیا کرنے گئی تھی؟ روحی نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔
اسکے سوال پر دانی نے بھی نورے کو دیکھا

وہ سیلز کی وجہ سے میں چل نہیں پارہی تھی تو وہ چیونچ کرنے کے لیے گئی تھی۔ یہ کہتے
ہوئے اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

اچھا تو روبیل کے ساتھ بند روم میں کیا کر رہی تھی تم نورے؟؟ روحی نے جیسے ہی ایسا
کہا دانی کو کہانی کچھ کچھ سمجھ آنے لگی۔

وہ۔۔ وہ۔۔ ہاں وہ واشر روم کا پوچھنے آئے تھے۔ اس لیے وہاں آگئے۔ نورے کو پتہ

نہیں کیوں اپنا آپ مجرم لگ رہا تھا۔ اس لیے ہر بات پر وضاحت دے رہی تھی۔

اچھا تو تم رو کیوں رہی تھی جب باہر آئی تھی تب؟ روحی نے مزید اسے کریدا۔ جب کہ دانی کو اب غصہ آنے لگا تھا کہ کیوں وہ پوچھ رہی تھی اس سے یہ سب۔

کچھ بھی نہیں ہوا تھا سمجھی تم۔ اب نورے کے بجائے دانی نے غصے سے جواب دیا تو وہ

خاموش ہو گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دل نے جسے چاہا تھا

وہ شخص مجھے میری اوقات یاد دلا گیا

(از خود)

اور تم چلو میرے ساتھ۔ اس نے اسی انداز سے نورے سے کہا اور وہ اسکے ساتھ چل پڑی۔

کیا تھا یہ سب؟ دانی نے اسکے آتے ساتھ ہی اسے آڑے ہاتھوں لیا



کیا؟؟ نورے نے انجان بنتے ہوئے کہا

نورے سے!!! دانی نے تنبیہی انداز اپنایا

اسکا اٹل لہجہ دیکھ کر نورے نے شروع سے لیکر آخر تک سب کچھ اسکے گوش گزار کر دیا۔

واٹ نور؟ اتنا سب ہو گیا؟ اور تم نے ابھی تک مجھے اور سنی کو کچھ نہیں بتایا!!! دانی نے حیرت سے کہا

یار تم لوگوں کو بتانا چاہتی تھی لیکن تم اور سنی دونوں کا فون بند آ رہا تھا اس لیے نہیں بتایا۔ یہ بتاتے ہوئے اسکی آنکھیں ایک بار پھر نم ہو گئیں۔

اچھا چلو چھوڑو یہ سب۔ اگر اسکے دل میں تمہارے لیے کچھ نہیں ہے تو پلیز زرا اسکے باتوں پر تم بھی سوچنا چھوڑ دو۔ کیوں خود کو اذیت دو گی؟ ہاں!!! نہیں نہ!! تو چلو دفع کرو اسے۔ نکال نہیں سکتی اگر دل سے تو اپنی سوچوں پر بھی اسے سوار نہیں کرو۔ ابھی تو ہمارا آخری سال بھی رہتا ہے۔ اس پر فوکس کرو آگے انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔ دانی کی باتیں اس پر اثر کر رہی تھی اس لیے اس نے فیصلہ کر لیا اور کہا

ٹھیک ہے!!! تم سہمی کہہ رہی ہو۔ میں بھی اسے سوچنا چھوڑ دوں گی۔ خود پر اور اپنے

سٹڈیز پر فوکس کروں گی اب۔ تھینکس سویٹی۔ نورے نے اسے گلے لگا کر زور سے خود
میں بھینچا

ڈھونڈتا پھرے گا در بدر مجھے
وہ جس کو اپنے انا پر گمان بہت ہے

ہا ہا ہا ہا۔۔۔ نو نیڈ ٹو سے تھینکس۔۔۔ دانی نے اسی کے انداز میں کہا اور جو ابا اس نے بھی
اسے بھینچا
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلو اٹھو اب۔۔۔ برات بھی لیکر جانیے نہ؟ دانی نے اٹھتے ہوئے کہا
ہاں ہاں چلو۔ نورے بھی اسکے ساتھ چلنے لگی۔ اور وہ لوگ ہال کی طرف روانہ ہو گئے۔
ہال پہنچ کر وہ سیدھے اپنے بھائیوں سے لپٹ گئی اور دونوں بھائیوں کے درمیان کھڑی
ہو گئیں اور فوٹو گرافرنے یہ منظر قید کر لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ کسی اور نے بھی اپنے
فون میں قید کر لیا اور مسکراتے ہوئے فون اپنے جیب میں واپس رکھ لیا۔

گھر آ کر روبیل کافی دیر تک اسکے بارے میں سوچتا رہا۔ اسکے کہے لفظوں پر غور کرتا رہا۔ اسکی آنکھیں یاد آئیں جہاں اسکے اقرار کرتے وقت آنکھوں میں ایک الگ چمک در آئی تھی لیکن اسکے نفرت میں ڈوبے لفظوں نے اسکے آنکھوں کی وہ چمک یکدم ختم کر دی۔ جہاں کچھ دیر پہلے اسکی محبت نظر آرہی تھی وہاں اب بے یقینی اور بدگمانی نے جگہ لی تھی۔ انھی باتوں کی وجہ سے وہ ساری رات سہی سے سو نہیں سکا۔

اور اب پھر سے وہ اسکے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی لیکن دونوں بھائیوں کے درمیان۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ دوسرا لڑکا بھی اسکا بھائی ہی ہے جس نے کل اسے سہارا دیا تھا۔ ایک سرے سے شرمندگی نے اسے آگھیرا۔ لیکن کبھی کبھی ہم دیر کر دیتے ہیں۔ شرمندہ ہوتے ہوئے بھی انا کے ہاتوں معافی نہیں مانگ سکتے۔

زرنا ب کو لا کر سٹیج پر بٹھایا گیا۔ عامر بار بار اسے چھیڑ رہا تھا کبھی کسی بات پر تو کبھی کس بات پر۔ دور سے ہی اسکی ماما اور زرنا ب کی امی دونوں نے ان دونوں کی نظر اتاری اور ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی۔

کھانا کھانے کا شور اٹھا تو بھی دانی، سنی اور روجی کو ڈھونڈتے ہوئے وہاں آ گئی۔ روبیل اسکے بابا کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔

باباجانی؟؟ نورے نے انکو آواز دی

جی بیٹاجانی۔ داود صاحب نے اسی کی طرح جواب دیا

باباجانی!! آپ نے دانی، روحی اور سنی کو کہیں دیکھا ہے؟ اس دوران اس نے مکمل طور پر روبیل کو نظر انداز کیا ہوتا تھا جبکہ وہ بخوبی اسکے نظریں خود پر محسوس کر رہا تھی۔

سوری بیٹا لیکن شاید وہ برائیڈل روم میں ہوں آخری بار انھیں وہی دیکھا تھا۔ کہتے ساتھ ہی انھوں نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

اوکے باباجانی۔ وہ کہتے ساتھ ہی مڑی لیکن مڑنے سے پہلے اسکے بابا نے اسے آواز دی

بیٹاجانی؟

وہ اپنے باباجانی کی آواز پر مڑی تھی اور انکے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔

جی باباجان!!! اس نے نظریں جھکا کر کہا

بابا کی جان!! بیٹا ان سے ملیں یہ ہیں، رو بیل ملک!!! فائض ملک کے پوتے اور ملک انڈسٹریز کے سی۔ای۔او۔ اور بیٹا یہ میری بیٹی نورے داود خان ہے۔ ابھی پڑھ رہی ہے آرٹ اینڈ ڈیزائن۔ اس کے بابا نے اس دیکھ کر کہا اتنے میں اسکے دادا بھی آگئے۔

اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ اور پاس کھڑے فائض ملک کو سلام کیا۔



فائض ملک نے اسے دیکھ کر اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اسے دعا دی۔

خوش رہو میرا بچہ۔ فائض ملک نے دعا دی۔

بابا میں جاؤں؟ اسے اسکی نظروں سے سخت کوفت ہو رہی تھی اسلیئے وہاں سے جانے

میں ہی عافیت سمجھی۔ ورنہ اسکا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ؛

کبھی یوں بھی ہو سر بزم میں
وہ مجھے کہے کہ غزل سنا
میں غزل غزل میں اسے کہوں
میرا کوئی نہیں ہے تیرے سوا

جی بیٹا جیسے آپکی خوشی۔ اسکے باباجانی نے اسے اجازت دی اور وہ وہاں سے چلی گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رو بیل بھی اسکے جانے کے بعد شہریار کے ساتھ باتوں میں لگ چکا تھا۔ لیکن شاید دادا
کچھ سوچ کر یہاں آئے تھے آج کے دن اس لیے انھوں نے داود صاحب اور شمینہ بیگم
سے اکٹھے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن موقع نہ ملا تو انھوں نے کل صبح پر چھوڑ دیا۔

وہ لوگ ہال سے گھر واپس آگئے۔ کچھ رسموں کے بعد زرناب کو عامر کے کمرے میں

لیجایا گیا۔ اور اس کے کمرے کے سامنے نورے اور سنی، دانی اور روجی آکر کھڑی
ہو گئیں اور اب پیسے مانگ رہی تھیں۔

تم لوگوں کو کیوں پیسے دوں اب؟ کبھی کبھی تو کبھی کیا لاتی ہو سامنے اور بھائی پیسے دیں۔
عامر نے انکار کرتے ہوئے کہا

ہاں بھائی ان غریبوں کو پیسے دیے دیں۔ عمیر کے غریبوں کہنے پر ان چاروں نے دانت
پیسے

اچھا بتاؤ کتنے دوں؟ عامر نے عاجز آکر کہا

ممنمم ایک لاکھ۔ نورے نے جھٹ سے جواب دیا

ایک لاکھ؟؟؟؟ کچھ کم نہیں ہو سکتے؟ عامر نے معصومیت سے کہا

اگر آپ نہیں دے رہیں تو شوق سے نہ دیں ہم بھا بھی کے ساتھ روم میں سو جاتے ہیں۔ کیا خیال ہے لڑکیوں؟! چلو پھر روم میں۔ نورے نے کہتے ساتھ ہی رخ موڑا۔

ارے ارے ارے میں تو مزاق کر رہا تھا۔ یہ لومیرا کریڈٹ کارڈ رکھ لو۔۔۔
میری جان، میری بیٹی سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ عامر کبھی فرط محبت سے اسے بیٹی کہا کرتا تھا اور اب بھی کہا

اوووویا ہوووو!!! لویو بھائی!!! اس کا گال زور سے چومتی وہ اپنی سہیلیوں کو ساتھ لیکر وہاں سے چلی گئی۔

بھائی یہ تو پوری پاگل ہے۔ عمیر نے اس کے گال چومنے والی حرکت پر کہا

عمیر ررر!!! اب کہ عامر کچھ اور کہتا وہ وہاں سے بھاگ گیا

شریر!!! وہ دلفریب مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے روم میں انٹر ہوا۔

وہ جو گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی روم کے دروازے کے کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز پر اسے اپنی ہتھیلیاں بھینگتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ قدم قدم چلتا اسکے سامنے آکر بیٹھ گیا اور اسکا گھونگھٹ الٹ دیا۔

زرنا ب۔ عامر نے اسے نام پکارا

نچ۔۔۔ جی۔ زرنا ب نے اسی پوزیشن میں جواب دیا

آج میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں بلکہ مانگنا چاہتا ہوں۔ میری بہن نورے صرف میری بہن نہیں بلکہ میری بیٹی بھی ہے۔ میں چاہتا ہوں کی آپ بھی اسکا اسی طرح خیال رکھیں جیسے میں رکھتا ہوں۔ اور دوسری بات آپ ساری زندگی مجھے اپنے ساتھ زندگی کے ہر موڑ پر اپنے ساتھ پائی گی۔ آپ ساتھ دیں گی میرا؟ یہ کہہ کر اس نے زرناب کی طرف دیکھا اور اپنی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels | Afzana | Articles | Poets | Interviews
زرناب نے پہلے اسکی چوڑی ہتھیلی کو دیکھا اور اس کی طرف اور اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہا

آپ مجھے ہمیشہ اپنا مقدم پائیں گے۔ کہہ کر زرناب نے نگاہیں نیچی کر لیں۔

اسکی اس بات پر اس نے زرناب کی پیشانی پر اپنا پہلا عقیدت بھرا لمس چھوڑا اور

زرناب نے اس کا لمس محسوس کر کے آنکھیں موند لیں۔

کیا اجازت ہے؟ عامر نے اس بار اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

اس نے اپنا سرا سکیے سینے پر رکھ کر رضامندی دی اور یوں ایک دو دل ہمیشہ کے
لیئے ایک ہوئے۔



ولیمہ کادن؛

اگلی صبح وہ اٹھی تو پہلے کچھ منٹ چھت کو گھورتی رہی پھر اٹھ کر واشروم میں بند ہو گئی۔
بیس منٹ بعد وہ باہر آئی تو اسے معمول کی چہل پہل سے زیادہ چہل پہل محسوس ہوئی
تو وہ کمرے سے باہر آئی۔

سب لوگ ناشتہ کر رہے تھے ساتھ میں کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔ ولیمہ چونکہ لیٹ تھا اس لیے سب آرام سے ناشتہ کر رہے تھے۔ وہ ڈائینگ ٹیبل تک آئی اور سب کو سلام کیا اور بھاگ کر زرناب کے گلے لگی اور زور سے اسکا گال چوما اور پھر اسکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

اسکے چومنے پر وہ مسکراتی ہوئی سر جھکا گئی تو نورے کو شرارت سو جھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے زری (زرناب) بھائی نے تو تھوڑی نہ کس کیا ہے جو ایسے شرما رہی ہو؟

اس کے جواب میں اس نے ایک نظر عامر کو دیکھا تو اسکے ہونٹوں پر شرمیلی مسکراہٹ نے احاطہ کیا اور پھر اسے دیکھ کر گھورا۔

ارے نینوں سے قتل کرنے کا ارادہ ہے محترمہ؟ نورے نے مزید شرارت سے کہا

نور رررر!!! زری نے گھور کر اسکا نام پکارا

جی جان نور بولیں!! نورے نے اسے مزید تنگ کرتے ہوئے کہا

بیٹا تنگ نہیں کرو زری کو۔ اب کی بار ممانے اسکی سائیڈ لی تو اس نے بھی تنگ کرنا چھوڑ
دیا اور ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

نورے بیٹا آج زرا آپ اچھا سا تیار ہو جانا۔ ویسے تو میری بیٹی بہت اچھے سے تیار ہوتی
ہے لیکن پھر بھی۔

ابھ وہ ناشتے کی طرف متوجہ ہی ہوئی تھی کہ اسکی ممانے اس سے کہا

او کے ماما جانی۔ اس نے بغیر بات پر غور کیئے او کے کہا جبکہ زرناب، عمیر اور اسکے بابا کے چہروں پر ہنوز مسکراہٹ قائم تھی۔

ادھر روبیل گھر آ کر پھر سے اسکے بارے میں سوچنے لگ گیا۔ اس نے کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکا اور خود فریش ہونے واشر روم کی طرف چل دیا۔ دس پندرہ منٹ بعد وہ باہر آیا تو ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور بال بنانے لگا۔

بال برش کرنے کے بعد وہ بیڈ پر آیا تاکہ آرام کر سکے۔ ابھی اس نے آنکھیں بند ہی کی تھی کہ اسکے سامنے نورے کا سراپا لہرایا۔ اس نے فوراً آنکھیں کھول لیں۔ پھر اس نے سر جھٹکا اور کروٹ کے بل لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ ابھی پھر سے اس نے آنکھیں بند ہی کی تھی کہ وہ پھر سے اسکے سامنے تھی۔

اسکی باتوں پر نہ چاہتے ہوئے بھی وہ سوچنے لگا۔ وہ اسکے غصے کے ڈر کی وجہ سے اسکا ہکلانا، اسکا اسکے قریب ہو کر اپنی محبت کا اقرار کرنا اور پھر اسکا تھپڑ مارنا، اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دینا۔ باہر اپنے بابا کے سامنے اسے نظر انداز کرنا۔ یہ سب سوچتے سوچتے اسکے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ اس نے حیران ہو کر سامنے آئے میں دیکھا۔

وہ ہنستی ہوئی اسکے سامنے تھی اور وہ یوں ہی کھڑا تھا بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسکی ہنسی میں کھویا ہوا تھا اس نے ہنستے ہنستے اسکے چہرے پر ہاتھ رکھا اور وہ بالکل ہوش گنوا بیٹھا۔ اس نے جیسے ہی اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہا۔ اس کا عکس غائب ہو گیا۔

اففففف!!! یہ کیا تھا؟ کیا مجھے اس سے محبت ہونے لگی ہے؟ نہیں نہیں میں تو اس سے نفرت کرتا ہوں، محبت کیسے کر سکتا ہوں؟ اس نے خود سے بڑبڑاتے ہوئے کہا

کیوں نہیں کر سکتے اس سے محبت؟ اس کے سامنے اس کا ضمیر آ کر کھڑا ہو گیا

کیونکہ وہ میرے قابل نہیں ہے۔ اس نے نظریں چرا کر کہا

ہا ہا ہا۔۔۔ اچھا؟ اس لیے قابل نہیں ہے کہ اس نے تجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیا تو وہ تمہارے قابل نہیں ہوئی۔ اگر یہ اظہار تم خود کرتے تو وہ تمہیں اپنے سر پر بیٹھا دیتی۔ اس کے ضمیر نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا

لیکن میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ اس نے پھر سے نظریں چرا کر کہا

تو یہ نظریں کیوں جھکائی ہے پھر؟ مان لورو بیل ملک تمہیں نورے داود خان سے محبت ہو گئی ہے۔ اسکے ضمیر نے اسے پھر سے کہا

نہیں کرتا میں محبت اس سے۔ سمجھ آئی تمہیں نہیں کرتا اس سے محبت۔ نفرت ہے مجھے اس جیسی لڑکیوں سے شدید نفرت سنا تم نے۔ روبیل نے شدید طیش میں کہا

اس کا عکس غائب ہو چکا تھا اب لیکن اسکے لیئے سوچنے کا در کھلا چھوڑ کر گیا تھا۔ محبت نے افسوس سے اس مغرور شہزادے کو دیکھا اور دور کھڑی قسمت اس پر ہنس رہی تھی۔

صبح وہ اٹھا اور یہ سوچ کر وہ اٹھا کہ وہ اس سے اس تھپڑ کا بدلہ ضرور لے گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے دادا کے کمرے کا رخ کیا اور دروازہ کھول کر دادا کو سلام کیا۔

دادا جان آپ جاگ رہے ہیں؟ اس نے سلام کے بعد استفسار کیا۔

ہاں ہاں بر خودار! آ جاو آو۔ دادا نے باہیں کھول کر اسے اپنے پاس بلا یا۔ وہ بھی جلدی

سے انکی باہوں میں سما گیا۔

دادا جان میں نے ایک فیصلہ کیا ہے!! روبیل اصل بات کی طرف کی آیا۔

ہاں ہاں بولو نہ!!! دادا نے اسے دیکھ کر کہا



میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ روبیل نے عام سے لہجے میں کہا

کیا؟ سچ میں بیٹا؟ فائض ملک نے حیران ہو کر پوچھا

ہاں دادا و جان بالکل سچ۔ اس نے کہتے ساتھ ہی انکے گال آہستہ سے کھینچے۔

بھئی لڑکی کون ہے؟ کیسی ہے؟ کہاں رہتی ہے؟ فائض ملک کے آنکھوں کے سامنے
نورے کا خیال پل بھر کو آیا لیکن انھوں نے اپنے خیال کو جھٹک دیا کیونکہ اتنی مشکلوں
سے تو ان کا پوتا شادی کے لیے مانا تھا۔

دادا وہ لڑکی اسے آپ جانتے ہیں۔ اس نے تھوڑا ہچکچا کر کہا

کون لڑکی بھئی صاف صاف بتاؤ بھی اب۔ دادا نے تھوڑا ناراض ہو کر کہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نورے دادا خان۔ روبیل کے نام لیتے ساتھ ہی عجیب سی چمک آنکھوں میں در آئی اور
ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی۔

دادا نے غور سے اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی اور پھر کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا۔ وہ بچی تو مجھے بھی بہت پسند ہے۔ انفیکٹ میں تو اس بارے میں تم سے بات بھی کرنے والا تھا۔ چلو اچھا ہواداد اور پوتے کی ایک ہی پسند ہے۔ انھوں نے کہتے ساتھ ہی قہقہہ لگایا۔

ہا ہا ہا۔ بالکل۔ روبیل نے بھی قہقہہ ساتھ لگایا۔



لیکن دادو میں منگنی نہیں ڈائریکٹ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
روبیل نے سنجیدگی سے کہا

چلو پہلے وہ لوگ مان جائیں نہ۔ پھر نکاح بھی کروادینگے۔ جاواب تیار ہو جاو۔ تھوڑا وقت رہ گیا یہ ان کے ہاں بھی جانا ہے۔ دادا نے اسکی پیٹھ تھپک کر کہا

چلیں دادو شام کو ملاقات ہوتی ہے پھر۔ اس نے جھک کر دادا کے ہاتھ چومے۔

خوش رہو بیٹا۔ دادا نے اسے دعادی اور وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے یہ بات اب
شہریار کو بھی بتانی تھی۔

ولیمہ کا فنکشن !!!

ولیمہ کا فنکشن چونکہ شام کو رکھا گیا تھا اس لیے زرناب اور نورے کو عامر نے پارلر
چھوڑا اور وہاں سے واپس آ گیا۔

دونوں خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھیں۔ زرناب نے پنک کلی کی میکسی زیب تن
کی تھی جبکہ نورے نے گرے کلر کا شارٹ ٹیل فرائک پہنا تھا۔ پرل ٹاپس اور پرل
نیکلیس پہنے، ہاتھوں میں چوڑیاں، پاؤں میں ویجز اور بیوٹیشن کے ماہرانہ ہاتھوں کا
کمال۔۔۔ وہ تو حسن کا مکمل نمونہ تھی۔

زری یہ لپ سٹک ڈارک نہیں ہو گئی۔ نورے منہ کے زوایے بگاڑ کر کہا

دیکھا تو۔ زری نے کہا



ماشاء اللہ۔ جب زری نے اس سے دیکھا تو بے اختیار ماشاء اللہ کہا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی ضرورت نہیں ہے لپ سٹک ریمو کروانے کی۔ بلکل ٹھیک لگی ہے۔ خبردار جو ہٹایا

تو۔ زری نے غصے سے آنکھیں نکال کر کہا

اچھا نہیں ہٹاتی، غصہ تو مت ہو۔ اس نے معصومیت سے کہا

اسکے معصومیت سے کہنے پر زری کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ وہ تھی ہی ایسی کہ ہر کسی کو
اس پر پیار آجاتا۔

نہیں ہوتی غصہ لیکن ریمو نہیں کرنا پلینرز۔ اتنی تو پیاری لگ رہی ہو۔ زری نے کہہ
کر اس کے گال کو چوما

ہاہا ہا ہا۔۔۔ زری بھا بھی میں عامر بھائی نہیں ہوں۔ نورے نے اسے دیکھ کر شرارت
سے کہا

بے شرم۔ زری نے اپنی خفت مٹانے کے لیے اس سے کہا البتہ عامر کے نام پر اسکے
چہرے پر گلال پھیلا اور دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔

ارے بھا بھی آپ تو شرما رہی ہیں۔ ہاہا ہا نوری نے پھر سے شرارت سے کہا

میں نہیں شرمنا ہی اچھا۔ زری نے ناک سکیر کر کہا

ہاں ہاں بھئی وہ تو نظر آرہا ہے زری۔ نورے کے بجائے عامر نے پیچھے سے جواب دیا تو وہ اور شرم سے لال گلابی ہو گئی۔ کیونکہ زرناب کی پشت تھی دروازے کی طرف اس لیے اسے دیکھ نہیں سکی۔ البتہ نورے نے دیکھ لیا تھا لیکن اسے بتایا ہی نہیں۔

ہا ہا زری بھابھی اب کیا ہوا؟ نورے نے اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا

زری کو پتہ تھا کہ اگر اب کوئی جواب دیا تو ضرور وہ اور تنگ کریگی۔ اس لیے اپنے میک اپ کو فائنلائز کروا کر اسکا انتظار کرنے لگی۔

نورے کا میک بھی ہو چکا تو اس نے بھائی سے کہا کہ وہ زری کے ساتھ کھڑے ہو کر پوز

دے تاکہ وہ انکی پک لے سکے۔

اوکے بھائی ریڈی۔ اس نے کہتے ساتھ ہی بھائی کو آنکھوں سے اشارہ کیا۔

ریڈی۔ عامر نے جیسے ہی کہا اس نے موبائل انکی طرف کر لیا

پوز کچھ یوں تھا کہ وہ زری کے قریب کھڑے ہو کر اس نے اسکے سر پر ہونٹ رکھے اور اسکے لمس کو محسوس کر کے زری نے آنکھیں موند لیں۔ عامر نے دونوں ہاتھ اسکے ویسٹ پر رکھے تھے جبکہ زری نے اسکے سینے پر۔

ڈن پر فیکٹلی۔ تھینکس بوتھ آف یو۔ لویو بوتھ۔ نورے نے کہتے ساتھ ہی ان دونوں کو گلے لگایا۔

اب چلیں دیر ہو رہی ہے۔ عامر نے کہا تو وہ دونوں بھی سر اثبات میں ہلا کر اس کے پیچھے چل دیں۔

وہ لوگ جیسے ہی ہال پہنچے تو سب سے پہلے نورے چلی گئی تو پیچھے اسکے بھائی بھا بھی رہ گئے کیونکہ نورے کو عمیر کے ساتھ ملکر سب آخری بار دیکھنا تھا اس لیے وہ جلدی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

ابھی وہ اندر جا رہی تھی کہ اسکا پاؤں مڑا اور گرنے لگی۔ اس سے پہلے گرتی کسی نے پیچھے سے اسے اٹھالیا۔

آرام سے لگی تو نہیں۔ وہ جو گرنے کی وجہ سے آنکھیں بند کی تھی اس نے۔ جانی پہچانی آواز پر اپنی پٹ سے آنکھیں کھول دی۔

آپ ٹھیک ہیں؟ اس نے پھر سے پوچھا

اس نے اسے اسی طرح چپ دیکھ کر کہا

ہاں شکریہ شہر یارا وہ سوری شیر ی۔ اس نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

کوئی بات نہیں گڑیا۔ آپ تو میری چھوٹی بہن ہو۔ دیکھ کر چلا کرو۔ میری ایک

ہی تو چھوٹی سی بہن ہو۔ اس نے بھائیوں والے مان سے کہا

او کے شیر ی۔ ہا ہا ہا ہا۔ اس نے کہتے ساتھ ہی قہقہہ ہلکا سا لگایا

بڑا ہوں تم سے بھائی بلا یا کرو چڑیل۔ تم سے پورے سات آٹھ سال بڑا ہوں

میں۔ شہر یار نے مصنوعی رعب سے کہا

ارے ارے شیر ی ناراض بھی ہوتے ہیں۔ اس نے اسکی حالت سے محظوظ

ہوتے ہوئے کہا

نہیں ہوتا میں ناراض آپ سے لیکن چلو ٹھیک ہے جیسے آپکی خوشی میری چھوٹی

چڑیل۔ یہ کہتے ہی وہ وہاں جانے کے لیے مڑا۔

سنیں شیر ی۔ آپ ناراض نہ ہوں لیکن میں بھائی کے سوا کسی کو بھی بھائی نہیں

بلائی کیونکہ باباجان کہتے ہیں کہ بھائی بہن ہمیشہ سگے ہی ہوں تو اچھا لگتا ہے۔
 اس لیے میں میں اگر نام نہ لوں تو نک نیم سے بلائی ہوں۔ یہ پہلی بار تھا کہ اس
 نے ایسے کسی لڑکے سے بات کی تھی ورنہ وہ کافی دور رہتی تھی لڑکوں
 سے۔ لیکن پتہ نہیں کیوں وہ اسکے ساتھ آرام سے باتیں کر رہی تھی۔ شاید
 اس لیے کہ اس نے اسکے لہجے میں بھائیوں والا مان محسوس کر لیا تھا اس لیے اس
 نے بھی اس سے بات کی۔

یہ سن کر اس نے گہرا سانس بھرا اور پھر کہا۔

خوش رہو بہنا۔ آج سے تمہارے دو نہیں تین بھائی ہیں۔ یہ کہتے ساتھ وہاں
 سے چلا گیا۔

شیری بھائی۔ ایک دلکش مسکراہٹ نے اسے ہونٹوں کا احاطہ کیا اور وہ اندر کی
 جانب بڑھ گئی اس بات سے بے خبر کوئی تو ہے جو اسے دیکھ رہا ہے۔ یہ سب
 کسی اور نے بھی دور سے دیکھ کر اپنے ساتھ محفوظ کر لیا اور بہت پر اسرار
 مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

جیسے ہی عامر اور زری آئے تو ساری لائٹس آف ہو گئیں اور صرف ایک ہی لائٹ انھیں فوکس کر رہی تھی۔ عامر نے اپنی ہتھیلی زری کے سامنے پھیلائی تو اس نے بہت ہی پر اعتمادی سے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور وہ دونوں آہستہ آہستہ سٹیج کی طرف بڑھ گئے اور بیک گراؤنڈ میں ہلکا ہلکا میوزک بھی بج رہا تھا۔ سٹیج تک پہنچ کر ان کے سب کزنز پہلے ہی وہاں کھڑے تھے، عامر پہلے ہی سٹیج پر چڑھ گیا اور ایک بار پھر اپنا ہاتھ زری کے آگے کیا اس نے اس بار بھی بہت پر اعتمادی کے ساتھ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور سب کزنز نے ایک ساتھ ہوٹنگ کی۔

فائض ملک داود خان سے ملنے انکی طرف بڑھ گئے کیونکہ انھوں نے آنے سے پہلے ہی اپنے یہاں آنے کا مقصد بتا دیا تھا کہ وہ لوگ ذہنی طور پر تیار رہیں۔ اس لیے اب بات کرنے کی غرض سے ان کی طرف بڑھ گئے۔

ادھر ادھر کی باتوں کے بعد جب فائض ملک نے اپنے پوتے کے لیے انکی بیٹی کا ہاتھ مانگا تو انھیں تو اس رشتے سے کوئی بھی اعتراض نہیں تھا لیکن صرف اتنا کہا

کہ وہ اپنی بیٹی سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے لیے انھوں نے بھی سوچنے کا وقت دیا اور یہ بھی کہا کہ انھیں جتنا وقت چاہیے لے لیں کوئی جلدی نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر ابھی شادی ہو جاتی ہے تو نورے بھی آگے اپنی پڑھائی جاری رکھے گی۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

ادھر دانی اور سنی نے باتیں سنی تو خوشی سے ایک پہلے دوسرے کے گلے لگ گئیں اور پھر نورے کو ڈھونڈتے ہوئے اسکی جانب بڑھ گئی۔ جس کی زندگی کا فیصلہ تھا وہ تو بے خبر اپنے بھائی کی خوشیوں میں شریک تھی۔

خدا ہماری بیٹی کے نصیب اچھے کرے۔ شمینہ بیگم نے نم آنکھوں سے اپنی بیٹی کو دیکھ کر کہا جو سامنے سیٹج پر تھی

آمین۔ داود جان نے بھی نم آواز سے کہا

سچ کہتے ہیں سیٹیاں پیدا ہوتے ہی پرانی ہو جاتی ہیں۔

ہال سے وہ لوگ واپس آگئے تو اب بھی دانی اور سنی انکے ساتھ تھی۔

دانی اور سنی اسکے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک دانی آنکھوں میں
شرارت لیئے بول پڑی



سنی تجھے پتا ہے میں نے کیا سنا آج؟

کیا تم نے بھی وہی سنا جو میں نے سنا؟ سنی نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا

تم نے کیا سنا؟ دانی نے آئبر واچکا کر پوچھا آنکھوں میں ہنوز شرارت قائم تھی

بھئی میں نے تو کسی کے رشتے کے بارے سنا کہ انکا رشتہ روئیل ملک سے ہو رہا ہے۔ سنی نے کن اکھیوں سے اسے دیکھ کر کہا جو بظاہر تو خود کو مصروف دکھا رہی تھی لیکن روئیل ملک کے نام پر اسکے چلتے ہاتھ روک گئے تھے۔

ہاں نہ یار!!! میں نے بھی یہی سنا ہے کہ اسکے دادا جان اسکے لیے لڑکی پسند کر چکے ہیں۔ دانی نے مزید آگ لگائی

تم کچھ نہیں کہو گی نور اس بارے میں؟ سنی نے اس سے بظاہر سنجیدگی سے پوچھا لیکن وہ پوچھ اس لیے رہی کہ اسے بولنے پر اکسا سکیں اور وہی ہوا۔

میں کیا کہوں یار؟ میں نے ان سے محبت کی تھی لیکن اب میرے دل میں ایسا کوئی جذبہ نہیں ہے ان کے لیے۔ وہ جس سے بھی چاہے شادی کر لیں مجھے فرق

نہیں پڑتا۔ اس نے اپنے ہاتھوں کے لکیروں کو دیکھ کر کہا

تم اتنی جلدی اسے بھول گئی؟ دانی اور سنی نے ایک ساتھ حیرت سے پوچھا

ہاں۔ یک لفظی جواب آیا



لیکن تمہیں پتہ ہے کہ وہ کس سے شادی کرنا چاہتا ہے؟ دانی نے اب کی بار

اسکے ہاتھوں کو تھام کر کہا

نہیں اور نہ ہی مجھے جاننے کا کوئی شوق ہے اور تم دونوں بھی یہ روبیل نامہ بند

کردو۔ اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر کہا

ٹھیک ہے لیکن بے بی وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اسکا پروپوزل آیا ہے تمہارے لیئے۔ اب بھی نہیں جاننا اسکے بارے میں؟ دانی نے کہہ کر اسکے چہرے کی طرف دیکھا جس پر کئی رنگ آتے جا رہے تھے۔



کیا ہوا؟ اب کچھ بولو گی نہیں؟ سنی نے کہا

نہیں مطلب کیسے میں؟ میرا مطلب وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ وہ تو انہوں نے خود کہا تھا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے اور اور نفرت کرتے ہیں۔ اس نے نم ہوتی آنکھوں سے کہا

ارے کیا ہوا؟ کیا پتہ اب وہ محبت کرنے لگے ہوں تم سے؟ اس لیئے اپنے دادا کو

بھیج دیا ہورشتہ بھیجنے کے لیے۔ اب کے سنی نے کہا

نہیں لیکن یار وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے نہ۔ نورے نے قدرے جھجھلا کر

کہا

ارے ارے چپ بسسس۔۔۔ بہت سن لیا یہ نفرت نامہ اسکا۔ نہیں کرتا
محبت تو نکاح کر لینے کے بعد کرنے لگے گا اور تمہیں کیا پتہ کہ وہ نفرت کرتے
بھی ہیں یا نہیں؟ کیا پتہ وہ اپنی محبت چھپاتے ہوں اس لیے تم پر غصہ ہو گئے

ہوں۔ دانی نے پہلے غصے اور پھر مدھم لہجے میں کہا

ہم سہی کہہ رہی ہو تم۔ سنی نے بھی اسکی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا

اس نے ان دونوں کو دیکھا جو اسکی خوشی میں پاگل ہوئی جا رہی تھی اور اس نے
انکی خوشی دیکھتے ہوئے سر جھکا لیا

تو کیا فیصلہ ہے تمہارا؟ آنٹی انکل کو کیا جواب دیں؟ ہاں یا ناں؟ دانی نے اسکے
جھکے سر کو دیکھ مسکراہٹ دبا کر کہا

کیا ایا؟؟ ماما بابا؟؟ انھیں پتہ ہے یہ سب؟ نورے نے حیرانگی سے کھڑے ہو کر
کہا

ارے ارے بدھو!! ہمیں انکل آنٹی نے بھیجا ہے کہ تم سے بات کر لیں۔
اب کے سنی نے بولنا فرض سمجھا

اسکی بات سن کر اسکے چہرے پر دھیمی مسکراہٹ نے احاطہ کیا لیکن وہ خاموش ہو گئی۔

اچھا تو ہم انکل آنٹی کو بتا دیتے ہیں کہ نورے نے انکار کر دیا ہے، چلو دانی۔ سنی کہتے ساتھ ہی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

ارے نہیں رکو۔ میرا مطلب ہے کہ ہاں نہیں پتہ نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا منہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا

دانی اور سنی نے ملکر اسے گلے لگایا اور اسے بہت ساری دعائیں دی۔ جاتے جاتے اسے یہ نصیحت کرنا نہیں بھولی تھی کہ جو ہو چکا اسے بھول جائے اور اپنے آنے والے زندگی کے بارے میں سوچے اور سب اچھا اچھا سوچے تو انشاء اللہ

سب اچھا ہوگا۔

ان کے جانے کے بعد اس کے اسکے بھائی عامر اور عمیر اور اسکی بھابھی آئے تو اس نے انکے سامنے بھی رضامندی دے دی لیکن اپنے بابا کے سامنے یہ شرط رکھی کہ وہ رخصتی گریجویشن کے بعد ہی کرے گی۔ جسے سن کر انھوں نے سر اثبات میں ہلایا اور اسکی ماما نے اسے بہت دعائیں دیں۔ پورے گھر میں خوشیاں چاروں طرف پھیل گئی۔ دونوں بھائیوں نے ملکر اسے دعائیں دیں بہت سارا تنگ بھی کیا اور خوب ساری دعائیں بھی دیں کیونکہ ان دونوں کو اپنی یہ چھوٹی بہن بہت عزیز تھی۔

اسکی رضامندی دینے کے بعد وہ سوچ میں پڑھ گئی کہ جب اس نے چاہا تھا تب اس نے اسے دھتکار دیا اور اب جب اس نے اسے دعاوں میں مانگنا چھوڑ دیا تو وہ اسکی زندگی میں شامل ہو رہا تھا۔ اس رات اس نے بہت دعائیں مانگیں اپنے

آنے والی زندگی کے لیے۔ کچھ دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں جبکہ کچھ دعاؤں کے قبول ہونے میں وقت لگتا ہے۔

وہ جانے انجانے میں میرا ہوا زندگی بھر کے لیے

وہ میرا نصیب تھا یا پھر میں اس کی محبت تھی



باہا باہا۔ یار ررتو تو پکا عاشق نکلا۔ پہلی نظر کی محبت اور اتنی جلدی شادی۔ شہر یار

نے سن کر اسکا مزاق اڑایا

وہ جو کھڑکی میں کھڑے ہو کے سگریٹ پی رہا تھا اس کی بات پر پوری طرح

متوجہ ہوا۔

ہاں ایسا ہی سمجھ لے۔ اس نے بھی ہلکا سا قہقہہ لگایا

اررےےے واہ وہ بھی نورے خان واہ۔ شہریار نے کہا تو روبیل نے چونک

کر اسے دیکھا



کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟ شہریار نے اسے اس طرح دیکھنے پر کہا

تمہیں کیسے پتہ کہ نورے ہی وہ لڑکی ہے جس سے میں شادی کرنے والا ہوں؟

روبیل نے آئبر واچکا کر پوچھا

دادو نے بتایا۔ شہریار نے عام سے لہجے میں کہا

واٹ دادو نے؟ اتنی سجدی بتا بھی دیا؟ یا اررری دادو بھی نہ!!! روئیل نے

حیرانگی سے کہا

ہاں بلکل اور آپکے معلومات کے لیے بتاتا چلوں کہ وہ پہلے سے ہی نورے کو تمہارے لیے پسند کر چکے تھے لیکن جب تم نے بتا کہ تم بھی ایک لڑکی کو پسند کرتے ہو تو انہوں نے تمہارے خواہش کو ترجیح دی کیونکہ آپ بہت مشکل سے مانے شادی کے لیے لیکن مانے تو اس لیے دادا خاموش رہے۔۔ شہریار نے پہلے سنجیدگی سے اور آخری بات شرارت سے کہی

تیری توووو!!! روبیل نے کہتے ساتھ ہی پلو اٹھایا اور اسکی طرف پھینکا اور یوں وہ ایک دوسرے کو پلو سے مارنے لگ گئے۔ پورا کمرہ میدان جنگ بن گیا تھا تھوڑی دیر میں ہی۔ اور جب دونوں تھک گئے تو یوں ہی لیٹ گئے بیڈ میں اور شہریار نے اسکی طرف دیکھا تو اسکے چہرے پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔ اس نے یوں اسکے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی۔ لیکن کون جانتا ہے کہ روبیل کے مسکراہٹ کے پیچھے کون سے راز چھپے ہیں؟؟؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسرے دن فائض ملک اپنے پوتے اور شہریار کی والدہ کے ساتھ انکے گھر ڈنر پر آ گئے۔ باتوں باتوں میں فائض ملک نے سے کہا کہ وہ منگنی نہیں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ رخصتی بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں؟ فائض ملک نے باری باری دونوں کو دیکھ کر کہا

بھائی صاحب ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ثمنینہ بیگم نے جواب دیا

تو آپ لوگ ہی کوئی تاریخ دے دیں۔ فائض ملک نے کہا
 آپ کو جو مناسب لگے وہی تاریخ طے کر لیں۔ اب کی بار داود خان نے نرم
 مسکراہٹ کے ساتھ کہا

ہممم ٹھیک ہے بھائی صاحب تو پھر اس مہینے کی تیس تاریخ ٹھیک رہے گی۔
 رخسانہ بیگم نے کہا

اتنی جلدی؟ پانچ دنوں میں یہ سب کیسے ہوگا؟ ثمنینہ بیگم کچھ دیر بعد بولیں
 ہاں پانچ دن ہیں ابھی۔ آپ صرف نکاح کی تیاری رکھیں باقی اللہ نے چاہا تو
 سب بہترین ہوگا۔ انشاء اللہ۔ رخسانہ بیگم نے دھیمے لہجے میں کہا

انشاء اللہ۔ اللہ ہماری بیٹی کے نصیب اچھے کرے۔ آمین۔ داود خان نے کہا
 آمین۔ سب بے مشترکہ طور پر کہا جبکہ جس کے رشتے کی بات ہو رہی تھی وہ تو
 بے نیاز سا بیٹھا ہوا تھا جیسے اسکی نہیں کسی اور کی شادی کے بارے میں بات
 ہو رہی ہو۔

شمینہ بہن آپ ہماری بیٹی کو بھی لے آئیں اب۔ رخسانہ بیگم نے کہا

ٹھیک ہے ابھی بلواتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

رخسانہ بیگم خود اسے دیکھنا چاہتی تھی کہ روبیل کی پسند کیسی ہے؟ وہ روبیل کو بھی شہریار کی طرح ہی چاہتی تھی۔ وہ انھیں بیٹوں کی طرح رکھتی تھیں اور اب اس خوشی کے موقع پر بھی ماں کا فرض نبھانے کے لیے ان کے ساتھ آئی تھی۔
ماں تو ماں ہوتی ہے؛ چاہے سگی ہو یا پرانی۔

دانی؛ سنی اور زری بیٹا لیکر آو ہماری بیٹی کو نیچے۔ شمینہ بیگم نے کمرے میں آکر کہا

ابھی لاتے ہیں آنٹی۔ سنی نے کہا

خوش رہو میری بیٹی۔ شمینہ بیگم نے اسکا ماتھا چوما تو دانی نے نروٹھے پن سے کہا

ہا!!! کیا میں آپکی بیٹی نہیں ہوں؟

ارے آپ بھی میری بیٹی ہیں۔ یہ کہہ کر انھوں اسکا ماتھا بھی چوما اور پھر اپنی بیٹی

کی طرف آئیں اور اسے سینے سے لگا کر اسکا ماتھا چوما اور پھر اسکا دوپٹہ سیٹ

کر کے جلدی سے نیچے آنے کا بول کر چلی گئی۔

چلو یار جلدی کرو۔ زری نے اسے کھینچ کر باہر نکالا۔ جو اس وقت ٹی پنک کلر کے کھدر کے کپڑوں میں ہم رنگ دوپٹہ سر پر اوڑھے، ہلکا سا میک اپ کیئے، وہ نیچے دانی، زری اور سنی کے ہمراہ آئی۔

یہ لیں آگئی آپکی بیٹی۔ شمینہ بیگم نے ان سے کہا

اسلام علیکم!! اس نے آتے ساتھ ہی سب کو دھیمے سے سلام کیا۔

وعلیکم اسلام۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔ کتنی پیاری بچی ہے آپکی۔ رخسانہ بیگم نے سچے

دل سے کہا

شکر یہ رخسانہ بہن اور یہ ہماری بہو ہے زرناب ہمارے بڑے بیٹے کی بیوی۔

شمینہ بیگم بھی خوشدلی سے بولیں

۔ ماشاء اللہ بہت پیاری بیٹیاں ہیں آپکی۔ ارے بیٹا یہاں آو میرے پاس

بیٹھو۔ فائض ملک اور رخسانہ بیگم نے انھیں اپنے پاس بلایا

وہ کنفیوز سی انکے درمیان بیٹھ گئی۔ روبیل تو ٹکٹ کی باندھے سے دیکھ رہا تھا۔ بلکہ سب سے پہلے اسکی نظر ہی اس پر پڑی تھی۔ وہ اسکی نظروں سے نروس ہو رہی تھی کہ جبھی اس نے سامنے کی طرف دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ تو ایسا تھا کہ مجبوراً نورے کو نظری جھکانی پڑی۔ ورنہ اسے دیکھ کر تو دل ایک بار پھر بغاوت پر اتر آیا تھا۔

نورے بیٹا جاو۔ کچن میں کھانے کا دیکھ لو زرا۔ شمینہ بیگم نے کہا تو وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

وہ اٹھ کر چلی گئیں تو دانی اور سنی نے روبیل سے باتیں کرنا شروع کر دی۔

تینوں بہت باتونی تھی یہ روبیل کو بہت جلد پتہ چل گیا تھا

مما جانی کھانا لگ گیا ہے۔ نورے نے کہا تو وہ سب ڈائینگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئے۔

کھانا کھانے کے لیے جب وہ جانے لگی تو روبیل نے شمینہ بیگم سے کہا کہ وہ ہاتھ دھونے کے لیے واش روم جانا چاہتا ہے تو وہی ہوا جس کا ڈر تھا نورے کو۔

انہوں نے نورے سے کہا کہ وہ اسے واشر روم کی طرف لے جائے۔

پیچھے سے زری، دانی اور سنی نے ہونٹوں کو کول کر کے اووووووکا اشارہ کیا اور وہ دانت پستی وہاں سے چلی گئی کیونکہ اب مہمانوں کے سامنے انہیں کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

واشر روم تک دونوں کے پیچ خاموشی تھی۔ دونوں میں سے کوئی بھی کچھ نہیں بولا۔

مجھے۔ آپ۔۔ دونوں نے بیک وقت پوچھا

روبیل مسکرایا اور کہا کہ وہ بات کرے

مجھے آپ س۔۔ سے یہ کہنا تھا کہ آپ خوش ہیں اس شادی سے؟ کیونکہ

آپ۔۔ تو مجھ س۔۔ سے نفرت کرتے تھے نا تو پھر یہ نکاح؟ نورے نے

ڈرتے ڈرتے پوچھا کہیں موبادہ وہ پھر غصہ نہ کرے۔

یہ کہہ کر روبیل نے اسے بازوؤں سے پکڑا اور دیوار کے ساتھ لگایا اور پھر اپنا

منہ اسکے کان کے قریب کر لیا اور کہا

میں اگر خوش نہیں ہوتا اس شادی سے تو پھر تمھاری جگہ کوئی اور ہوتا۔ تم ہی ہو جس نے میری راتوں کی نیند برباد کر دی ہے۔ ہر وقت میرے سوچوں میں پر سوار ہوتی ہوں۔ مجھ سے اب اور رہا نہیں جاتا اس لیے جلدی تمھیں اپنا ناچا ہتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھا

لیکن میں خوش نہیں ہوں۔ سنا آپ نے۔ اپنے بابا، ماما، بھائیوں اور بھابھی کی وجہ سے میں نے اس رشتے کے لیے ہاں کی ہے۔ مجھے آپ سے محبت تھی اب نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے خود ہی خود کو اس مقام سے گرا دیا ہے جو میرے دل میں آپ کے لیے تھا۔ نورے نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

میں مانتا ہوں کہ میں نے غلط کیا ہے۔ مجھے ایسا نہی کرنا چاہیے تھا۔ مجھ اس دن ویسے ہی غصہ آگیا تھا اس لیے اتنا شاوٹ کر گیا تھا۔ اور میں معافی مانگتا ہوں اس دن کے لیے بھی نورے کہ میں تمھیں مال میں مارا تھا۔ آئی ایم سوری نورے پلیز مجھے ایک موقع دو۔ پلیز ز۔ اس نے معافی مانگی اور ساتھ میں التجا بھی کی۔

نورے تو تھی ایسی جلدی پگھل جانے والی۔ اب بھی یہی ہوا تھا۔ لیکن اس بار بھی نورے نے اعتبار کیا تھا اس پر۔

ٹھیک ہے معاف کیا آپ کو۔ نورے نے کہہ کر نظریں نیچی کر لیں

تمہارا بہت بہت شکریہ نورے خان۔ روبیل نے کہا

اب چلیں دیر ہو رہی ہے۔ نورے نے کہا تو وہ بھی باہر کی جانب بڑھ گیا۔

اسی طرح کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا اور پھر وہ لوگ چلے گئے۔ دانی اور سنی نے بھی اجازت لی اور وہ بھی اپنے گھر چلی گئیں۔

لیکن روحی نے اسے کال کی اور اس سے بہت روڈلی بات کی اور کہا

تم مجھے کسی کھاتے میں لاتی ہی نہیں ہو۔ دانی اور سنی کو کہہ سکتی تھی لیکن مجھے

بتانا ضروری ہی نہیں سمجھا۔ کیا میں تمہاری دوست نہیں ہوں؟ ہم لوگ تو

سب ایک ساتھ شہر کرتے تھے۔ سنی کی شادی کی شاپنگ بھی ہم سب نے

ایک ساتھ کی تھی۔ دانی کی شادی کے بھی ہم نے سیلن بنائے ہیں اور اپنی باری

میں تم خاموش ہی ہو گئی بلکل۔ بولو جواب دو اب۔ خاموش کیوں ہو؟
 وہ یار۔۔ تمہیں ہم نے کال کی تھی لیکن تمہارا فون آف جا رہا تھا۔ سنی نے
 کہا۔ وہ چاروں واٹس ایپ پر اس وقت کا نفرنس کال کے ذریعے بات کر رہے
 تھے۔

ہاں سنی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ دانی نے کہا

تم تو چھپ ہی رہو۔ ہر وقت نورے کی طرف داریوں میں لگی رہتی ہو۔ یہ ایسا
 ہے ویسا ہے۔ اس نے ایسا کہا ویسا کہا۔ اس نے نہایت بد تمیزی سے کہا

کیا ہوا ہے؟ کیوں اتنا ہاتھ پیر ہو رہی ہو؟ نورے نے کہا

کچھ نہیں۔ اس نے غصے سے کہا اور کال کاٹ دی۔

عجیب بد دماغ لڑکی ہے۔ اسکو کیا ہوا ہے اب؟ خیر چھوڑو۔ یہ بتاؤ شاپنگ پر کل

چلیں۔ میری بھی شاپنگ ہو جائے گی۔ دانی نے کہا تو ان دونوں نے بھی اپنی

رضامندی دی اور تھوڑی دیر بعد کرنے کے بعد کال کاٹ لی۔

وہ مجھے ملا اس وقت جس وقت مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی

(از خود)



آخر وہ دن بھی آپہنچا جو ہر لڑکی کے زندگی میں آتا ہے لیکن اسکے لیئے تو گویا دو دو
خوشیاں لیکر آئی تھی۔ ایک اسکا نکاح تھا تو دوسرا اسکی سا لگرہ۔ دونوں خوشیاں
ایک ساتھ۔

ارے ارے ہماری نورے تو اتنی خوش قسمت ہے ماشاء اللہ کہ کیا بتاؤں؟
سا لگرہ اور نکاح ایک ہی دن۔ واوو یار ررز بردست۔ سنی نے خوشی سے تھالی
بجا کر کہا



ہاں نہ یار ماشاء اللہ۔ دانی نے دل سے کہا
ویسے جیجو سے کیا تحفہ لوگی؟ سوچا ہے کچھ؟ دانی نے نورے سے کہا

صرف انکا ساتھ، انکی وفاداری ہمیشہ کے لیے اور یقین بس۔ نورے نے ہلکی سی
مسکراہٹ سے کہہ کر سر جھکا لیا

ارے ارے وااا۔ ہماری نورے اتنی بڑی ہو گئی؟ ماشاء اللہ۔ زری نے نم
آنکھوں سے مسکرا کر کہا

البتہ اس سارے ماحول میں روحی اکیلے کھڑے ہو کر صرف انھیں سن رہی
تھی۔

منالو خوشیاں جتنی مناسکتی ہو!!! آخر ہونا تو اسے میرا ہی ہے۔ روحی نے نخوت

سے سوچا

ارے روحی تم وہاں کیوں کھڑی ہو؟ آونہ یار یہاں؟ اپنی دوست کو گلے نہیں
لگاو گی آج کے دن؟ نورے نے اپنی باہیں وا کرتے ہوئے کہا

کیوں نہیں؟ روحی جھوٹی مسکان ہونٹوں پر سجا کر اسکی طرف بڑھی۔

تھینکس یار!!!۔۔۔ نورے نے ویسے ہی گلے لگ کر کہا

میں ادھار نہی رکھتی۔ یہ ضرور لٹاؤنگی۔ روحی نے سنجیدگی سے کہا

ہاں ہاں کیوں نہیں۔ نورے نے اسکے آنکھوں میں دیکھ کر ہلکے پھلکے انداز میں

کہا

ہممم۔۔۔ روحی نے صرف ہمم کہنے پر اکتفا کیا

ہیپی برتھ ڈے ٹویو۔ ہیپی برتھ ڈے ڈیر نورے۔ انھی وہ باتیں کر رہی تھی
کہ پیچھے سے اسکے دونوں بھائیوں، ماما اور بابا نے دروازہ کھول کر اسے وش کیا
اور ساتھ میں کیک لائے۔

ان کی محبت کو دیکھ کر اسکی آنکھیں نم ہونے لگیں اور وہ انھیں دیکھے گئی

ہاں چڑیل!! جلدی سے کیک کا ٹوپھر تمہارے مجازی خدا نے بھی آنا ہے نہ۔

شاہباش جلدی کرو۔ عمیر نے اسکا موڈ بدلنے کے لیے کہا

ہاہاہاہا۔ سب نے اسکی بات پر مشترکہ قہقہہ لگایا

اس نے آگے بڑھ کر عمیر کو گلے لگایا اور اسکی باہوں میں سما گئی۔ سب نے انکی

اس محبت پر دل ہی دل میں نظر اتاری۔

چلو بس کرو پیار۔ کون سا آج رخصت ہونے جا رہی ہو؟ عامر نے اسے سر پر
ہاتھ رکھ کر کہا

بھائی۔۔۔ اس نے عامر کو بھی گلے لگایا اور اس طرح باری باری سب سے ملی
اور وشرا اور ڈھیر سا راپیاد و صولا اور سب کے درمیان کیک کاٹا۔ ابھی وہ سب
سے مل رہی تھی کہ ملازم نے آکر مہمانوں کے آنے کا بتایا تو وہ سب بھی اسکے
روم سے باہر چلے گئے۔

راجہ کی آئے گی بارات
رنگیلی ہوگی رات

مگر میں ناچونگی۔۔۔۔

آوچ۔۔ کیا ہے؟ دانی ابھی گارہی تھی کہ پیچھے سے نورے سے کشن مارا۔

کچھ نہیں بس تم چپ کر جاو۔ یہ کیا فضول گانا گارہی ہو، نورے نے چڑ کر کہا

ہاں بھئی اب تو ہم فضول ہی لگنے ہیں۔ کیونکہ ابھی تو خاص لوگ آپکی زندگی

میں شامل ہونے جارہے ہیں۔ دانی نے اسے ٹھوکا مارا

اب ایسا بھی نہیں ہے اچھا۔ یہ کہتے ساتھ ہی نورے کے چہرے پر گلال پھیلا

اچھا۔؟ ایسا نہیں ہے اور چہرہ دیکھو۔ کیسا لال ٹماٹر ہو گیا ہے؟ دانی نے شرارت سے اسے دیکھ کر کہا

ابھی وہ باتیں کر رہی تھیں کہ عمیر نے نکاح خواں کے آنے کا بول دیا تو دانی نے جلدی سے اسے سرخ آنچل اوڑھایا اور اسکا گھونگھٹ نکال لیا۔

روئیل ملک اپنے دادا فاضل ملک اور چچا بہرام ملک جو کہ اسکی وجہ سے صرف دو دن کے لیے آئے تھے، شہر یار احمد اور اسکی امی رخسانہ بیگم، زری کی والدہ اور بہت سے مہمان اس نکاح میں شرکت کرنے کے لیے آئے تھے۔

ان سب کا تواضع کولڈ ڈرنکس سے کیا گیا۔ عامر اور عمیر دونوں اپنی بہن کی قسمت پر رشک کر رہے تھے کہ انھیں اپنی بیٹی جیسی بہن کے لیے اتنا چھار شتہ

مل گیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد نکاح شروع کیا گیا۔ سب سے پہلے وہ لوگ نورے کے کمرے میں آئے۔ روبیل تو باہر تھا لیکن اسکے چچا اور دادا دونوں نکاح خواں کے ساتھ اندر کی طرف چلے گئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com

نورے خان ولد دادا و خان آپکا نکاح روبیل ملک ولد شہباز ملک سے دو کڑوڑ سکھ رانج الوقت طے پایا گیا ہے۔ کیا آپکو قبول ہے؟ مولوی نے کہا

اس کے بابا نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تو دونوں بھائیوں نے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اپنے ہونے کا احساس دلایا۔ نورے کو اس وقت اپنی اور اسکی ہوئی تمام ملاقاتیں اور باتیں یاد آرہی تھیں۔

شکوے بھی ہزاروں ہیں شکایت بھی بہت ہیں
اس دل کو مگر اس سے محبت بھی بہت ہے



جی قبول ہے۔ نورے نے دھیرے سے کہا

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

قبول ہے

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

جی قبول ہے۔

اس طرح تین دفعہ ایجاب و قبول کے بعد اسکے سامنے نکاح نامہ رکھ دیا گیا۔ نکاح نامہ سائن کرتے وقت اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے نکاح نامہ سائن کیا اور اس طرح وہ نورے خان سے نورے روبیل ملک بن گئی۔

روبیل ملک ولد شہباز ملک آپ کا نکاح نورے خان ولد داود خان سے طے پایا گیا ہے۔ کیا آپ کو قبول ہے؟

میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔

ہاں قبول ہے۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟



قبول ہے۔

چٹاخ۔ میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی یہ تو بابا اور بھائیوں کی وجہ سے میں

نے ہاں کی ہے۔ آپ جیسے لوگ تو محبت کے بھی قابل نہیں ہیں۔ افسوس !!!
 آپ لوگ تو محبت کے معنی سے بھی آگاہی نہیں رکھتے۔ نورے کے سارے
 الفاظ اس کے ذہن میں گونج رہے تھے۔

اسکی آنکھیں سرخ ہوئیں جیسے ضبط کر رہا ہو اور اس نے سرخ آنکھوں سے
 آخری بار قبول ہے کہا اور نکاح نامہ سائن کر دیا۔



ہر طرف مبارک باد کا شور اٹھا اور سب نے اسے مبارک باد دی۔ تھوڑی دیر
 کے بعد نورے کو بھی سیٹج پر اسکے ساتھ بیٹھا گیا۔ اس نے سفید نیٹ کی
 فرائی پہنے، ہاتھوں میں سرخ گلاب کے گجرے، کانوں میں چھوٹے ٹاپس اور
 مہرون لپ سٹک لگائے وہ سادگی میں بھی اسکا دل دھڑکا گئی۔

بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ۔ روبیل نے اسکے کان میں سرگوشی کی اور اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

کوئی دیکھ لے گا۔ کیا کر رہے ہیں۔ نورے نے کہتے ساتھ ہی اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالنا چاہا لیکن مقابل نے گرفت سخت کر دی۔

کیوں چھوڑوں میں ہاتھ؟ اب تو تم میری بیوی ہو!! جب چاہے پکڑوں گا اور کوئی جدا کر کے تو دیکھائے؟ روبیل نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا جہاں محبت اور خوشی کے آنسو جھلملا رہے تھے۔

اللہ نہ کرے کہ ہم کبھی جدا ہوں۔ اسکے اس طرح جلد بازی سے کہنے پر روبیل کے چہرے پر ڈمپل پڑا۔

وہ اپنی جلد بازی پر جی بھر کر حیران ہوئی اور سر جھکا لیا۔ وہ لگ ہی اتنا پیارا رہا تھا کہ وہ ڈر گئی کہ اسے کہیں اسکی نظر نہ لگ جائے۔ اس نے دل ہی دل میں اسکی نظراتاری۔

بھائی کیسی لگی آپکو نورے؟ یہ کہنے والی دانی تھی جو کہ اسکے نکاح میں کچھ زیادہ ہی خوش تھی۔



یہ تو میں ابھی نہیں بتا سکتا کیونکہ ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ روبیل نے کہتے ساتھ آنکھ دبائی۔

کیوں؟ سنی نے پوچھا

کیونکہ یہ ابھی میرے بیڈروم میں نہیں آئی نہ۔ وہی مجھے اچھے سے سمجھ آئے
گی کہ نورے کیسی ہے کیسی نہیں!! پھر آپکو کچھ بتاوں گا نہ۔ اس نے شرارت
میں کافی زو معنی بات کی۔



کوئی شک؟ روبیل نے یکدم سنجیدگی سے کہا

نہیں بھائی۔ دانی اور سنی نے ملکر کہا

کیسی ہے ہماری بیٹی؟ فائض ملک سٹیج پر آئے اور محبت سے دونوں کا سر باری

باری چوما اور پھر نورے سے پوچھا

ٹھیک ہوں انکل۔ نورے نے بہ مشکل جواب دیا

انکل نہیں مجھے بھی روئیل کی طرح داد ابلاو گی تو مجھے اچھا لگے گا۔ فاء ض ملک

نے اس سے کہا



جی دادا۔ نورے نے کہا

ان سے ملو یہ ہیں بہرام ملک۔ میرے بیٹے اور روئیل کے چچا۔

اسلام علیکم۔ نورے نے آہستہ سے سلام کیا

وعلیکم اسلام بیٹا۔ یہ کہتے ہوئے انھوں نے دونوں کے سر سے پیسے وارے اور وہاں موجود ملازم کو دے دیئے۔ اس طرح سب باری باری آئے اور انھیں مبارکباد دیکر چلے گئے۔

ابھی دانی دوبارہ سٹیج پر آئی تو اس نے کہا کہ اسے اندر جانا ہے تو دانی نے اسکی ماما سے اجازت لیکر اسے روم میں بیٹھا لیا اور خود باہر چلی گئی۔

اسے دانی نے لا کر روم میں بیٹھا دیا اور خود باہر چلی گئی۔ وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے اس نئے رشتے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کیا انھیں سچ میں مجھ سے محبت ہوگئی؟ کیا میں ان کے لیے اتنی ضروری ہوگئی کہ انھوں نے خود ہی رشتہ بھیجا؟

یا پھر وجہ کچھ اور ہے؟ کوئی بدلہ؟ کوئی رنجش؟ ہمارے بیچ نہ تو کوئی لڑائی ہوئی ہے نہ کچھ اور؟ آئیسی یار ہمارے بیچ بات ہی کب ہوئی ہے سہی طرح سے جو لڑائی بھی ہو؟

ابھی وہ یہ سب سوچ رہی تھی کہ دانی روم میں واپس آئی۔

اچھا ہوا دانی تم آگئی۔ جلدی سے یہ ہک کھول دو یار۔ اس نیکلیس نے بہت تنگ کیا ہے۔ اس نے یہ بھی دیکھنے کی زحمت نہیں کی کہ اسکے ساتھ کوئی دوسرا ہے یا نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے ابھی کر دیتی ہوں۔ دانی آگے بڑھی چونکہ نورے کا پیٹھ تھا انکی طرف اس لیے وہ اسکے ساتھ آئے روئیل کو نہیں دیکھ سکی۔

اچھا ویسے جیجو سے کوئی بات ہوئی تمھاری؟ دانی نے روئیل کے اشارے سے اس سے بات کرنی شروع کر دی

کیا بات؟ صرف اتنا کہا کہ آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ بس ہنسنہ !!! بندے کو اتنا بھی اب سڑا ہوا نہیں ہونا چاہیے نہ۔ کوئی روئیلنگ بات ہی کر لے بندہ

اپنی بیوی سے۔ نہیں وہ جناب تو سڑے ہوئے ہیں۔ ان سے تو زیادہ اچھے شیریں ہیں۔ نورے اپنے دھن میں بول رہی تھی یہ جانے بنا کہ اب دانی روم میں ہی نہیں ہے اور اسکے پیچھے دانی نہیں رو بیل کھڑا ہے۔

اچھا تو میں سڑا ہوا ہوں اور شہریار مجھ سے اچھا ہے۔ رو بیل نے اسکا نیکلیس کھولتے ہوئے کہا

آآآ۔۔۔ آپ؟ دانی کہا ہے؟ آوچ۔ نورے نے جیسے ہی آواز سنی بات کرتے کرتے وہ فوراً مڑی اور اسکے سینے سے اسکا سر ٹکرا گیا

وہ باہر چلی گئی ہے۔ اب بتاؤ کیا کہہ رہی تھی کہ میں رو مینٹک نہیں ہوں ہاں۔

وہ قدم قدم اسکے نزدیک بڑھ رہا تھا اور وہ پیچھے کی جانب جا رہی تھی

وہ روک گئی کیونکہ پیچھے دیوار تھا اور اسکی کمر دیوار کے ساتھ ہی لگ گئی۔ رو بیل

نے اسکے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اسکے فرار کا راستہ بھی بند کر دیا۔

چلو بتاؤ اب کیا کہہ رہی تھی تم؟ رو بیل نے اپنا چہرہ اسکے نزدیک کر لیا اتنا کہ اگر

وہ زرا سا بھی ہلتی تو اسکی ہونٹ رو بیل کے گال سے مس ہو جاتے۔ اس لیے

اس نے اپنے ہونٹ آپس میں سختی سے بھینچ لیے۔

میں سن رہا ہوں۔ روبیل نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا

بتاؤں میں کیا سن رہا ہوں؟ اب کی بار روبیل نے اپنا چہرہ اسکے سامنے کر لیا

کیا؟ نورے نے ویسے ہی جواب دیا

تمہاری دل کی تیز دھڑکنیں۔ روبیل نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

وہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں

میں دیکھا۔ پل بھر کو نظریں ملیں اور دونوں کا دل الگ ہی انداز سے دھڑکا گئی۔

کچھ پل خاموشی کے نذر ہوئے پھر اس خاموشی کو روبیل کی آواز نے تھوڑا۔

اب بتاتا ہوں تمہیں کہ میں کتنا رومینٹک ہوں؟ کہتے ساتھ ہی روبیل نے

اسکے کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کے قریب کر لیا۔

وہ جو اسکے سحر میں کھوئی ہوئی تھی اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئی۔

نہی۔ اسکے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ روبیل اسکے ہونٹوں پر جھکا

تھا اور پورے حق سے اسکی چلتی زبان کو بریک لگایا۔

وہ اسکے قید اور اسکی قربت میں تڑپ رہی تھی۔ اس نے روبیل کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنا چاہا لیکن روبیل نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے گرفت میں لیکر اسکی یہ کوشش بھی ناکام بنا دی اور اسکے انداز میں اور بھی شدت آگئی۔

تین منٹ بعد روبیل کو اسکی حالت پر رحم آگیا تو اس نے اسکے ہونٹوں کو بھنٹا۔ نورے گہرے گہرے سانس لیکر خود کو کمپوز کرنے لگی۔ وہ اب بھی اسکے باہوں میں کھڑی تھی۔

کیسا گاڑیلر مسز روبیل ملک؟ روبیل نے اسکے کان میں سرگوشی کے انداز میں کہا

آپ بہت برے ہیں۔ اس نے نم آنکھوں سے کہا

بتاؤں کتنا برا ہوں میں؟ روبیل نے اسکی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے کہا

نہیں نہیں۔ نورے نے جلد ہی نفی میں سر ہلایا موبادہ اب کچھ اور کرنے لے۔

لیکن میں تو بتانا چاہتا ہوں کہ میں کتنا برا ہوں۔ روہیل نے سنجیدگی سے کہا البتہ
اسکی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

مجھے نہیں جاننا۔ نورے نے کہہ کر اسکے ہاتھ ہٹانے چاہے لیکن بے سود

چھوڑیں نہ۔ نورے نے معصوم سی شکل بنا کر کہا

اور اگر نہ چھوڑو پھر۔ روہیل نے گھمبیر لہجے میں کہا

اسکو جیسے اسکی قربت سکون میسر کر رہی تھی۔ اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ کچھ اور

پل یونہی کھڑے رہے۔ اسے خود نہیں معلوم تھا کہ یہ سب وہ کیوں کر رہا

ہے؟ شاید یہ نکاح کے دو بولو کا اثر تھا کہ وہ خود کی اس بدلتی کیفیت سے انجان

تھایا پھر جانتے ہوئے بھی انجان بنایا تھا۔

اسکے گھمبیر لہجے میں کی گئی بات نے نورے کو سراٹھانے پر مجبور کر دیا۔ وہ اسکی

آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں ایک نیا جذبہ اسے نظر آیا۔ اس نے نگاہیں دوبارہ

جھکا لیں اور کہا

پلیزززز۔ نورے نے جیسے منت کی

اوکے لیکن ایک شرط پر۔ اسکے اوکے کہنے پر جہاں وہ خوش ہوئی وہیں شرط والی بات پر اسکی سانسیں تھمی۔

کی۔۔۔ کیسی شرط؟ نورے نے اٹکتے ہوئے پوچھا

یہاں ریڑن گفٹ چاہیے۔ روہیل نے اپنے گال کی طرف اشارہ کیا۔

وہ جزبز ہونے لگی اور اسی کیفیت میں اپنی انگلیاں مڑوڑنے لگی۔

جلدی کروور نہ جتنا نام تم لوگی اتنا ڈیمانڈ بڑھتا جائے گا۔ روہیل نے جیسے اسے

اور مشکل میں ڈالا۔

نہیں۔ اوکے۔ نورے نے کہا اور ایڑھیوں کے بل اونچی ہو کر اسکے گال پر اپنے

ہونٹ رکھے۔

اسکی اس حرکت پر اسکے گال پر پڑتا ڈمپل مزید گہرا ہوا۔

وہ پیچھے ہوئی تو اس نے اسکے پیشانی پر عقیدت بھرا لمس چھوڑا اور اسکے کان میں

سرگوشی کے انداز میں کہا کہ؛

اپنا خیال میرے لیے رکھنا۔ اب سے تم پر تمہارا اتنا حق نہیں ہے جتنا کہ میرا تم پر ہے۔ خود کو تکلیف دو گی تو سزا بھی ملے گی۔ یاد رکھنا یہ۔ اور ہاں، پیسی برتھ ڈے ڈیروائفٹی۔ مے یو ہیو مینی مور ٹو کم۔ سٹے بلیسڈ لو۔

کہتے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک سرخ ڈیمیا سے ڈائمنڈ کی رنگ نکالی اور اسکی اسے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنادی اور پھر وہی اپنے ہونٹ رکھے۔ وہ اس سارے عرصے میں خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اب چلتا ہوں۔ اپنا خیال رکھنا لو۔ یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا لیکن وہ اب بھی اسکے حصار میں قید تھی۔

یہ کیا تھا؟ کیا وہ بھی مجھ سے محبت کرنے لگے ہیں؟ افففففف یار۔ جو بھی ہے لیکن وہ کافی اچھے ہیں۔ یہ سوچ کر اس نے اپنے پیشانی پر ہاتھ رکھا جہاں اس نے اپنا لمس چھوڑا تھا۔ پھر اپنے رنگ کو دیکھنے لگی اور دل ہی دل میں خوشی سے جھوم اٹھی۔

وہ اٹھی اور ایک نظر خود کو دیکھا آئینے میں اور پھر اپنا دوپٹہ ایک سائڈ پر پھیلا کر گول گول گھومنے لگی۔ یہ احساس ہی اسکے لیے سب سے بڑھ کر تھا کہ اسے اپنی محبت مل چکی ہے۔ وہ بہت زیادہ خوش تھی۔ خوشی اسکے انگ انگ سے ٹپک رہی تھی۔ وہ تھک کر بیٹھ گئی تو اس نے پھر سے رنگ کو دیکھا اور فرط جذبات سے وہی اپنے ہونٹ رکھ دیئے اور مسکرانے لگی۔

کیسی رہی میٹنگ روٹی بھائی سے؟ سنی نے اندر آ کر کہا

ہاں بھئی بتاؤ کیسے لگے جیجو ہمارے؟ دانی نے بھی حصہ ڈالا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم تو بات ہی مت کرو دانی۔ میں تم سے ناراض ہوں۔ نورے نے منہ پھلا کر کہا

ہا ہا کیوں ناراض ہو؟ بھئی غلطی بھی تمہاری ہی تھی ابھی میں بات کر رہی تھی کہ تم جھٹ سے کھڑی ہو گئی اور کہا کہ ہک کھول دو۔ بھئی تھوڑا دیکھ لیتی تو میرے ساتھ ہی جیجو بھی تھے۔ ہا ہا ہا ہا دانی نے بات کے آخر میں قہقہہ لگایا

بد تمیز تم بول نہیں سکتی تھی کیا؟ نورے نے اپنی خفت مٹانے کے لیے کہا۔
 ہا ہا ہا وہ تو شاید روبرو بھائی نے بول دیا نہ؟ سنی نے مزید اسے تنگ کرتے ہوئے
 کہا

وہ تو کافی بے شرم ہیں۔ نورے نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

کیا کہا؟ سنائی نہیں دیا؟ دانی نے باقاعدہ کان اسکے منہ کی طرف کر کے پوچھا

کچھ نہیں۔ نورے نے ناراضگی سے کہا

اچھا چلو چھوڑوان دانوں کو یہ بتاوانھوں نے کوئی گفٹ دیا؟ زری نے آتے

ساتھ ہی پوچھا

کس چیز کا گفٹ؟ نورے نے انجان بنتے ہوئے کہا

بھئی تمھاری برتھ ڈے کا۔ باتوں باتوں میں انھوں نے پوچھا تھا تو ہم نے بتا دیا

کہ آج ہماری نورے کی برتھ ڈے بھی ہے اسکا گفٹ یار۔ زری نے کہہ کر

اسے دیکھا

اوو اچھا۔ نورے پھر بھی انجان بنی

کیا اچھا؟ بتاؤ کیا دیا بھائی نے؟ دانی نے اسکی طرف بڑھتے ہوئے کہا

بتاتی ہوں۔ بتاتی ہوں۔ نورے نے جلدی سے بیڈ پر چڑھ کر کہا

ہاں بتاؤ۔ سنی اور زری نے اکٹھے کہا

یہ رنگ دی ہے۔ اس نے اپنا انکے سامنے کیا

واوو کتنا خوبصورت ہے یہ !!! انکی چوائس تو کمال کی ہے۔ زری نے متاثر

ہوتے ہوئے کہا

ہاں بھابھی بلکل ہماری نورے کی طرح۔ دانی محبت سے کہا

روحی آگے آئی اور اس سے رنگ لی اور اپنے انگلی میں پہن لی

یہ میرے ہاتھ پر بھی سوٹ کر رہا ہے۔ روحی نے اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر کہا

یہ حرکت کر کے کسی اور تو نہیں لیکن دانی کے ماتھے پر بل ضرور پڑ گئے۔

ہاں تم اپنے میاں سے کہنا کہ وہ تمہارے لیے ایسا ہی بنو اے لیکن یہ نہیں۔
دانی نے کہہ کر اسکے ہاتھ سے انگھوٹھی اتاری اور واپس نورے کے انگلی میں
ڈال دی

نورے میری جان!!! یہی کا تحفہ چاہے جیسا بھی ہو، اچھا ہو یا برا، بدتر ہو یا کم
تر، کسی کو دیکھنے کے لیے بھی اسکے ہاتھ میں نہیں دیتے ورنہ اسکے چھن جانے کا
خطرہ ہوتا ہے ہم۔ دانی نے آخری بات روحی کی آنکھوں میں دیکھ کر کہی
جبکہ اس طرح کہنے پر روحی کلس کر رہ گئی اور نورے نے اثبات میں سر ہلایا۔
چلو اب ہم چلتے ہیں۔ پرسوں سے کلاس بھی سٹارٹ ہونی ہے پھر کل کچھ لینا
بھی ہے تو شاپنگ پر بھی چلے گے تو ابھی ہم چلتے ہیں۔ ویسے بھی دیر ہو رہی
ہے۔ دانی نے کہا تو سنی اور روحی بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

اچھا ٹھیک ہے۔ وہ ان سب سے باری باری ملی اور انھیں دروازے تک
چھوڑنے آئی۔

اپنا خیال رکھنا خدا حافظ۔ دانی نے دوبارہ اسکے گلے لگ کر کہا
او کے خدا حافظ۔ نورے نے مسکرا کر کہا اور انھیں دیکھنے لگی جب وہ لوگ
نظروں سے اوجھل ہوئے تو وہ بھی اندر کی جانب بڑھ گئی

یہ مجھے کیا ہو گیا تھا؟ اسکے سامنے میں خود پر کنٹرول کیوں نہیں کر سکا؟ کیوں
اسکی قربت مجھے سکون بخش محسوس ہوئی؟ میں کیا کہنے گیا تھا اس سے۔ اور کیا
کر کے آگیا؟ انفنف خدا یا میں پاگل ہو جاؤنگا۔ گھر آ کر وہ مسلسل اس کے
بارے میں سوچ رہا تھا۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا اس نے اپنی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے تو وہ
اسکے سامنے آگئی۔ اسکا تیسرے بٹن کو جاتا تھا وہی روک گیا۔

کون ہو تم؟ اس نے نورے کے عکس سے پوچھا

وہ عکس جواب کے بدلے مسکرا دیا

بتاؤ نہ کون ہو تم؟ تمہیں پتہ ہے تم نے میری راتوں کی نیند اودد نونوں کا چین
لوٹ لیا ہے۔ ہر وقت تمہارے بارے میں سوچتا رہتا ہوں۔ کون ہو تم؟ بتاؤ نہ
مجھے میرے سوال کا جواب دو۔ تھک گیا ہوں میں ان سوچوں سے اب۔
رو بیل نے بے تابی اور عاجزی سے اس عکس سے کہا
وہ عکس اب بھی ہنس رہا تھا

بتاؤ نہ۔ کیا ہے یہ سب؟ اس نے پھر سے کہا
محبت۔ عکس نے مسکرا کر کہا اور وہ غائب ہو گیا

محبت؟؟ اس نے حیران ہو کر خود سے کہا۔

محبت؟ وہ زیر لب بڑبڑایا۔

انفنفنف۔ اس نے تنگ آ کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور پھر فریش ہونے کے
لیئے واشروم کا رخ کیا۔

دس پندرہ منٹ بعد وہ باہر آیا تو اس نے فون اٹھایا اور ویسے ہی چیک کرنے لگا۔
ابھی اس نے چیک کر کے رکھا ہی تھا کہ اسکے واٹس ایپ پر میسج ٹیون بجی۔

بیپ

بیپ

اس نے کھول کر دیکھا تو شہریار نے کچھ پکس سینڈ کیئے تھے اسے۔

اس نے جیسے ہی کھولا تو اسکی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئی کیونکہ یہ
پک اسکے اور نورے کے نکاح کے بعد سٹیج پر ہی لی گئی تھی۔ اس تصویر وہ اور
نورے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور روبیل کا ہاتھ نورے کے ہاتھ پر ہی
رکھا تھا۔

وہ یہ تصویر دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور اس نے بے ساختگی میں ہی وہ تصویر اپنے
ہونٹوں کے قریب کیا اور اسے چوم لیا اور آنکھیں بند کی۔ یہ نکاح کے دو بولو کا
ہی اثر تھا کہ اسکے جذبات اور احساسات بدل رہے تھے۔ وہ خود اپنی بدلتی

کیفیت پر کبھی حیران ہوتا اور کبھی سر پکڑ کر بیٹھ جاتا۔

نکاح کے ہونے کے بعد کا سارا منظر فلم کی طرح اس کے آنکھوں میں گھومنے لگا۔ اسکا نورے کے قریب جانا، اسکے ہاتھ، ہونٹوں اور ماتھے پر اپنا لمس چھوڑنا اور نورے کا اسکے گال پر ہونٹ رکھنا۔ اس نے ہاتھ اپنے گال پر رکھا اور اسے محسوس ہوا کہ اب بھی اسکے نرم و گداز ہونٹوں کا لمس باقی ہے۔ وہ مسکرانے لگا اسے خود بھی پتہ نہیں چلا کہ اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے۔ اس نے موبائل سینے پر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔

دوسری طرف نورے بھی اسکے اور اپنے نکاح کے تصویر کو دیکھ رہی تھی۔ بالکل ویسے ہی تھی جیسے روبیل کے پاس تھی۔ اس نے تصویر پر ہاتھ پھیرا اور دل ہی دل میں اسکی نظر اتاری اور اسکی تصویر کو زوم کر کے اسکے گال پر اپنے اپنے ہونٹ رکھے اور مسکرانے لگی۔ اسے بھی یہ تصویر شہریار نے ہی سینڈ کی تھی۔

وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزرتا چلا گیا۔ روزانہ یونی سے گھر اور گھر سے یونی۔

چونکہ انکلاست ایئر تھا اس لیے ان پر کام کا برڈن بھی تھوڑا زیادہ تھا جس کی وجہ سے وہ موبائل پر کم اور سٹڈی پر زیادہ دھیان دیتی تھی۔ سارا دن کبھی لائبریری تو کبھی گروپ سٹڈی کرتی۔ اس میں وہ بالکل ہی روئیل کو بھول گئی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ اسے یاد نہیں تھا لیکن کام کے معاملے میں وہ خود کو بھی رعایت نہیں دیتی تھی۔ باتیں بھی کرتی تھی اس سے لیکن زیادہ دیر تک نہیں۔

اس کا بھائی عمیر بھی سپیشلائزیشن کے لیے امریکہ چلا گیا تھا۔ اسکے امی ابو بھی عمرے کے لیے گئے تھے۔ اس طرح گھر میں وہ، عامر بھائی اور بھابھی رہ گئے تھے۔

وہ ابھی یونی سے آئی تھی اور آتے ساتھ ہی اس نے بھابھی کو سلام کیا اور پھر

کھانے کے بابت پوچھا

میری جان کھانا تیار ہے۔ آپ بس فریش ہو کر آؤ۔ میں کھانا لگواتی ہوں۔

زری نے اس سے کہا

اوکے بھابھی۔ اٹھتے ساتھ ہی اس نے زور سے بھابھی کا گال چوما اور بھاگ گئی۔

زری اسکی اسی محبت پر نہال ہو جاتی۔ اب بھی ایسا ہی ہوا تھا

کچھ دیر بعد وہ ڈائننگ ٹیبل پر آئی تو کھانا نہیں تھا اور اس نے وہی سے ہانک لگائی۔

ارے بھا بھی کھانا لے آئے نہ، مجھے بھوک لگی ہے۔

تھوڑی دیر اور گزری لیکن پھر بھی زری نہیں آئی تو اس نے کچن کا رخ کیا لیکن وہاں جا کر اسکے اوسان خطا ہو گئے کیونکہ زری فرش پر بے ہوش پڑی تھی۔

بھا بھی۔۔۔ بھا بھی اٹھیں۔ سیمہ جلدی آئیں۔ بھا بھی اٹھیں۔ وہ زری کو آواز

دینے کے ساتھ ہی اس نے ملازمہ کو بھی آواز دی۔

جی بی بی جی۔ ہائے بی بی یہ کیسے ہوا؟ اس نے آکر ہی اسے دیکھ کر کہا

پتہ نہیں آپ انھیں اٹھانے میں میری مدد کریں۔ اس نے کہتے ساتھ ہی اسے

اٹھانے کی کوشش کی

وہ انھیں لاونج تک لائے اور صوفے پر لیٹا دیا

بی بی جی۔ وہ آپ برانہ مانیں تو ایک بات کہوں۔ وہ مسلسل اسکے ہاتھ ملتے ہوئے بولی۔

ہاں بولونہ۔ اس نے جلدی سے کہا

وہ بی بی جی مجھے لگ رہا ہے کہ زری بی بی کوئی خوش خبری دینے والی ہیں۔ اس نے کچھ شرماتے ہوئے کہا

کیسی خوش خبری؟ اس نے سوچتے ہوئے کہا

وہ جی میرا مطلب ہے کہ آپ پھوپھو بننے والی ہیں شاید۔ اب آئیں جلدی سے انھیں ہسپتال لیکر چلتے ہیں۔ کہیں ان کی طبیعت زیادہ خراب نہ ہو جائے۔

اس نے کہتے ساتھ ہی ڈرائیو کو بلاوا بیجھا

نورے تو پھوپھو بننے کی خبر سن کہ ہی آبدیدہ ہو گئی اور پھر سر جھٹک کر زری کو سیما کی مدد سے اٹھا کر ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئیں۔

وہاں ڈاکٹر نے کچھ ضروری چیک اپس کے بعد اسے یہی خوش خبری سنائی تو اس

نے جزبات میں آکر سیما کو گلے لگا لیا اور سیما بھی اپنی معصوم بی بی کی خوشی میں خوش ہو گئی۔ اسے اپنی یہ چھوٹی بی بی بہت عزیز تھی۔ نورے بھی اسکے ساتھ بہنوں جیسا تعلق رکھتی تھی۔

گھر آکر اس نے پہلے بھائی کو بتایا اور پھر عمیر، امی ابو کو بھی بتا دیا۔ پھر اس نے جو س بنوا کر زری کے روم میں بچھو دیا۔ اسی طرح وقفے وقفے سے وہ کچھ نہ کچھ بچھو دیتی اسکے روم میں۔

زری کہتی کہ اسے نہیں کھانا لیکن وہ کھلا کر ہی چھوڑتی اور ساتھ میں یہ بھی کہہ دیتی کہ وہ اسے نہیں بلکہ اپنے بھتیجے کو کھلا رہی ہے۔ جس پر وہ مسکرا کر سر ادھر ادھر کر کے ہلا دیتی۔

اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے پتا کہ بیٹا ہی ہوگا؟ زری نے اس سے پوچھا بھابھی میرا دل کہتا ہے کہ ہمارے گھر میں ننھا عمیر آئیگا۔ اس نے ایک جذب سے کہا

اچھا!۔۔۔ لیکن ہماری ننھی سی نورے بھی تو آسکتی ہے نہ۔ زری سے پہلے عامر

نے جواب دیا تو وہ اٹھ کر آگے آئی اور اپنے بھائی کو گلے لگالیا

بھائی آپکو بہت بہت مبارک ہو۔ آپ بابا بننے والے ہیں۔ اس ایک بار پھر کہا تو

اس نے اپنی بہن کے سر پر بوسہ دیا

خوش رہو میری جان۔ اسی طرح اسکے گلے لگ کر کہا

لیکن یہ بتاؤ کہ آپکو بیٹا کیوں پسند ہے؟ بیٹی بھی تو ہو سکتی ہے نہ؟ عامر نے اس

سے استفسار کیا

کیونکہ اگر بیٹی ہوئی تو آپ میرے حصے کا پیار بھی اسے دینگے اور اگر بیٹا ہو تو وہ

بھابھی کے پاس ہو گا نہ۔ میری جگہ نہیں لے سکے گا۔ اس نے سر پر ہاتھ مارتے

ہوئے اپنے مطابق اسے سمجھاتے ہوئے کہا

اوو اچھا جی۔ یہ کہہ کر اسکے بھائی نے قہقہہ لگایا اور اسکی ناک کھینچی۔

اچھا آپ دونوں باتیں کریں۔ میں چلتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ ان کے کمرے سے

باہر چلی گئی۔

بہت مبارک ہو زری۔ اس نے زری کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا اور پھو اسکے
سر پر بوسہ دیا

آپکو بھی۔ اس نے عامر کے لمس کو محسوس کر کے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ
کہا

میں آج بہت زیادہ خوش ہوں زری۔ تمہیں پتہ ہے کہ میرا دل اس وقت کیا
چاہتا ہے؟ اس نے شرارت سے اسے دیکھ کر کہا

نہیں کیا؟ اس نے حیران ہو کر کہا

یہ!!! کہتے ساتھ ہی اس نے زری کو گود میں اٹھایا اور گھول گھول گھومنے لگا۔

پہلے تو زری بار بار اترنے کا کہتی رہی لیکن بعد میں اسکے ہنسنے کی آواز پورے

کمرے میں گونجنے لگی۔

نورے نے پھوپھو بننے کی خبر سنی، دانی، روحی اور شیریں کو سنادی۔ وہ شیریں کو

بھی بھائی مانتی تھی اب تو اس لیے اسے بھی اپنی خوشی میں شامل کر لیا۔ البتہ

رو بیل کو کال کرتے وقت وہ کافی جھجھک رہی تھی لیکن پھر ہمت کر کے اس
نے کال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

دوسرے بیل پر ہی کال اٹھالی گئی۔

اسلام علیکم۔ رو بیل نے کال اٹھاتے ہی کہا

وہ خاموش رہی، کمرے میں خاموشی کا راج تھا اتنا کہ اسے اپنی تیز ہوتی

دھڑکنوں کا شور صاف سنائی دے رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Af | Urdu | Poetry | G | New Era Magazine

وعلیکم اسلام۔ نورے نے دھڑکتے دل سے کہا

کیسی ہیں آپ؟ رو بیل نے پھر کہا

میں ٹھیک۔ وہ تو جس بات کے لیے اس نے کال کی تھی وہ بھی بھول گئی۔

کچھ کہنا تھا آپکو؟ رو بیل نے مسلسل اسکی خاموشی کو نوٹ کرتے ہوئے کہا

ہاں وہ میں ماں میرا مطلب پھوپھی بننے والی ہوں۔ نورے نے کہہ کر زبان

دانتوں تلے دبائی

پہلے تو شاک ہوا لیکن پھر اس نے ایک جاندار قہقہہ لگایا۔

ارے نورے میری جان!!! میں سمجھا کہ میں بابائے والا ہوں یا۔ ویسے بہت

مبارک ہو تمہیں کہ تم ماں میرا مطلب کہ پھوپھو بننے والی ہو۔ وہ مسلسل ہنستے

ہوئے اسی کے انداز میں کہہ رہا تھا

وہ غلطی سے منہ سے ایسے ہی نکل گیا تھا۔ اس نے تھوڑا حجل ہو کر کہا

اٹس او کے میری جان۔ اس نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا

اچھا نورے ایک بات پوچھوں؟ روئیل نے اس سے پوچھا

جی پوچھیں۔ کہتے ساتھ ہی وہ بیڈ پر آلتی پالتی پار کر بیٹھ گئی۔

تمہارے نزدیک محبت کیا حیثیت رکھتی ہے؟ روئیل نے ٹھہر ٹھہر کر پوچھا

میرے نزدیک محبت کچھ یوں ہے کہ؛

محبت تو خدائی صفت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی انسانوں سے محبت کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی صفات دیکر پیدا کیا ہے۔ تو محبت بھی اللہ کی

طرف سے ایک تحفہ ہے لیکن یاد رہے یہ بھی ہر اک کو نصیب نہیں ہوتا۔ بہت کم ہی لوگ اس کے معنی سے واقف ہوتے ہیں۔ اور کچھ واقف ہو کر بھی اس پر یقین نہیں کرتے۔ کچھ لوگوں نے تو محبت کے اپنے ہی معنی نکال لیے ہیں: یا یوں کہہ لیں کہ محبت کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں، اپنی نفس کی تسکین کو بھی محبت کا نام دیتے ہیں۔ محبت کے نام پر عزتیں لوٹتے ہیں، محبوب کے روپ میں وحشی درندے ہوتے ہیں۔ انہی سیاہ بختوں کی وجہ سے اکثر لوگ اس جزبہ سے دور بھاگتے ہیں، اور اگر محبت ہو بھی جائے تب بھی اسکا اقرار نہیں کرتے۔ بلکہ دل کے کسی کونے میں اسے دفن دیتے ہیں۔ اور اسی لیے انھیں محبت سے نفرت ہو جاتی ہے۔

محبت اگر پاک اور سچی ہو تو اللہ بھی کن فرما دیتے ہیں، اور اگر محبت ناپاک ہو جائے تو وہ کبھی ایک نہیں ہوتی۔ ہمیشہ کیلئے جدائی انکا مقدر بن جاتی ہے!

یہ ہے محبت میرے نزدیک۔ اس نے کہہ کر اسکے بولنے کا انتظار کیا

وہ لاجواب ہوا تھا اس کے خیالات سن کر۔ اسکا جواب سن کر۔ اس لیے خاموش

رہا

روئیل آپ سن رہے ہیں؟ اس نے تشویش سے پوچھا اور فون کان سے ہٹا کر
دیکھا تو کال اب بھی چل رہی تھی

ہوں۔۔۔۔۔ ہاں سن رہا ہوں۔ اس نے خیالات سے باہر آ کر کہا

اچھا میں سمجھی آپ شاک میں چلے گئے ہیں۔ نورے کہہ کر ہنسنے لگی

یہ سن کر تو وہ اور بھی حیران ہوا کہ یہ لڑکی اتنی دور ہو کر بھی اسے اتنی آسانی
سے سہی جج کر رہی ہے۔

لیکن اسے کون سمجھائے کہ جو دل میں بستے ہیں وہ بہت دور ہو کر بھی بہت پاس
ہوتے ہیں۔ انھیں لہجوں کی سمجھ آسانی سے آجاتی ہے۔

اچھا چلیں۔ باقی باتیں پھر کبھی سہی۔ اب میں چلتی ہوں صبح یونی بھی جانا ہے

تو۔ نورے نے ڈرتے ہوئے کہا کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے۔

اٹس اوکے ڈیر۔ ٹیک کیئر آف یور سلف۔ گڈ نائٹ۔ اللہ حافظ۔ روئیل نے

آنکھیں بند کر کے اسے اپنے آس پاس محسوس کرتے ہوئے کہا
 یوٹو۔ گڈ نائٹ۔ اللہ حافظ۔ نورے نے کہہ کر کال کاٹی اور پھر سونے کے لیے
 لیٹ گئی کیونکہ کھانا وہ بھائی کے آنے سے پہلے کھا چکی تھی سو اب وہ سونے کے
 لیے لیٹ گئی۔

وقت گزر تا چلا گیا اور اپنے ساتھ خوشیاں، غم سب سمیٹتا چلا گیا۔ وہ اس سب
 میں اپنے یونی کے کام کے ساتھ اسے بھی اپنے دل و دماغ میں رکھتی تھی۔ ہر
 وقت اسکے بارے میں ہی سوچتی رہتی تھی۔ کبھی سوچ سوچ کر شرماتی تو کبھی
 خوشی سے جھوم اٹھتی۔ وہ اپنی بدلتی کیفیت کو عشق کا نام دے بیٹھی تھی۔ ہاں
 وہ عشق ہی تو کرتی تھی اس سے۔ جبھی اتنی دور ہو کر وہ اسے اپنی دل کی
 دھڑکنوں میں محسوس ہوتا۔

اس کا نام ویسے بھی کوئی لے لیتا تب بھی اس کا دل زور زور سے دھڑکتا۔ اس کا دل
 صرف اسکے نام کی مالا جھپٹتا۔ اس نے غلطی سے بھی کسی اور کی طرف نہ دیکھا

اور نہ ہی سنا کچھ اس سے۔ بس دل نے جسے چاہا تھا، سوچوں میں بھی اسے رکھا تھا۔ اس لیے تو کہتے ہیں کہ خیال یار ہی خیال غیر سے محفوظ رکھتا ہے۔

وقت گزرتے پتہ ہی نہیں چلا اور اس کے بھا بھی نے چھوٹے، گول مول سے بچے کو جنم دیا۔ وہ بہت خوش تھی کہ اسکے بھائی کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔ بلکہ وہ تو اکثر اوقات اپنے بھائی سے کہتی تھی کہ دیکھا میں ویسے نہیں کہتی تھی کہ بیٹا ہوگا۔

دیکھے کتنا خوبصورت ہے یہ بھا بھی۔ ماشاء اللہ۔ نورے نے اسے گود میں اٹھاتے ہوئے کہا

ہاں آخر بیٹا کس کا ہے؟ زری نے فرضی کالر جھاڑتے ہوئے کہا

میرا۔ ہا ہا ہا ہا نورے نے کہتے ساتھ ہی قبہہ لگایا

ہاں بھئی تمہارا بھی ہے۔ ویسے تم اس کا نام سوچا ہے؟ اس نے نورے کو دیکھ کر

کہا جو اپنے بیٹے کے انگلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی

عمر خان۔ نورے نے زری کی طرف دیکھ کر کہا

واااہ۔ ماشاء اللہ کتنا پیارا نام ہے۔ عمر خان۔ زری نے اسے دیکھ کر کہا

ہاں بھابھی آپ کو پتہ ہے؟ یہ نام میں بہت پہلے سے سوچ رکھا تھا اس کے لیے

کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ بیٹا ہی ہوگا اس لیے نام بھی سوچ رکھا تھا۔ نورے نے

دھیرے سے ہنس کر کہا

ارے بھئی مان گئے تمہیں۔ اتنا یقین تھا تمہیں کہ بیٹا ہی ہوگا؟ زری نے

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے متاثر ہو کر کہا

ارے نہیں بھابھی۔ اللہ پر یقین تھا کیونکہ میں اس سے مانگا تھا۔ وہ ذات کہاں

خالی ہاتھ لوٹاتی ہے؟ میں نے مانگا تھا اس پاک ذات نے عطا فرمایا۔ میں تو بہت

خوش ہوں بھابھی اللہ نے میری سن لی۔ اس نے نرم مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا

کر کہا

ماشاء اللہ۔ یہ یقین کبھی کم یا ختم مت ہونے دینا۔ زری نے اسے کندھے پر ہاتھ

رکھ کر کہا

انشاء اللہ بھابھی۔ یہ یقین کبھی کم یا ختم نہیں ہوگا۔ اس نے بھابھی کے ہاتھ پر
ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اچھا چلو اب نیچے چلتے ہیں۔ سب کو یہ نام بھی بتانا ہے نہ؟ اس نے اسکے گال کو
کھینچتے ہوئے کہا

ہاں بھابھی کیوں نہیں۔ آئیں۔ اس نے عمر کو کندھے پر ڈال کر کمرے سے باہر
جانے لگی

ماما جانی، بابا جانی جلدی آئیں۔ اس نے لاونج میں آکر اپنے ماما بابا کو آواز دی

آرام سے بیٹا کیا ہوا آپکو؟ شمیمہ بیگم نے آکر اس سے ڈیٹا

سوری ماما جانی لیکن میں نے آپکو یہ بتانا تھا کہ میں نے بھائی کے بیٹے کا نام رکھ لیا
ہے۔ اس نے عمر کو دیکھتے ہوئے کہا جو اپنی آنکھیں کھولے اسے ہی دیکھ رہا تھا

کیا نام رکھا ہے ہمارے بیٹے نے ہمارے پوتے کا؟ داود خان نے اسے سر ہوا تھا

رکھتے ہوئے کہا

عمر خان۔ نورے نے عمر کی طرف دیکھ کر کہا

ارے واہ۔ ماشاء اللہ کتنا پیارا نام رکھا ہے آپ نے۔ اس کے بابا نے کہا تو

اسکی ماما نے بھی آکر اسکا ماتھا چوما اور عمر کو بھی اسکی گود سے لے لیا

ماما دے دیں نہ۔ اس نے بچوں کی طرح ضد کر کے کہا

بیٹا سارا دن تو آپکے ساتھ ہوتا ہے۔ اب ہمارے پاس اسے رہنے دو۔ اسکی ماما

نے کہہ کر عمر کے گال چومے

او کے ماما جانی۔ اس نے انھیں دیکھ کر کہا

میں عمیر کو بھی بتا دوں بہت دن ہو گئے ہیں اسے بات بھی نہیں ہوئی۔ نورے

نے فون نکال کر کہا

ہاں بھئی فون کرو زرا اس صاحبزادے کو۔ بالکل بھول ہی گیا ہے وہاں جا کر۔

اس نے بابا نے کہا

او کے ابھی کرتی ہوں۔ نورے نے کہہ کر جھٹ سے کال ملائی۔

تین بیلز کے بود ہی کال اٹھالی گئی لیکن جو خبر اسے سننے کو ملی اسے ایسا لگا کہ کسی نے اسکے پیروں تلے زمین کیھنچ لی ہو۔ اس نے لڑکھڑا کر بھا بھی کا ہاتھ تھا ما اور

فون کان سے ہٹا کر اسکی طرف بڑھا دیا

کیا ہوا بیٹے؟ زری نے پریشانی سے اسکی طرف دیکھ کر کہا

آپ بات کر لیں۔ اس نے آنسوؤں کے درمیان کہا

یا اللہ خیر۔ اسکے ماما بابا کو بھی تشویش ہوئی

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمیر بلکل ٹھیک ہے۔ آپ۔۔ آپ مزاق کر رہے

ہیں۔ دیکھے یہ مذاق کرنے کا وقت نہیں ہے۔ آپ میری بات کروائے ان

سے۔ زری نے رندھی ہوئی آواز میں کہا

پتہ نہیں دوسری طرف کیا کہا گیا۔ اس کا فون والا ہاتھ اسکے پہلو میں آگرا

کیا ہوا بیٹے؟ شمینہ بیگم نے پوچھا

ماما۔۔۔ ماما۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ عم۔۔۔ عمیر۔۔۔ اب ہم می۔۔۔ میں نہیں رہا

ماما۔ زری نے پہلے نورے نے ہچکیوں کے درمیان کہا

یا اللہ!!!! اسکی ماما کے منہ سے صرف اتنا نکلا اور وہ لڑکھڑا کر صوفے پر بیٹھ گئی

ابھی وہ سنھیلی نہیں تھی کہ ان کے پیچھے سے دھڑام کی آواز آئی۔

باباجانی۔ نورے انکا سر اپنے گود میں رکھتے ہوئے آواز دی

بابا آنکھیں کھولیں نہ۔ بابا پلیر زرز۔ نورے مسلسل انھیں آوازیں دے رہی

تھی لیکن انکے بے ہوتے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی

سیما جلدی آئیں اور ڈرائیور چاچا آپ جلدی سے گاڑی نکالیں۔ نورے نے

دونوں کو بیک وقت آوازیں دیں

ہائے رہا۔ یہ کیا ہو گیا چھوٹی بی بی۔ سیما نے آکر اسکے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

آپ جلدی سے میرے ساتھ انھیں اٹھائیں۔ نورے نے اپنے حواس پر قابو

پاتے ہوئے کہا

آئیں چلیں۔ سیم اور اس نے انھیں باہر گاڑی میں بیٹھایا اور ساتھ میں ماما کو بھی
ہسپتال لے جایا گیا

انھیں وہی گئے ہوئے دو سے تین گھنٹے ہو چکے تھے لیکن ڈاکٹروں نے انھیں
کوئی جواب ابھی تک نہیں دیا تھا

زری نے جلدی سے فون کر کے عامر کو بلوایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ ہوا کیا ہے۔

وہ بھی ابھی پہنچا تو نورے کی بکھری حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novel, Poetry, Art, Drama, Short Story, etc.
کیا ہوا بیٹے؟ اس نے سیدھے نورے کے پاس آکر کہا

وہ خاموش تھی بلکل جیسے کوئی اس سے نہیں کسی دوسرے سے مخاطب ہوں

بیٹا؟ اس نے پھر آواز دی لیکن جواب ندارد

زری کیا ہوا ہے؟ تم لوگ یہاں؟ کیا ہوا ہے؟ بتاؤ بھی۔ اس نے زری سے پوچھا

عامر وہ عمیر۔ زری نے آنسوؤں کا گولا حلق میں اتارتے ہوئے کہا

کیا عمیر؟ بولو بھی کیا ہوا اسے؟ عامر نے اسے بازوؤں سے تھام کر کہا

وہ وہ عمیر۔۔۔ اب۔۔۔ اب ہم میں نہیں رہے۔ اس بات کا صد۔۔۔ صدمہ لگا

ہے ماما بابا کو۔ کہتے ساتھ ہی زری نے اسکے سینے پر سر رکھا

عمیر نہیں رہا؟ عامر نے عجیب سے انداز میں کہا

وہ اور زور سے اسکے سینے سے لگ کر رونے لگی اور انکا بیٹا عمر سیمہ کے پاس تھا وہ

خود کو نہیں سنبھال سکتی تھی تو بیٹے کو کیا سنبھالتی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels | چھاپے ہوئے ناولز | اس سے پوچھا

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ اندر آئی سی یو میں ہیں۔ انکی حا۔۔۔ حالت بھی بہت کریٹیکل ہے۔

ڈاکٹر نے کہا کہ آپ دعا کریں۔ اس نے بچوں کی طرح بلکتے ہوئے کہا

تم دعا کرو نہ ان کے لیے وہ ٹھیک ہو جائیں گے اور ماما کہاں ہیں؟ عامر نے زری

کو کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا اور اس سے کہا

وہ بھی بے ہوش ہو گئی تھی لیکن ابھی وہ دوائیوں کے زیر اثر سو رہی ہیں۔ زری

نے روتے ہوئے کہا

ہممم ٹھیک ہے۔ یہ کہہ کر اس نے زری کو بیٹھایا اور خود نورے کے پاس چلا گیا
جو ایک ہی پوزیشن میں کھڑی تھی۔

بیٹا؟ اس نے نورے کو ایک بار پھر آواز دی لیکن وہ پھر بھی نہیں مڑی

نورے میری جان؟! میری طرف دیکھو۔ عامر نے کہتے ساتھ ہی اسے اپنی

طرف گھمایا

کسی اپنے کا لمس پا کر وہ بکھرتی چلی گئی اور عامر، زری اور سیمما کو اسے سنبھلانا اور

بھی مشکل ہو گیا

مزید کچھ دیر بعد ڈاکڑ آئی سی یو سے باہر نکلے اور جو خبر انھیں سنائی اسے سن کر

جیسے انکی دنیا ہی لٹ چکی ہو۔

آئی ایم سوری ہم انھیں نہیں بچا سکے۔ دل کا دورہ ہی اتنا شدید تھا کہ وہ جانبر نہ

ہو سکے۔ ڈاکڑ نے بات مکمل کر کے عامر کے کندھے ہر ہاتھ رکھا اور وہاں سے

لیکن یہ بات اسکے ذہن میں آگئی تھی یا یوں کہہ لیں کہ ایسا کون سا ضروری کام تھا کہ اسے ایک فون کال تک نہیں کیا، کال تو چھوڑوا ایک ٹیکسٹ بھی نہیں کیا۔ کیا وہ اسے بھول گیا ہے؟ کیا وہ سب محض اس کا وقت گزاری تھا؟ یہ باتیں اسے سوچنے پر مجبور کرتی تھی۔

خیر وقت کا کام ہے گزرنا وہ تھوڑا اور گزرا۔ آج وہ یونی اپنا آخری پیپر دینے آئی تھی۔ اسکے بعد اس نے کچھ کرنا تھا یا نہیں لیکن ابھی وہ فلحال گھر جا کر ماما سے باتیں کر کے آرام کرنا چاہتی تھی۔ دانی کی بھی شادی ہو چکی تھی اس سارے عرصے میں اور روحی نے جا ب کر نی بھی شروع کر دی تھی۔

نورے ان سب سے کٹ کر رہ گئی۔ دانی تو شوہر کے ساتھ ابرو ڈھلی گئی جبکہ سنی کا سسرال بھی آوٹ آف سٹی تھا۔ ان دونوں سے وہ کبھی بات کر لیتی لیکن روحی نے اس سے بات کرنی تقریباً چھوڑ دی تھی۔

وہ جب اسے کال کرتی تو ادھر ادھر کی بات کی سوا کچھ نہیں بتاتی تھی اور نورے نے بھی اسکے رویے کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔ وہ پوچھتی بھی کیوں؟ اس کا ذہن

تو بس اپنی الجھنوں میں گھرا تھا۔ وہ ہر وقت روبیل کو سوچتی۔ اسکے بارے میں من میں آئے سوالوں کے جواب ڈھونڈھنے لگتی لیکن دل و دماغ کی جنگ میں وہ پھنس جاتی اور پھر تھک ہار کر سوچوں کو جھٹک دیتی۔ ایسے میں اسے روبیل کے سوا کسی بات کو اہمیت دینا بھول چکا تھا۔ کون کیا کرتا ہے؟ کیا نہیں وہ سب اس نے چھوڑ دیا تھا۔

ابھی بھی وہ امی کے کمرے کی طرف جا رہی تھی کہ اسے کانچ کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔ وہ فوراً کمرے کی طرف بڑھی اور سامنے دیکھا تو اسکی امی سینے پر ہاتھ رکھے ٹیبل کی طرف ہی گری تھیں

مما ااا۔۔ بھائی بھابھی جلدی آئیں۔ دیکھے ممما کو کیا ہوا۔ نروے نے انھیں آوازیں دیکر شمینہ بیگم کا گال تھپتھپایا

مما اٹھیں نہ۔ پلیزز ممما اٹھیں نہ۔ آپکو بابا اور بھائی کی قسم ہے اٹھیں پلیزز۔۔ وہ شمینہ بیگم کے بے جان ہوتے وجود کو جنھجھوڑ رہی تھی

کیا ہوا ممما کو بیٹا؟ عامر نے دیکھا اور پھر پھرتی سے اسکی مدد سے ممما کو اٹھایا اور

باہر ڈرائیور کو آواز دی۔

وہ لوگ انہیں جلدی سے ہسپتال لیکر چلے گئے لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

آج انکی جان سے پیاری ماں بھی انہیں چھوڑ کر اپنے شوہر اور بیٹے کے پاس چلی گئیں۔

وہ میت کے سامنے بالکل خاموش ہو کر بیٹھی تھی۔ نہ رو رہی تھی اور نہ کچھ کہہ رہی تھی۔ بس خاموشی سے اپنی ماں کا پر سکون چہرہ دیکھ رہی تھی۔

سب عورتیں اس کے پاس بیٹھی رو رہی تھیں اور ایک وہ تھی تو ان سب سے بیگانہ اپنی ماں کو دیکھے جا رہی تھی۔ ماں بھی ایسی جو اسے ہمیشہ پھولوں کی طرح رکھتی۔ اسکی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو بھرپور طریقے سے سیلیبریٹ کرتیں۔ وہ اب خاموش ہو چکی تھیں اور اسے اللہ کے بعد اپنے عامر کے حوالے کر کے چلی گئی تھیں۔

جب میت کو اٹھانے لوگ آگئے تب وہ خاموش تھی۔ محلے کی کچھ عورتوں نے

اس سے کہا کہ وہ روئے لیکن وہ خاموش تھی۔ ایسی خاموشی اسکے اندر بھی بھر گئی تھی۔

جب جنازہ اٹھنے لگا تو یکدم سے اس نے ماں کے چہرے کو چوما اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا جیسے وہ نورے کے چہرے کو چوم کر اسکے سر ہاتھ پھیرا کرتی تھیں۔

مما جانی!!! آپ وہاں جا کر اپنی بیٹی کے لیے دعا کرنا کہ وہ بھی آپ کے پاس جلد ہی آجائے۔ میں آپ سے ناراض نہیں ہوں لیکن اس بات پر ناراض ہو جاؤ گی کہ آپ نے میرے لیے دعا نہیں کی۔ آپ میرے لیے دعائیں گیں نہ ممما؟ اس نے ایسی درد بھری آواز میں کہا کہ وہاں موجود لوگوں کا دل کٹ کر رہ گیا

مما بولیں نہ۔ وہ دیوانہ وار ان سے پوچھ رہی تھی لیکن وہاں خاموشی کے سوا کچھ نہیں تھا۔

سب لوگوں ایک بار پھر سے رونے لگے کیونکہ وہ اس انداز سے بول رہی تھی کہ لوگوں کے دل ناچاہتے ہوئے بھی خون کے آنسو رونے لگتے۔

بہت مشکل سے جنازہ اٹھایا گیا اور وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئی۔ بہت خاموش
 کہ اس پر ایسا گمان ہوتا تھا کہ وہ کبھی بولی ہی نہیں۔ بابا اور بھائی کے بعد ماما بھی
 چھوڑ کر چلی گئی۔ اس کے لیے ابھی ایک غم کم نہیں تھا کہ اوپر سے دوسرا بھی
 ٹوٹ پڑا۔

وہ روزانہ نماز پڑھنے کے بعد گھنٹوں اپنے رب سے مخاطب ہوتی اور اپنے دل کا
 حال ان کے سامنے بیان کرتی۔ اس طرح اس کا غم تھوڑا کم ہو جاتا۔ لیکن ایک
 کھسک باقی رہ گئی تھی کہ وہ ملنے آجائے اسے تسلی کے دو لفظ ہی بول دے لیکن
 وہ باہر سے ہی واپس چلا گیا تھا البتہ دادا اور شیری اسکے ساتھ کچھ دیر تک بیٹھے
 تھے۔ وہ بھی چلے گئے تھے لیکن وہ پھر بھی نہیں آیا تھا۔

وقت گزرتا چلا گیا اور آج اس کے ماں باپ اور بھائی کو گزرے ایک سال
 ہونے کو آیا تھا۔ ان کی برسی کے موقع پر روبیل بھی آیا تھا۔ نورے تو بالکل
 سنجیدہ ہو کر رہ گئی تھی۔ زیادہ بات بھی نہیں کرتی تھی اب اور اسکی شوخی اور

چلبلا پن بھی ختم ہو چکا تھا۔ روہیل نے اس سے بات کی تو اس نے صرف ہوں
ہاں میں جواب دیا جو روہیل نے کافی محسوس کیا لیکن بولا کچھ نہیں۔

وہ روہیل کے جانے کے بعد کافی دیر تک روتی رہی کیونکہ جب اسے اسکی
ضرورت تھی تب تو وہ آیا نہیں آج ایک سال بعد برسی کے موقع پر آیا اور وہ
بھی اسکا حال چال پوچھا اور واپس چلا گیا۔

یا اللہ!!! یا میرے مالک!!! یا میرے مولا۔۔۔۔ آپ تو سب جانتے ہیں
نہ۔۔۔۔ پلیزززز مجھ سے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے تو معاف فرما دے میرے
مالک!!! معاف فرمادیں۔ مجھ۔۔۔۔ مجھے سم۔۔۔۔ سمجھ نہیں آتی کہ وہ ایسے

کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ۔۔۔۔ اب۔۔۔۔ ابھی تو ہماری شادی نہیں ہوئی نہ
تو وہ ایس۔۔۔۔ ایسا برتاؤ کر۔۔۔۔ کر رہے ہیں۔ اللہ مجھے ہمت دے۔۔۔۔ میں
بہت گناہگار بندی ہوں پلیزززز مجھے معاف فرمادیں۔ دل کا بوجھ اللہ کے
سامنے بول دینے سے کم ہو جاتا ہے اس لیے وہ بھی اللہ کے سامنے اپنا دل ہلکا
کر لیتی۔

وہ دوبارہ منہ ہاتھ دھو کر آئی تو اسے بھا بھی نے ناشتے کے لیے بلایا۔ وہ ٹھیک ہے کہہ کر ان کے ساتھ چلی گئی۔

بیٹا۔ آپ کا آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ اسکے ناشتے کے درمیان عامر نے پوچھا

بھائی وہ مجھے بابا کا بزنس سنبھالنا ہے۔ اس نے تھوڑی سی جھجک کے ساتھ کہا

بابا جانی کا بزنس؟ بیٹا آپ کیسے؟ میرا مطلب ہے آپ نے تو آرٹ اینڈ ڈیزائن

پڑھا ہے نہ اور ٹکیسٹائل ڈیزائننگ۔ عامر نے کچھ الجھتے ہوئے پوچھا

بھائی پلیز زرز۔۔ میں یہ کرنا چاہتی ہوں اگر کچھ غلط ہو تو میں خود یہ سب چھوڑ

دوں گی۔ اس نے اٹل لہجے میں بات ختم کی

آر یو شیور؟ عامر نے گویا چیلنجنگ انداز میں کہا مقصد اس کا انداز دیکھنا تھا کہ آیا

وہ سنجیدہ ہے بھی یا نہیں

آئی ایم شیور بھائی۔ اس نے مسکرا کر عامر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

جواب دیا

جیسے ہماری گڑیا چاہے ویسا ہی ہو گا۔ اب کہ عامر نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا
تھینکس بھائی۔ اس نے جو ابا اسکے گال چومے

ارے ارے میری بھابھی۔ آپ بھی آئیں۔ اس نے زری کے گال بھی
چومے اور عمر کو اپنی گود میں بیٹھ کر کھلانے لگی

اسکے بھائی بھابھی اسکی طرف سے مطمئن ہو کر اپنا ناشتہ کرنے لگے کیونکہ بہت
کوششوں کے بعد ہی وہ نارمل ہوئی تھی اور ان دونوں نے اسکا خوب خیال رکھا
تھا اور اب بھی خوش تھے کیونکہ انکی گڑیا اب پھر سے ان کے درمیان پہلی کی
طرح اٹھنے بیٹھنے لگی ہے کیونکہ ماما، بابا اور عمیر کے جانے کے بعد وہ کمرے تک
ہی محدود ہو کر رہ گئی تھی۔

بھابھی آپکا فون۔ نورے نے زری کو آواز دیکر متوجہ کیا

ہاں دو۔ زری نے اسکے ہاتھ سے لیکر کان سے لگایا

اسلام علیکم!!! زری نے کان سے لگا کر سلام کیا

و علیکم اسلام!!! بیٹا میں رو بیل کا دادا فائض ملک بات کر رہا ہوں۔ دوسری طرف بھاری رعب دار آواز سے جواب دیا گیا

جی جی دادا جی بولیں۔ اس وقت کال کی خیریت؟ زری بھی دادا کے کہنے پر ہی انھیں دادا ہی پکارتی تھی۔

ہاں بیٹا بات ہی کچھ ایسی ہے۔ آپ فری ہو تو بات کروا سکتی ہے ہماری عامر سے۔ فائض ملک نے استفسار کیا

ہاں ہاں ابھی بات کروا لیتی ہوں آپکی۔ زری نے جلدی سے کہہ کر عامر کو اشارہ کیا

جی اسلام علیکم!!! عامر نے فون کان سے لگا کر کہا

و علیکم اسلام بیٹا کیسے ہو؟ نورے بیٹی کیسی ہے؟ فائض ملک نے بے پناہ پیار لہجے میں سموائے اس سے پوچھا

الحمد للہ!!! سب ٹھیک ٹھاک۔ آپ بتائیں۔ عامر نے بھی احتراماً پوچھا

اللہ حافظ۔ عامر نے کہہ کر کال بند کر دی

کیا کہہ رہے تھے دادا؟ زری نے اسکے کال بند کرتے ہوئے پوچھا

وہ ہماری بیٹی کی شادی کی تاریخ لینے آرہے ہیں۔ عامر نے خوشی سے نم ہوتی

آنکھوں سمیت کہا

واقعی؟ زری نے حیران ہوتے ہوئے کہا

ارے ہاں بھئی۔ اس لیے تو کال کی تھی انھوں نے اور وہ آج ہی آرہے ہیں۔

عامر نے خوشی سے کہا

کون آرہا ہے بھائی؟ نورے نے آخری بات سن لی تھی اس لیے پوچھا

بیٹا آپکے سسرال والے آرہے ہیں شادی کی تاریخ لینے۔ عامر نے اسکے

کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے قریب کرتے ہوئے نم لہجے میں کہا

وہ کچھ کہنے سے پہلے ہی شرما کر بھاگ گئی۔ پیچھے سے بھائی بھائی دونوں کا قہقہہ

بلند ہوا اور اسکی سدا خوش رہنے کی دعا کی لیکن کون جانے کونسی دعا جلدی قبول

ہونی ہے اور کونسی دیر سے؟

فائض ملک بھی آچکے تھے انکے گھر اور اس طرح دو مہینوں بعد شادی کی تاریخ رکھی گئی اور ان دو مہینوں میں ان دونوں کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی۔ البتہ نورے نے آفس سنبھال لیا تھا اور وہ باقاعدہ آفس جانے لگی۔ اسے یہ بات بھی بعد میں پتہ چلی کہ ٹیکسٹا تک ملازمت کے نام ہیں اس لیے اب وہ اور بھی محنت کر رہی تھی اسے اونچائیوں تک پہنچانے کی اور وہ کسی حد تک کامیابی سے آگے بڑھ رہی تھی۔

نورے چلو!! شاباش تیار ہو جاو۔ زری نے کمرے میں آکر اسے اطلاع دی

وہ جو آفس کے کام میں بڑی تھی چونک کر اسے دیکھنے لگی

ارے بھئی روبیل آرہے ہیں۔ شادی کی شاپنگ کرنی ہے تو وہ تمہیں بھی

ساتھ لے جانا چاہتا ہے تو اس لیے بی ریڈی کو ٹیک!!! زری نے کہہ کر جلدی

سے اسکے کپڑے نکالے

بھا بھییسی !!! اس نے زور سے اسکا نام پکارا مقصد اس سے نہ جانے کا کہنا تھا
 نہ نہ بیٹا اب یہ مت کہنا کہ نہیں جانا ورنہ تمہارے بھائی آجائیں گے تمہیں لینے
 اور پھر وہی ڈراپ کر دینگے جہاں روہیل ہونگے۔ زری نے جیسے اسکے سر پر بم
 پھوڑا

کیا ایا؟؟؟ بھائی بھی ان کے ساتھ مل گئے؟ نورے نے چیخ مار کر کہا
 ہاں جی بلکل۔ اسکے چیخنے کے برعکس زری نے سکون سے جواب دیا
 اب جاو شاہاں تیار ہو کر آو۔ جلدی سے جاو۔ روہیل تھوڑی دیر تک آجائنگے۔
 زری نے اسکا کھلتا منہ دیکھ کر اس سے کہا اور واشر روم میں دھکیلا
 بیس منٹ بعد وہ واپس آئی تو اس نے ڈارک گرین گھٹنوں تک آتی شرٹ اور
 اسکے ساتھ ہم رنگ کھلے پانچوں والے ٹراؤزر پہنے، ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے
 سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔ اس نے بالوں کو چھوٹے سے کیچر میں
 قید کیا اور ہونٹوں پر ہلکی سی مہرون کلر لپ سٹک لگائی اور دوپٹہ اچھے سے سر پر

جمالیہ اور باہر نکل گئی۔

لاونج میں آتے ہی اسکی نظر روبیل پر پڑی اور وہی سیڑھیوں میں روک کر اسے دیکھنے لگی۔ سرمئی رنگ کے کپڑے پہنے، آستینوں کو بازوؤں تک فولڈ کیئے وہ بھرپور مردانہ وجاہت لیئے اسکے سامنے تھا۔

دیکھتی رہنا ساری عمر پھر۔ اب تو تمہارا ہی ہے، لیکن اب چلو دیر ہو رہی ہے۔ زری کی سرگوشی میں کی گئی بات اسے ہوش کی دنیا میں واپس لائی۔

ہا۔۔ ہاں چلیں۔ اس نے کہہ کر جلدی سے سیڑھیوں اتری

اسلام علیکم۔ لاونج میں آتے ہی اس نے سلام کیا

وعلیکم سلام۔ اس نے ایک نظر اسے دیکھ کر جواب دیا

کیسے ہیں آپ؟ نورے نے دھیمی آواز میں پوچھا

چلیں۔ دیر ہو رہی ہے۔ اس نے کھڑے ہو کر بنا اسکی بات کا جواب دیئے اس

سے کہا

کھڑوس۔ وہ خود سے بڑ بڑائی

جی آپ چلیں میں آتی ہوں۔ نورے نے کہا اور بھا بھی کو آواز دی کہ وہ جارہی

ہے

گاڑی میں بھی خاموش تھی۔ دونوں کی خاموشی کو روبیل کی آواز نے تھوڑا

اس رشتے سے خوش ہو؟ روبیل نے عجیب سے لہجے میں پوچھا

جی؟؟ اس نے حیران ہو کر پوچھا

کیوں بہت مشکل سوال کیا ہے جو اتنا حیران ہو رہی ہو؟ روبیل نے نظریں اس

کے چہرے پر گاڑھ کر کہا

نہیں وہ میرا مطلب ہے کہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ایسا؟ نورے نے نظریں

جھکا کر کہا

جتنا پوچھا جائے اسکا جواب دیا کرو۔ مجھے سخت زہر لگتی ہیں وہ لڑکیاں جو سوال

کے بدلے سوال کرتی ہیں۔ روبیل نے غرا کر اسکے کان کے پاس آ کر کہا

میں نے ایسا کیا کہا؟ نورے خود سے بڑ بڑائی

جواب دو۔ روبیل نے دوبارہ گرجدار آواز میں کہا

جی جی ہاں۔ نورے نے ڈرتے ڈرتے کہا

ہمم۔ روبیل نے ہنکار بھرا اور خاموش ہو گیا جبکہ نورے کو یقین ہی نہیں آ رہا

تھا کہ یہ وہی شخص ہے جو محبت سے بات کرتا تھا۔ اب یہ کیسے بات کر رہا ہے۔

یہ سوچ کر اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

آجا اب یا یہی رونے کا شغل فرمانا ہے؟ روبیل نے اسکی طرف جھک کر کہا

ہاں چلتے ہیں۔ نورے نے جلدی سے آنسو پونچ لیئے

اب وہ مال میں ہر دکان میں داخل ہو رہے تھے۔ لیکن روبیل نے اس سے کہا

تھا کہ وہ اسکی پسند سے اسکے لیئے ڈریسز لے گا جس پر نورے نے کچھ نہیں کہا کہ

موبادہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔ اس لیئے اب تک روبیل کو کوئی ڈریس پسند نہیں

آیا تھا اور وہ تقریباً پورا مال گھوم چکے تھے۔

پرفیکٹ۔ یہ آپ پیک کر دیں۔ روئیل نے ایک دکان میں داخل ہو کر ڈھیر
ساری ڈریسز میں سے ایک ڈریس کو دیکھ کر اسے پیک کرنے کو کہا
اور یہ بھی۔ روئیل نے اسے دوسرا ڈریس دیا تو نورے آنکھیں پھاڑے اسے
اور ڈریس کو باری باری دیکھ رہی تھی

ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ روئیل نے آئسبر واچا کر کہا

یہ آپ نے ساڑھی لی ہے؟ نورے اسی حیرانگی کے ساتھ پوچھا

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels | Afsana | A...
ہاں۔ روئیل نے عام سے انداز میں کہا

لیکن میں نے تو کبھی ساڑھی نہیں پہنی۔ نورے تھوڑے افسردہ ہوتے ہوئے
کہا

ضروری ہے کہ ہر کام شادی سے پہلے کر لو یا پھر ہر چیز کا استعمال شادی سے پہلے

کرنا ضروری ہے۔؟ روئیل نے دانت پیس کر اس سے پوچھا

نہیں لیکن میں کیسے؟ نورے کی سوئی اب بھی وہی اٹکی ہوئی تھی۔

میں ہیپ کر دو ننگا تمھاری۔ روبیل نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا

کسی چیز میں؟ نورے کے منہ سے بے اختیار پھسلا

ساڑھی پہنانے میں۔ روبیل نے اسکے نزدیک ہو کر اسکے کان میں سرگوشی کی

اور اپنی مسکراہٹ دبانے لگا جس کی وجہ سے اسکا ڈمپل نمایاں ہوا

نورے پھر سے بہکنے لگی اسکے ڈمپل کو دیکھ کر لیکن اس بار سختی سے اپنے آپکو

ڈپٹا اور پھر اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا لیکن ایک بات پر وہ فخر محسوس کر رہی

تھی کہ روبیل کی آنکھوں میں صرف اسے اپنا عکس دیکھائی دیا تھا۔

میں نے دیکھا ہے اسکی آنکھوں میں

صرف اپنا ہی عکس نظر آیا ہے مجھے

(ازنا پروین فاطمی)

وہ دونوں مال سے نکلے تو روبیل نے کہا کہ وہ دونوں لپچ کر کے ہی گھر جائیں گے۔ اس لیے وہ دونوں فوڈ کورٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ویسے تم نے بتایا نہیں کہ۔۔ روبیل نے دانستہ بات چھوڑ دی

جی کیا نہیں بتایا؟ نورے نے اسکی طرف متوجہ ہو کر پوچھا

کہ میں ہیلپ کر دوں گا تمھاری ساڑھی باندھنے اور پہننے میں۔ روبیل نے پھر مسکراہٹ دبا کر مصنوعی سنجیدگی سے کہا

کیا؟؟؟ نہیں نہیں۔ نورے کا شرم کے مارے سر ہی جھک گیا اور چہرہ

انگارے کی مانند دہکنے لگا

کیوں؟ تم کیسے باندھوں گی تمھیں تو طریقہ بھی نہیں آتا نہ؟ روبیل مسلسل

اسے زچ کرنے پر تلا ہوا تھا اور اسکے چہرے پر شرم و حیا کے رنگ دیکھ کر وہ اور

خوش ہو رہا تھا اور اسکی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا

کر لیں۔ نورے جو سمجھی تھی کہ وہ نہیں کرے گا اس کی اگلی حرکت پر اسکا دل
چاہا کہ وہ کچھ روئیل کے سر پر دے مارے

ہیلو! روحی کیسی ہو؟ کہاں ہو اس وقت؟ روئیل نے کال بھی کر لی تھی

روحی؟ نورے روحی کے نام پر ٹھٹھکی لیکن دنیا میں ایک نام کے ہزاروں لوگ

ہوتے ہیں سوچ کر اپنی سوچیں جھٹک دیں اور سارا دھیان فون کی جانب

مبذول کر لیا

ہاں نورے روحی آرہی ہے۔ روئیل نے سنجیدگی سے کہا لیکن اس کی آنکھوں

میں شرارت واضح تھی

واٹ؟؟ کیا؟؟ کیوں؟؟ آنے دیں اسے زرا۔ منہ نوچ لونگی اسکا میں۔

سیکیٹری ہے تو وہی رہے اپنی اوقات میں اور آپ کے ساتھ یا آس پاس نہ

بھٹکے ورنہ میں اسکا حشر کر دوں گی اور ساتھ میں آپکا بھی۔ نورے میں پتہ نہیں

اتنی ہمت کہاں سے آگئی تھی کہ اسے غصہ آگیا اور وہ جو اس نے بولا اسے خود

بھی اندازہ نہیں تھا اسکے بارے میں

روہیل تو اسکی پوزیسو نیس دیکھ کر ہی دھنگ رہ گیا تھا اس نے سنا تھا کہ لڑکیاں
اپنے پیار کے لیے بہت پوزیسو ہوتی ہیں لیکن آج اس نے دیکھ بھی لیا
تو اسے میں ورائنگ سمجھوں؟ روہیل اب بھی سنجیدہ نہیں لگ رہا تھا
ہاں بلکل۔ نورے نے اسی انداز میں جواب دیا

اچھا یار موڈ خراب نہ کرو میں مزاق کر رہا تھا۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ چلو شہاباش
چیڑاپ مائی لو۔ روہیل نے اسکے گال پر ہاتھ رکھ کر پچکارتے کہا
نورے اسکے منہ سے نکلے گئے الفاظ سن کر ہی پرسکون ہو گئی اور مسکرانے لگی
ڈٹیس مائی گرل۔ روہیل نے اسکی مسکراہٹ دیکھ کر کہا

یس اونلی یورس۔ نورے نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا دبایا
اسی طرح خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا اور دونوں گھر کی طرف چل روانہ
ہو گئے۔ گاڑی میں دونوں باتیں کرتے رہے اور باتوں باتوں میں نورے کا گھر
آگیا

نورے؟ جب نورے اترنے لگی تب روبیل نے گھمبیر لہجے میں اسکا نام پکارا

جی۔ نورے نے پلٹ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

تم ہمیشہ اسی طرح رہنا میرے ساتھ۔ کبھی مجھے چھوڑ کر نہیں جانا۔ اس نے کہتے ساتھ ہی نورے کو خود میں سختی سے بھینچ لیا اور اسکا سر اپنے سینے پر رکھا

میں ہمیشہ اسی طرح رہوں گی اور کبھی بھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی کیونکہ

میں نورے روبیل ملک اپنے شوہر روبیل ملک سے بے پناہ محبت اور اس پر خود

سے زیادہ یقین رکھتی ہے۔ نورے نے مضبوط لہجے میں کہا

تھینکس۔ روبیل نے کہہ کر اسکے بالوں پر بوسہ دیا

اب میں جاؤں؟ نورے نے اسکے سینے سے سراٹھا کر کہا

ہاں جاؤ۔ روبیل نے کہہ کر دوبارہ اسے خود میں بھینچا اسے لگ رہا تھا کہ اسکی

نورے اس سے کوئی لے جائے گا۔

کیا کوئی بات ہے روبیل؟ سب ٹھیک ہے؟ نورے نے اس کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر پوچھا

ہا۔۔ ہاں سب ٹھیک ہے۔ تم جاو۔ روئیل نے کہہ کر گاڑی کا دروازہ کھولا

وہ کندھے اچکا کر باہر آگئی

اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔ روئیل نے کہہ کر سن گلا سسز چڑھائے

آپ بھی۔ اللہ حافظ۔ نورے نے کہہ کر گھر کی طرف رخ کیا

وہ تب تک کھڑا رہا جب تک وہ اندر نہیں گئی تھی جب وہ چلی گئی تو روئیل نے

بھی اپنی گھر کی راہ لی۔

گھر آکر وہ عجیب سے کشمکش میں مبتلا ہوا کیونکہ پچھلے ایک سال میں جو ہوا تھا وہ

سب پھر سے اسکے سامنے آگیا تھا۔ وہ سب یاد آنے لگا تھا۔ ایک طرف محبت

تھی تو دوسری طرف اپنی غلطی کے ازالے کے لیے اٹھایا گیا قدم۔

کیسے وہ نورے کو بتائے گا؟ کیسے وہ یہ سب برداشت کرے گی؟ اسکی محبت اور اعتبار

کے لائق ہوں میں کہ نہیں؟ اسکی پوزیشنیں؟ اسکا یقین؟ یہ سب بتانے سے

کیا اسکی محبت ختم ہو جائیگی؟ کیا اسکا مجھ پر اعتبار ختم ہو جائے گا؟ کیا وہ میرے ساتھ رہ لے گی ساری زندگی؟ اس نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور سوچوں کو جھٹک کر واشروم میں گھس گیا

دوسری طرف نورے نے دانی اور سنی کو کال کر کے سب بتا دیا اور انھیں روبیل کے چوائس سے بھی آگاہ کر دیا جس پر کافی دیر وہ دونوں نورے کو چھیڑتی رہی۔ اسی طرح کافی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ ان دونوں سے اجازت لیکر ہی اب وہ عمر کے ساتھ کھیل رہی تھی ساتھ میں خود اور اسے بھی کھلا رہی تھی۔

کھانے کے بعد وہ اسے سلا کر بھا بھیجے کے روم کی جانب بڑھی اور عمر کو کاٹ میں لٹایا اور اپنے روم کی جانب بڑھ گئی۔ اسے ماما، بابا اور عمیر بہت یاد آ رہے تھے۔ شادی کے موقع پر ہر لڑکی کو ماں باپ کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر وہ حیات نہ ہوں تب ان کی بہت یاد آتی ہے۔ یا اللہ ہم سب کے والدین کو لمبی زندگی عطا فرما۔ آمین

وہ بھی نماز اور نوافل پڑھ کر اب سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ ابھی وہ سونے لگی تھی کہ اس کا فون بجنے لگا۔ نام دیکھ کر اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی اسلام علیکم!!! کیسے ہیں آپ؟ خیریت اس وقت کال کی؟ سب ٹھیک تو ہے نہ؟ نورے نے کال ریسیو کرتے ہی سوالات کی بوچھاڑ کر دی

و علیکم اسلام۔ ہاں میں ٹھیک ہوں۔ لڑکی اتنے سوالات ایک ہی سانس میں۔ تھوڑا صبر رکھو یا۔ روبیل نے اسکے اتنے ڈھیر سارے سوالات پر چوٹ کرتے ہوئے کہا

ہا ہا ہا۔ خیر آپ بتائیں کال کیوں کی؟ وہ بھی نورے تھی کیسی ہارمانتی

ہاں وہ۔ ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ اس کے دادا نے اسے آواز دی۔ وہ جو اس سے بات کرنے کی ہمت کر کے کال کی تھی عین موقع پر دادا نے آواز دیکر وہ ہمت بھی ختم کر دی۔

آپ دادا کی بات سن لیں۔ بات پھر کبھی کر لیں گے۔ اللہ حافظ روبیل۔

نورے نے کہہ کر اس سے اجازت چاہی

تھینکس یار۔ لویو۔ اللہ حافظ۔ روبیل نے ایک جذب کے عالم میں کہا اور کال

بند کر دی اور دوسری طرف نورے نے فون پر اپنے ہونٹ رکھے اور اسے

سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

محبت فرض ہے فرضی نہیں

سراسر مرض ہے مرضی نہیں



انفہ یہ بات میں اسے کیسے بتاؤں؟ کیسے؟ روبیل ابھی دادا سے ہو کر اپنے روم

میں آیا تھا اور مسلسل سوچے جا رہا تھا اس بارے میں لیکن کوئی صورت سمجھ ہی

نہیں آرہی تھی کہ کیسے بتائے اسے۔ پہلے ہی وہ بہت ہمت کر کے اسکے سامنے

پر سکون تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنی وجہ سے اسے کوئی تکلیف دے۔

وہ پہلے ہی اپنوں کے غم کی وجہ ٹوٹ چکی ہے مزید اپنے رویے سے میں اسے پریشان نہیں کر سکتا۔ یہ خیال آتے ہی وہ بات نہ بتانے کا ارادہ کر کے اس کے ساتھ ملکر شادی کے سارے فنکشن انجوائے کرنا چاہتا تھا اور اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اسے پھر کسی اچھے موقع پر بتادے گا۔

لیکن کون جانے یہ اچھا موقع اسکی زندگی میں آتا بھی ہے یا نہیں؟ اسکی نورے اسکی رہے گی بھی یا نہیں؟ خوشیوں کو تو پہلے ہی کسی کی نظر لگ چکی تھی؛ اب اس وقت کے آنے کا انتظار تھا۔ کب یہ وقت آئے گا اور کب ان کی زندگی میں طوفان برپا کریگا اور یہ طوفان اپنے ساتھ کیا کیا اس سے چھین کر لے جائے گا؟ یہ آنے والا وقت اسکے لیے خوشیاں لائے گا بھی یا نہیں؟ سب کچھ اسکا ہو کر بھی اسکا رہے گا یا پھر بہت پاس ہو کر بھی بہت دور ہوگا؟ ایک بات / سچ / حقیقت کے نہ بتانے سے کیا کیا طوفان اٹھیں گے اس کا اندازہ خود بھی نہیں تھا۔ یہ سب اسے آنے والے وقت نے بتانا تھا۔

ہے عجب مزاج کا وہ شخص، کبھی ہم نفس کبھی اجنبی
کبھی چاند اس نے کہا مجھے، کبھی آسمان سے گرا دیا

(از جون ایلیاء)



ارے ارے واہ یار!!!! کتنے خوبصورت الفاظ میں تم نے روبیل بھائی کو

بیان کیا ہے۔ دانی نے اسے سراہتے ہوئے کہا

شکریہ آپ کا۔ اس نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا اور دونوں ملکر ہنسنے

لگیں

خدا تمھاری ہنسی سدا جوان رکھے۔ آمین سنی نے اسکے گردن کے گرد ہاتھ
حائل کرتے ہوئے کہا

تمہ آمین۔ دانی نے بھی اسے پیچھے سے ہگ کرتے ہوئے کہا

ارے سنی بیٹھو نہ یار تمھارے لیے اتنا کھڑا ہونا سہی نہیں ہے یار اور یہ روحی
کیوں نہیں آئی اب تک؟ نورے نے اٹھ کر اسے بیٹھایا اور ساتھ ہی روحی کے
متعلق پوچھا

آجائگی یار وہ۔ بددماغ لڑکی اور تم بھی بیٹھ جاو۔ دلہنیں ایسی تو نہیں ہوتیں نہ۔
بے فکر ہو جاو اس کی ٹینشن نہیں لینی تم نے اوکے؟ دانی نے اسکے سر پر پھولوں

کی ماتھاپٹی لگا کر اس سے کہا

او کے۔ ویسے سنی بے بی کب آنے والا ہے؟ نورے نے سنی سے پوچھا

دو مہینے بعد۔ انشاء اللہ۔ اس نے نم آنکھوں سے کہا۔ ماں بننا ایک عجیب احساس پیدا کر دیتا ہے عورت میں۔ بلکہ یوں کہنا بہتر ہوتا ہے کہ ماں کے رتبے پر فائز ہونے کے بعد عورت مکمل ہو جاتی ہے۔ وہ بھی مکمل ہونے جا رہی تھی۔

انشاء اللہ۔ تینوں ایک بار پھر ایک دوسرے کے گلے لگیں اور نورے پھوٹ

پھوٹ کر رودی

جب اس کا دل ہلکا ہوا تو دانی اور سنی نے اسے جو س پلایا اور کچھ کھانا کو دیا کیونکہ وہ

صبح سے کبھی یہاں تو کبھی وہاں چکر لگا رہی تھی۔ نہ اسے کھانے کا کوئی ہوش تھا اور نہ پینے کا۔ اب بھی مہندی کا فنکشن شروع ہونے والا تھا اور اسے اپنا کوئی ہوش نہیں تھا۔ اس لیے دانی اور سنی زبردستی اسے جو س اور کچھ نہ کچھ کھلا رہی تھی۔

ارے ہمارے ہونے والے بے بی کو بھی کچھ کھلاؤ نہ یار۔ کب سے اسکی آنی کو کھلائے جا رہی ہو۔ شاباش منہ کھولو۔ نورے نے سیب کا ٹکڑا سنی کے منہ کی طرف کرتے ہوئے کہا

یار میں۔ ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ نورے نے اسکے منہ میں سیب کا ٹکڑا ڈال دیا

گڈ گرل۔ شاباش اور کھاو۔ نورے اسے کھلا رہی تھی جبکہ دانی دونوں کو دیکھ کر
ہنس رہی تھی

لڑکیوں تیار ہو گئیں؟ زری نے روم میں اینٹر ہوتے ہوئے کہا

ارے واہ ماشاء اللہ۔ ہماری گڑیا تو واقعی میں ایک گڑیا ہی لگ رہی ہے۔ زری نے
اسکی نظر اتارتے ہوئے کہا

اللہ تمہیں ہر بری نظر سے بچائے ہماری جان۔ آمین۔ زری نے کہہ کر اسکا ماتھا
چوما

تھینکس بھابھی۔ اس نے بھی بھابھی کے گال چومے

بھابھی وہ عمر کہاں ہے؟ اس نے خود پر آخری نظر ڈال کر زری سے پوچھا

یہاں ہے پھوپھو کا شہزادہ۔ زری سے پہلے دانی نے عمر کو گود میں اٹھاتے ہوئے

کہا

آجامیر اچھے۔ اس نے عمر کو دانی کی گود سے لیکر چٹا چٹ اسکے گال چومے۔ اسکا

لمس محسوس کر کے عمر کھلکھلا کر ہنس دیا

باجی وہ لوگ آگئے ہیں۔ سیمانے آکر اطلاع دی

اچھا آپ چلو۔ میں آتی ہوں۔ زری کہہ کر اسکے ساتھ روانہ ہو گئی جبکہ وہ تینوں

کمرے میں اکیلے رہ گئی

تھوڑی دیر بعد روحی بھی آگئی اور اس کے ساتھ مہندی کا فنکشن انجوائے کرنے

لگی

ابھی وہ چاروں بیٹھ کر باتیں کر رہی تھیں کہ لڑکے والے آگئے۔ روبیل کا نام سنتے ہی اس کا دل برق رفتاری سے دوڑنے لگا۔ ہلکا سا کیا گیا میک اپ اور ساتھ میں شرم و حیا کی لالی اس کے چہرے پر بکھیر کر اور بھی اسے جاذب نظر بنا رہی تھی۔

رویل بھی آج نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔ اسکی پرسنلیٹی کو اسکی ہلکی بیئر ڈاور بھی چار چاند لگا رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد نورے کو سیٹج کی طرف لیجا یا گیا۔ اسکی نظریں نورے کو ہی
 ڈھونڈھنے لگیں جیسے ہی اس کی نظر نورے پر پڑی تو وہی رک گئی نہ صرف
 اسکی نظر بلکہ اس کے لیے سارے سماں رک سا گیا۔

وہ زری، دانی، روحی اور سنی کے ساتھ ہی سرخ آنچل تلے آرہی تھی۔ اسکا ایک
 ایک قدم روئیل کی دل کی دھڑکنوں کو بڑھا رہا تھا۔ پیچ کلر شرارہ، شوکنگ
 پنک لونگ شرٹ اور ساتھ میں سلور کلر دوپٹہ جس کے کنارے پر ہیوی کام
 ہوا تھا۔ شرٹ بھی کافی ہیوی تھا۔ اسکا یہ کنٹراسٹ اسکے دودھیارنگ پر اور بھی
 چمک رہا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں چوڑیاں اور گجرے پہنے، کانوں میں پھولوں
 سے بنے ایئر رنگز ڈالے وہ کوئی اسپر ای ہی لگ رہی تھی۔

[OBJ]

بیٹا۔ تھوڑا صبر کر لے تیرے پاس ہی آرہی ہے۔ یوں گھورنا بند کر۔ شیرمی نے

اسے ٹوکا

وہ جو اسے گلکلی باندھ کر دیکھ رہا تھا شیر کی بات پر اسے گھورنے لگا۔

چل مجھے گھورنا بند کر اور دیکھ نورے کو تنگ نہیں کرنا۔ شیر کی نے مصنوعی

رعب سے کہا

میری مرضی۔ روبیل نے کچھ جتانے والے انداز میں کہا

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے میں چلتا ہوں اب۔ شیر کی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

جیسے ہی شیر کی اٹھا نورے کو لا کر اسکے ساتھ بیٹھایا گیا۔ دونوں ہی اس ماحول پر

چھائے ہوئے تھے۔

کیسی ہو؟ روئیل نے تھوڑا نزدیک ہو کر پوچھا
الحمد للہ۔ اس نے سر جھکا کر دھیمی آواز میں کہا

ویسے بہت پیاری لگ رہی ہو۔ روئیل نے کہہ کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور
اسے دیکھنے لگا



تھینکس۔ اس نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

اور میں کیسا لگ رہا ہوں؟ روئیل نے اس سے پوچھا جس پر نورے نے اسے
ایک نظر دیکھا جو کہ اس وقت کالے شلوار قمیض میں ہر لڑکی کے دل کو دھڑکا
رہا تھا اسکی بیوی نے ہی اسکی تیاری کو صرف اتنا کہا

[OBJ]

بس ٹھیک۔ وہ شرارت سے گویا ہوئی



ہاں۔ بس ٹھیک؟ سچ میں؟ اس نے صدمہ سے پوچھا

ہاں تو۔ جیسے لگ رہے ہیں ویسے ہی بتاؤنگی نہ۔ نورے نے کہہ کر سر جھکا لیا

کیونکہ وہ اپنا قہقہہ روکنے کے چکر ہلکان ہو رہی تھی

تمہیں تو میں اپنے کمرے میں بتاؤں گا کہ میں کیسا ہوں مسز روبیل ملک اور
کیسا لگتا ہوں۔ روبیل نے اس کے ہونٹوں پر مچلتی ہنسی دیکھ لی تھی اس لیے اسے

دھمکانا ضروری سمجھا

دیکھیں گے۔ نورے نے لٹ مار انداز میں کہا

اسی طرح نوک جھونک میں رسموں کا شور اٹھا۔ سب نے باری باری ان دونوں
مہندی لگائی۔ وہ بھی آئی اسے مہندی لگانے۔ جیسے ہی اس نے روبیل کو مہندی
لگانے کے لیے ہاتھ آگے کیا روبیل نے ہاتھ نامحسوس انداز میں اس طرح پیچھے
کیا کہ کسی کو نہ لگے کہ اس نے ہاتھ ہٹایا ہے۔ لیکن وہ پھر بھی بے شرموں کی
طرح اسکے ہاتھ پر مہندی لگانے لگی۔ زرا جو اسے احساس ہو کسی کی خوشیاں
چھیننے کے بعد کی ازیت کا۔

روبیل نے بہت ضبط سے اس کا یہاں ہونا برداشت کیا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ

وہ کھینچ کے دو تھپڑ لگائے اسے اور چلتا کرے اسے ہر اس جگہ سے جہاں وہ اور
نورے موجود ہوں۔ لیکن ہائے رے قسمت!!!!

اسی طرح مہندی کا فنکشن گزرا۔ لیٹ نائٹ تک جاگنے کی وجہ سے نورے کو
اب بھوک کا احساس ہو رہا تھا۔ دانی اور سنی بھی اس کے ساتھ اس کے کمرے
میں رہ رہی تھی۔



دانی سنونہ!! نورے نے بے چارگی سے دانی کو پکارا

ہاں بولونہ کیا ہوا؟ دانی نے اسکی طرف دیکھ کر کہا

مجھے بھوک لگ رہی ہے یار!!!! پیزا کھانے کو دل کر رہا ہے۔ نورے نے پیٹ

پر ہاتھ رکھ کر کہا

اففففف میں پتہ نہیں کیا کیا سمجھ بیٹھی؟ ابھی آڈر کرتے ہیں۔ دانی نے چٹکی بجا

کر کہا

پیزا کھانے کے بعد وہ لوگ سونے کے لیے لیٹ گئے کیونکہ ویسے بھی کافی
لیٹ ہو گیا تھا اور صبح بھی جلدی اٹھنا تھا اس لیے وہ لیٹ گئے۔

بارات کا دن؛

بارات کا دن آپہنچا۔ وہ تینوں جلدی ناشتہ کر کے پار لر چلی گئیں۔ بار بار آج
نورے کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔ اس خوبصورت موقع پر آج وہ خود کو مام،

بابا اور بھائی کی یاد کی قید سے چھڑوا نہیں سکی۔ بار بار بیوٹیشن اسے کہتی کہ وہ نہ روئے کیونکہ اسکے آنکھوں کا میک اپ خراب ہو جاتا۔

سنی اور دانی بھی اس کا درد محسوس کر رہی تھیں لیکن وہ دونوں بار بار وقت بھی دیکھ رہی تھیں کیونکہ انھیں عامر کی کالز بار بار آرہی تھی اور نورے کو رونے سے فرصت ہوتی تو میک اپ کروا لیتی نہ۔ خیر بڑی مشکلوں سے اس کا میک اپ فائنلائز ہو اور اب تینوں آرام سے بیٹھی گاڑی کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔

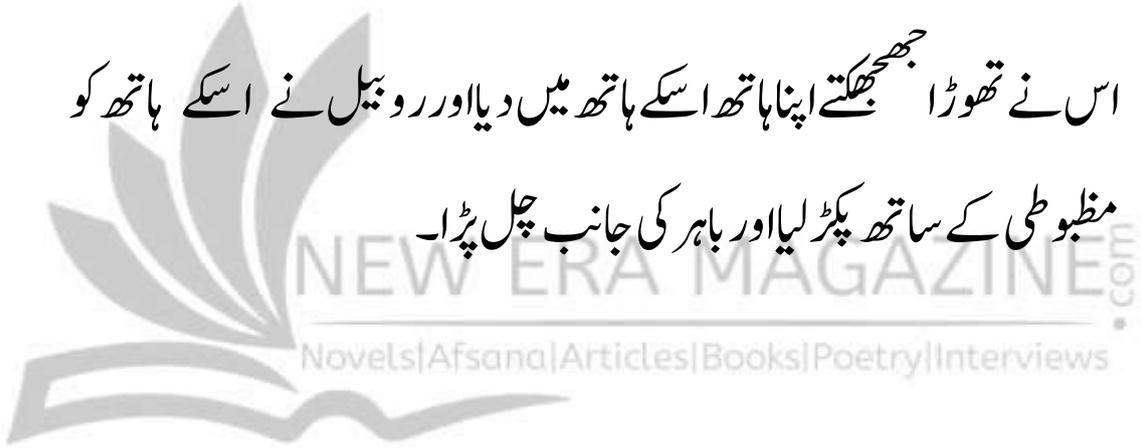
دانی اور سنی کو شیری پک کرنے آگیا جبکہ اسے روبیل نے پک کرنا تھا۔

نورے؟ روبیل نے اسے آواز دی جو پتہ نہیں کہاں گم تھی

ہاں۔ جی جی۔ وہ فوراً سے ہوش میں آئی اور اسکی طرف دیکھا

چلیں۔ کہتے ساتھ ہی رو بیل نے اپنا ہاتھ آگے کیا

اس نے تھوڑا جھنجھکتے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیا اور رو بیل نے اسکے ہاتھ کو
منظبوطی کے ساتھ پکڑ لیا اور باہر کی جانب چل پڑا۔



اس وقت وہ ڈراک ریڈ کلر کے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ خوبصورت تو وہ پہلے
ہی تھی لیکن بیوٹیشن کے ہاتھوں نے اسکی خوبصورتی کو مزید نکھارا تھا۔ ناک
میں بڑی سی نتھ، کانوں میں بالیاں، گولڈن کلر آئی میک اپ، سرخ لپ سٹک
لگائے، ہاتھوں میں گجرے اور چوڑیاں، مہندی سے سجے ہاتھ۔ اسے کوئی بھی
دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا

[OBJ]

دوسری طرف روبیل بھی کچھ کم نہیں تھا۔ اس نے بلیک کلر کا ٹکسید و پہن رکھا تھا جو اسکی شخصیت کو اور جازب نظر بنا رہا تھا۔ بلیک کلر کی شرٹ، ہم رنگ ویسٹ کوٹ، بلیک ہی کلر کی ٹائی لگائے اور بائیں ہاتھ میں سلور کلر کی ریسٹ واچ پہنے وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE [OBJ]

وہ گاڑی میں بیٹھے اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ نورے کے دل کی دھڑکن کافی تیز ہو رہی تھی۔ وہ بار بار ہاتھوں کو آپس میں مسل رہی تھی۔ وہ غلطی سے بھی روبیل کی طرف نہیں دیکھ پارہی تھی۔ کیونکہ ایک بار اس نے چور نظروں سے اسے دیکھا تو روبیل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا؟ اتنی خاموش کیوں ہو؟ روبیل کی آواز نے خاموشی کو توڑا

کچھ نہیں۔ بس ایسے ہی۔ نورے نے ہنوز باہر کی جانب دیکھ کر جواب دیا

میری طرف دیکھو اور پھر کہو۔ روبیل نے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر اسکا چہرہ اپنے
سامنے کر کے کہا

اب بتاؤ کیا ہوا؟ روبیل نے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر پھر سے پوچھا
اور اس دوران اس نے گاڑی سائیڈ پر روک دی تھی

مما، بابا اور عم۔۔ عمیر بھائی بہت یاد آرہے ہیں۔ وہ۔۔ وہ آج ہوتے
تت۔۔۔۔۔ تو بہ۔۔ بہت خوش ہوتے۔ عمیر تو مجھ۔۔۔ مجھے بہت چیرتا۔
تن۔۔۔ تنگ کرتا رہتا۔ آج میں ان سب کو بہت مس کر رہی ہوں۔ کا۔۔

کاش ماما۔۔۔ با۔۔۔ بابا اور بھائی ہوتے۔ کاش۔ وہ یہ کہہ کر پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی اور ماتھا اسکے ہاتھوں پر ڈکا دیا

روبیئل نے بھی اسے رونے دیا۔ جب کافی دیر بعد وہ چپ ہوئی تو روبیئل نے

اسکا چہرہ اٹھایا

اب بس اور نہیں رونا۔ مجھے میری بیوی روتے ہوئے نہیں بلکہ خوش رہتے
ہوئے پسند ہے۔ دیکھو جان روبیئل جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ میرے ماما، بابا مجھے
بچپن میں چھوڑ کر چلے گئے اللہ میاں کے پاس۔ تمہارے پاس تو پھر بھی بھائی،
بھابھی ہیں۔ میرا تو کوئی بھائی بہن بھی نہیں تھا صرف شیری تھا لیکن وہ بھی
کبھی یہاں ہوتا تو کبھی باہر ملک۔ بہرام چچا اور دادا جان نے میری پرورش کی۔
وہ سانس لینے کو رکھا

میں بھی تمھاری طرح روتا، سسکتا رہتا۔ لیکن پھر مجھے دادا جان نے سمجھایا کہ رونے سے ان کی روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس طرح روو گے تو اپنے ماما، بابا کی روح کو تکلیف پہنچاؤ گے۔ ان کے لیے دعائیں کیا کرو۔ اس کے بعد میں کبھی نہیں رویا البتہ آج تک ان کے لیے دعائیں کرتا ہوں۔ تم بھی روو گی اس طرح تو انھیں تکلیف ہو گی۔ کیا تم چاہتی ہو کہ تمھاری وجہ سے انھیں تکلیف ہو؟

روئیل نے اس کے ہاتھوں تھوڑا سا دبا کر پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں۔ اس نے کہہ کر سر نفی میں ہلایا

گڈ گرل۔ چلو اب ٹشو پکڑو اور آنکھیں تھوڑا صاف کر لو۔ قسم سے چڑیل لگ

رہی ہو۔ روئیل نے آخری بات شرارت سے کہی

ابھی وہ آنکھیں صاف کر رہی تھی کہ روبیل نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا اور باری باری اسکی دونوں آنکھوں پر اپنا پردہ لٹکایا۔ وہ بھی اسکے لمس کو محسوس کر کے پرسکون ہونے لگی۔ وہ بھی اسے پرسکون دیکھ کر مطمئن ہوا اور پھر سے گاڑی منزل کی طرف چل پڑی۔

یہ سارا پلین روبیل کا تھا کہ وہ اسے پارلر سے پک کرے گا اور شیری اسکی سہیلیوں کو۔ ہال سے کچھ فاصلے پر ہی اس نے ڈرائیور کو بلا یا تھا جو اب تک وہی دانی اور سنی کو لیکر ان کا انتظار کر رہا تھا۔ نورے ان سب سے بے خبر تھی البتہ دانی اور سنی سب جانتی تھی۔

رویل نے گاڑی روکی تو اس نے چونک کر باہر کی طرف دیکھا جہاں دانی اسکی

طرف کھڑی تھی اور اب اسے اٹھانے میں مدد کر رہی تھی۔

اتر و بھی یار۔ دانی نے چڑ کر کہا

ہم کہاں ہیں دانی؟ اس نے سرگوشی کی



یار بیچ راستے میں۔ اب چلو دیر ہو رہی ہے۔ دانی نے کہہ کر اسے گاڑی کی

طرف اشارہ کر کے کہا

وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم لوگ ابھی تک پہنچے کیوں نہیں؟ اور اور مجھے یہاں کیوں

اترا گیا ہے؟ نورے نے الجھن زدہ ہو کر پوچھا

دانی نے الف سے ے تک ساری کہانی سنائی اور اسے لیکر ہال کی طرف روانہ
ہو گئے۔ وہ تور و بیل کی چالاکی پر دل ہی دل میں سر اہتی روانہ ہو گئی۔ راستے
میں انھوں نے سونگنز پلے کیئے تاکہ وہ تھوڑا انجوائے تو کر سکیں اس لیے انھوں
نے میوزک پلیئر آن کیا

Maine jab dekha tha tumko

Raat bhi woh yaad hai mujhko

Taare ginnte ginnte so gaya

Dil mera dhadka tha kas ke

Kuch kaha tha toone hans ke

Main ussi pal tera ho gaya

Aasmaano par jo khuda hai

Usse meri yehi dua hai

Chaand yeh har roz main dekhun

Tere saath mein

Aankh uthi mohobbat ne angdayi li

Dil ka sauda hua chandni raat mein

Ho teri nazron ne kuch aisa jaadu kiya

Lut gaye hum to pehli mulaakat mein

Ho aankh uthi

Paaon rakhna na zameen par

Jaan ruk ja tu ghadi bhar

Thode taare to bichha doon

Main tere vaaste

Aazma le mujhko yaara

Tu zara sa kar ishara
Dil jala ke jagmaga doon
Main tere vaaste
Mere jaisa ishq mein paagal
Phir mile ya na mile kal
Sochna kya hath yeh dede mere hath mein
Aankh uthi mohobbat ne angdayi li
Dil ka sauda hua chandni raat mein
Ho teri nazron ne kuch aisa jaadu kiya
Lut gaye hum to pehli tu pehli mulakaat
mein
Aankh uthi
Paaon rakhna na zameen par

Jaan ruk ja tu ghadi bhar

Thode taare to bichha doon

Main tere vaaste

Aazma le mujhko yaara

Tu zara sa kar ishara

Dil jala ke jagmaga doon

Main tere vaaste

Mere jaisa ishq mein paagal

Phir mile ya na mile kal

Sochna kya hath yeh dede mere hath mein

Aankh uthi mohobbat ne angdayi li

Dil ka sauda hua chandni raat mein

Ho teri nazron ne kuch aisa jaadu kiya

Lut gaye hum to pehli mulaakat mein

Ho aankh uthi

Haan kisse mohobbat ke

Hain jo kitabon mein

Sab chahta hoon main

Sang tere dohrana

Kitna zaruri hai ab meri khaatir tu

Mushkil hai mushkil hai

Lafzon mein keh pana

Ab to yeh alam hai tu jaan mange to

Main shauk se de doon saughat mein

Aankh uthi mohobbat ne angdayi li

Dil ka sauda hua chandni raat mein

Ho teri nazron ne kuch aisa jaadu kiya

Lut gaye hum to pehli mulaakat mein

Ho aankh uthi

Lut gaye hum to teri mohobbat mein

یہ گانسن کر اسے یوں لگا جیسے اس کی دلی کیفیت بیان کی گئی ہو۔ اس طرح

گانے سنتے سنتے وہ ہال پہنچ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہاں پر بھائی اور بھابھی نے اس کا استقبال کیا اور دانی اور سنی نے اس کا شرارہ پکڑا اور

وہ آہستہ آہستہ قدم لیتی ان کے سنگ چل رہی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ بھائی سے

پکڑا تھا جبکہ دوسرا بھابھی سے۔ دونوں اسے اپنی موجودگی کا احساس دلا کر اسے

کمزور نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ اس وقت کیا محسوس کر رہی

ہوگی اس لیے ان کی کوشش تھی کہ وہ اسے اکیلے نہ رہنے دے۔

اسے لا کر برائیل روم میں بیٹھایا گیا۔ ہر کوئی اسے سراہے بنا نہ لوٹا۔ تھوڑی

دیر بعد بارات آگئی بارات آگئی کا شور اٹھا۔ اسکا دل پہلے سے زیادہ تیز دھڑکنے لگا۔ اوپر سے دانی اور سنی ملکر اسے تنگ کر رہی تھیں۔ وہ چپ تھی کیونکہ وہ جانتی کہ اگر وہ کچھ بولی تو وہ اسے اور تنگ کریں گے اس لیے اس نے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Ghazals|Short Stories|Fiction|Drama|Screenplays|Comics|E-books|Podcasts|Video|Audio|Games|Apps|Merchandise|Subscriptions|Advertising|Contact Us

محبت میں کیسی اونچ، کیسی نیچ

محبت میں کیا کھونا، کیا پانا

یہ تو دلوں میں سدا رہنے، عشق کی چنگاری بھڑکانے اور مکمل کر دینے کا نام ہے

* محبت *

(از خود)

تھوڑی دیر بعد اسے لا کر سٹیج پر بیٹھایا گیا۔ نورے تو کافی نروس ہو رہی تھی۔ بار بار اس کی ہتھیلیاں بھیگ جاتی جبکہ پاس بیٹھا روبیل اس کی حالت سوچ سوچ کر مسکرا رہا تھا۔ سارے لوگ باری باری انھیں مبارک باد دینے آئے۔ دانی اور سنی بھی آئے ان سے ملنے لیکن آج کے دن روجی نہیں آئی۔ نورے بار بار ان سے پوچھتی تو وہ دونوں ٹال جاتی لیکن اسے بار بار اسکا بھی خیال آ رہا تھا۔

نوٹو گرافرز نے انھیں پوز دینے کے لیے کہا تو نورے کے پیروں نے اٹھنے اور چلنے سے انکار کر دیا جس پر روبیل کو اپنا ہاتھ دیکر اسے کھڑا کرنا پڑا۔ اس لمحے دونوں کی نظریں ملیں اور یہ منظر کیمرے میں قید ہو گیا۔

[OBJ]

دوسرے پوز میں روبیل نے اسے تھوڑا سا جھٹکا دیا خود کی طرف جس کی وجہ سے نورے کے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر آگئے اور اس نے اپنے ہاتھ اس کے ویسٹ پر رکھے۔ اسی طرح ایک اور منظر کو بھی کیمرے کی آنکھ نے محفوظ کر لیا۔

ایک اور پوز میں روبیل سے کچھ کہا گیا تو اس نے معنی خیزی سے نورے کی طرف دیکھا۔ روبیل نے قدم نورے کی طرف بڑھائے اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔ روبیل کی دل کی دھڑکنوں کو سنتے ہوئے اس نے آنکھیں موند لیں اور ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کا احاطہ کیا اور روبیل نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا اور اس طرح یہ پوز بھی سیو کیا گیا۔

[OBJ]

چوتھا اور آخری پوز سب سے خوبصورت تھا۔ جس میں روبیل نے نورے کے ماتھے پر سجے ٹھیکے پر اپنے ہونٹ رکھے۔ نورے نے اس کا لمس محسوس کر کے آنکھیں موند لیں جبکہ آنکھیں تو روبیل کی بھی بند تھیں۔ اس طرح یہ لمحہ بھی قید کر لیا گیا۔

[OBJ]

اسی طرح باقی کا فوٹو سیشن بھی ہو گیا اور اسے واپس سٹیج پر بیٹھایا گیا۔ سب نے باری باری ملکر اسکے ساتھ فوٹو سیشن مکمل کیا اور تھوڑی دیر بعد کھانا لگ گیا۔ کھانا کھا کر بارات کا شورا اٹھا۔ وہ اپنے بھائی، بھابھی اور سہیلیوں سے ملکر بہت روئی۔ اس کا بھائی بھی

رورہا تھا لیکن خود پر ضبط بھی رکھا تھا کیونکہ اگر اس کا ضبط ٹوٹتا تو زری اور نورے کو کون سنہلتا۔ اسی طرح نورے بہت ساری دعاؤں تلے بابل کا گھر ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر پیا گھر سدھا گئی۔

روئیل اور وہ جب گھر آئے تو ان کا استقبال شیری اور اسکی ماما، چچا چچی اور دادا نے کیا۔ کچھ رسموں کے بعد اسے روئیل کے روم میں بیٹھایا گیا۔ اس وقت روئیل کا کمرہ سرخ اور تازہ گلابوں کی مہک سے معطر تھا۔ پورے کمرے کا تھیم بلیک اینڈ براون تھا۔ ڈراک براون ڈریسنگ ٹیبل تو اس کے ڈراز بلیک کمر کے تھے۔ اسی طرح بیڈ بھی اسی تھیم کی طرح تھا۔ پورے کمرے میں جگہ جگہ کینڈلز لگائی گئی تھی جو کہ اس ماحول کو اور بھی خوابناک بنا رہی تھی۔

پورے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد اسے تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ اسی طرح بیٹھی رہی۔ کافی دیر اسی طرح بیٹھنے کے بعد اس نے تھوڑا پیچھے ہو کر بیڈ سے ٹیک لگالی اور آنکھیں موند لیں۔ کچھ دن بھر کی تھکاوٹ تھی تو کچھ ماحول کا اثر تھا اس لیے نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

روئیل!!!!!! نہیں مت جائیں پلیز زرز!!! روئیل!!!!!! وہ روتے ہوئے خواب

میں چیختے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

وہ جو ابھی کچی نیند میں تھا اس کی چیخ سن کر اٹھ بیٹھا۔

کیا ہو امیری جان؟ آنکھیں کھولو میں یہاں ہوں تمہارے ساتھ۔ نورے میری جان میں کہیں نہیں جا رہا۔ یہ لو پانی پیو۔ اس نے نورے کو کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑا اور پھر اسے گلے لگا کر اس کی پیٹھ سہلانے کے ساتھ ساتھ اسے پانی پلا رہا تھا۔

وہ اب بھی بے یقین تھی۔ اپنی بے یقینی کو ختم کرنے کے لیے اس نے ہاتھ روئیل کے ماتھے پر رکھا اور پھر اسی طرح بہت آرام سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنی مخروطی انگلیوں سے چھوا۔ اس نے ہاتھ اس کے گال پر رکھا اور اسے دیکھنے لگی۔

کیا ہو امسز؟ لگتا ہے کہ بہت برا خواب دیکھا ہے؟ روئیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور اس سے پوچھنے لگا

ہاں بہت برا۔ اس کا ہاتھ اب بھی روئیل کے ہاتھ کے نیچے تھا۔

چلو چھوڑو۔ خواب کب سچ ہوتے ہیں؟ ریلیکس کرو۔ ہممم۔ روئیل نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور اس کی پشت پر بوسہ دیا لیکن اسے کیا پتہ کچھ خواب حقیقت کا روہ

دھار لیتے ہیں اور انسان سے سب کچھ چھین لیتے ہیں۔

اس کا لمس محسوس کر کے اسے ہوش آیا اور ہڑبڑا کر اس نے اپنی آنکھیں جھکا لیں جبکہ وہ اپنا ہاتھ بھی اب چھڑا رہی تھی۔ جس پر روبیل نے اپنی گرفت سخت کر دی۔

جیسے ہی اس کی نظریں جھکی اس نے دیکھا کہ وہ بلو کلر کے فرائیڈ میں ہے اور اس کے کانوں، بالوں اور گلے میں زیورات کا نام و نشان نہیں تک نہیں ہے اور دوپٹے سے بے نیاز وجود۔ ہاں البتہ اس کے ہاتھوں میں بلو کلر کی ہی چوڑیاں تھی۔

اس نے ایک نظر پھر سے روبیل کو دیکھا جو کہ اس وقت بلیک ویسٹ اور بلیک ہی ٹراؤزرز میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ ویسٹ پہننے کی وجہ سے اس کا کسرتی جسم خوب نمایاں ہو رہا تھا۔ نورے نے پھر سے نظریں جھکا لیں۔

میرے کپڑے؟ میرا مطلب میں نے تو چنچن نہیں کیئے تھے؟ اور اب یہ کیسے؟ نورے نے آنکھوں میں الجھن لیے اس سے پوچھا

میں نے چنچن کیئے ہیں تمہارے کپڑے تاکہ تم سہی سے آرام کر سکو۔ روبیل نے اس کے نزدیک ہو کر اس کے کان میں سرگوشی کی اور اسکے کان کے لو کو ہونٹوں سے

چھوا۔

کیا آپ نے؟ نورے نے بے یقینی سے پوچھا

ہاں جی بالکل میں نے اور تمہارے نازک نازک کلائیوں میں ہم رنگ چوڑیاں بھی پہنا دیں کیونکہ مجھے تمہارے ہاتھ ہر وقت چوڑیوں سے سجے ہوئے پسند ہے۔ روبیل نے اس کی چوڑیوں پر انگلی پھیرتے ہوئے کہہ رہا تھا اور پھر اسکے دونوں ہاتھوں کو تھام کر باری باری وہی اپنے ہونٹ رکھے۔

نورے تو اسکی بات پر شرم سے سرخ پڑ گئی اور اس نے سر مزید جھکا لیا۔

اسی طرح شرماتی ہونہ تو میرا دل کرتا ہے کہ تمہیں سینے سے لگالوں اور خود میں کہیں چھپالوں۔ روبیل نے ایک جذب کے عالم میں کہا اور پھر اسے اسی کھینچ کر گلے سے لگایا اور خود میں زور سے بھینچا

نورے نے بھی اپنے ہاتھ اس کے کمر کے گرد باندھ لیے اور اس کے سینے پر سر رکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔

نورے؟ روبیل نے بوجھل آواز میں اسکا نام پکارا

اسکا لہجہ سن کر نورے کو پسینہ آنے لگا۔

نچ۔۔ جی۔ نورے نے کچھ ہکلاتے ہوئے کہا اس دوران روبیل نے اس کے سر اپے پر نظر ڈالی جو کہ اس وقت دوپٹے سے بے نیاز اس کے سامنے تھی۔ لمبے بال اس وقت اس کی کمر پر بکھرے پڑے تھے اور وہ سر اپا امتحان بنی اس کے سامنے تھی۔

کیا مجھے اجازت ہے جان روبیل کہ میں آج تمہیں اپنی محبت کے بارش میں بھگو سکوں؟ تمہیں اپنی زندگی کے ہر رنگ میں رنگ سکوں؟ روبیل نے کہہ کر اس کے ماتھے پر عقیدت بھرا لمس چھوڑا اور پھر اسے دیکھنے لگا

وہ خاموش رہی جب وہ کچھ دیر تک کچھ نہیں بولی۔ اس وقت کمرے میں دونوں کی سانسوں اور دھڑکنوں کی آواز گونج رہی تھی تو تھوڑی دیر بعد روبیل نے خود ہی خاموشی کو توڑا۔

اگر تم راضی نہیں ہو تو کوئی بات نہیں۔ میں ویسے بھی رشتوں میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں نورے۔ جیسے تمہاری مرضی وہی میری خوشی۔ روبیل کے الفاظ اسے معتبر کر رہے تھے۔

اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور تھوڑی سی اونچی ہو کر روبیل کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے اور پھر اسکی آنکھوں پر۔ پھر اسکے دونوں گالوں کو باری باری چوما پھر ناک پر ہونٹ رکھے اور پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔ روبیل کو تو ایک خوشگوار حیرت ہوئی اسکے اجازت دینے پر۔

آہاں!!! نورے ایک جگہ تورہ گئی۔ روبیل نے تھوڑی مصنوعی خفگی سے کہا وہ جو اپنی حرکت پر حیران تھی اس کی بات پر جھٹ سے سر اٹھا لیا اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ جگہ!!! اس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی

نورے نے سٹپٹا کر نظریں نیچی کر لیں البتہ روبیل کا تہقہہ بلند ہوا جس پر نورے کا چہرہ مزید سرخ ہوا جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا

رویل نے شہادت کی انگلی سے اسکی ٹھوڑی اوپر کی جانب اٹھائی اور اسے سنہلنے کا موقع دیئے بغیر اسکے ہونٹوں پر جھکا

نورے نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسکے اور اپنے درمیان فاصلہ کرنا چاہا لیکن روبیل

نے اسکے کلائیاں اسکے کمر کے گرد باندھ لیں اور اس کے انداز میں مزید شدت آگئی۔
 نورے نے بھی مزاحمت کرنا چھوڑ دی اور خود کو روئیل کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔
 ساری رات روئیل اسے اپنی محبت کی بارش میں اسے بھگاتا رہا اور وہ اسکے شدتوں سے
 کبھی گبھرا جاتی تو کبھی شرماتی۔ کھڑکی سے انھیں تکتا چاند بھی ان کے ملن پر اداسی
 سے مسکرایا۔

ساری رات اسے اپنی محبت کی بارش میں بھگونے کے بعد اب وہ آرام سے سو رہا تھا۔
 صبح آٹھ بجے ہی نورے کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ وہ روئیل کے سینے پر سر رکھے سو
 رہی تھی۔ اسے افسوس ہوا کہ اس نے فجر کی نماز قضا کر دی۔ اس نے اٹھنا چاہا لیکن وہ
 مکمل روئیل کے حصار میں قید تھی اسلئے اٹھنے کا ارادہ ترک کر کے اس نے روئیل کے
 سینے پر ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کر اس پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی اور اسے دیکھنے لگی۔ کتنا
 خوبصورت تھا وہ شخص جو اب اسکا ہم سفر تھا۔

اس نے خدا سے مانگا تھا جسے رب نے ہمیشہ سے اسے وہی عطا کیا ہو جیسے۔ رات کا منظر
 دوبارہ سے اس کے آنکھوں کے سامنے لہرایا تو وہ پھر سے خود میں سمٹ گئی اور اس کے
 سینے پر سر رکھا اور دوبارہ آنکھیں موند لیں لیکن ایک دلکش مسکراہٹ اسکے چہرے پر

برقرار تھی۔

ولیمہ کا دن؛

جب اسکی آنکھ دوبارہ کھلی تو خود پر روئیل کو جھکے پایا۔ وہ فوراً سے سیدھی ہو بیٹھی جبکہ روئیل نے اس کی تیز رفتاری دیکھی تو ہولے سے ہنس دیا۔

صبح بخیر میری جان!! روئیل نے کہہ کر اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے

آپ کو بھی۔ نورے نے کہتے ہی نظریں جھکالیں اور شرمیلی سی مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلوا اٹھو اب اور فریش ہو جاو جلدی سے بو ابار بار آرہی ہیں۔ دادا ویٹ کر رہے ہیں ہمارا ناشتہ پہ۔ روئیل نے کہہ کر اس سے ہاتھ سے پکڑا اور اسے لیکروا ڈروب کی طرف بڑھا

یہ لویہ ابھی پہن لو اور ہاں تمھاری میچنگ چوڑیاں بھی اس کے ساتھ ہی ڈریسنگ ٹیبل

پر پڑی ہیں۔ اب جاو جلدی سے۔ روئیل نے کہہ کر اسے واش روم میں دھکیلا۔

نورے تو خود کو خوش قسمت سمجھ رہی تھی اور اس کا دل بار بار رب کی بارگاہ میں جھک

رہا تھا جس نے اسے اتنا پیار کرنے والا شوہر عطا کیا تھا۔

تقریباً بیس منٹ بعد ہی نورے باہر نکلی تو روبیل بیڈ مین بیٹھا موبائل میں مصروف تھا۔

کلک کی آواز پر اس نے سامنے دیکھا تو نورے واشر روم سے نکل رہی تھی۔ اس وقت وہ مہرون کلر کی کرتی اور وائٹ پاجامہ پہنے کھڑی تھی۔ گیلے بال اس کے چہرے پر چپکے تھے جنہیں وہ بار بار ہٹا رہی تھی۔ اس نے جیسے ہی سامنے دیکھا تو روبیل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے سٹیٹا کر اپنا دوپٹہ تلاش کیا تو وہ اسے روبیل کے ساتھ ہی پڑا ہوا ملا۔

نورے اسے نظر انداز کیئے سیدھا ڈریسنگ کی طرف بڑھی اور وہی اپنے بال ڈرائے کرنے لگی۔ روبیل مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ روبیل بے خودی کے عالم میں اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا اور اس کے ہاتھوں سے ڈرائیو پکڑا اور خود ہی اسکے بال ڈرائے کرنے لگ گیا۔

نورے تو پہلے ہی اس کے قریب آنے کی وجہ سے تھوڑا گھبرائی اور پھر اس کے ہاتھوں سے ڈرائیو لینے تک اس نے نظریں نہیں اٹھائی۔ آدھے گیلے آدھے سوکھے بال، روبیل نے اب ڈرائیو رکھ دیا اور پیچھے اسکے قریب کھڑا ہو گیا۔

نورے کے بالوں سے آتی بھینسی بھینسی خوشبو اس کے حواس پھر سے معطل کر رہی

تھی۔ اس نے نورے کو پیچھے سے ہگ کیا اور اس کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھی اور سامنے شیشے میں دیکھنے لگا۔ کتنا مکمل عکس تھا دونوں کا جیسے یہ بنے ہی ایک دوسرے کے لیے تھے۔ اس نے نورے کے بال ایک سائیڈ پر کیئے اور پھر اسکے کندھے پر اپنے ہونٹ رکھے۔

ایک منٹ نورے۔ اس نے نورے کو چھوڑا اور پھر اپنے سائیڈ ڈر اور سے ایک سرخ رنگ کا مخملی ڈبا نکالا۔

رات کو میں دے نہیں سکا کیونکہ کمرے میں آتے ہوئے لیٹ ہو گیا تھا اور پھر تم بھی سو رہی تھی تو میں نے سوچا کی صبح تمہیں پہنا دوں گا۔ سو مے آئی؟ اس نے نورے کے پیچھے کھڑے ہو کر اس سے وضاحت کی اور ساتھ ہی اجازت بھی مانگی

جس پر نورے نے محظ سراثبات میں ہلایا اور روبیل نے اس کی گلے میں ایک خوبصورت دودلوں والا چین پہنا دیا اور پھر اسی پینڈٹ والی جگہ پر اپنے ہونٹ رکھے جو اسکے بیوٹی بون تک آتا تھا اور پھر پیچھے ہو اور اسے دیکھنے لگا۔

نورے نے غور سے پینڈٹ کو دیکھا جس میں دودل تھے جبکہ ان دونوں دلوں میں ایک پر آر تو دوسرے میں این لکھا ہوا تھا۔ اس نے پینڈٹ پر ہاتھ پھیرا اور سراہتی

نظروں سے روئیل کو دیکھنے لگی۔

کیسا لگام نہ دیکھائی بیگم؟ روئیل نے پھر سے اسے اپنے حصار میں لیا

بہت خوبصورت۔ نورے نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا

لیکن ایک چیز کی کمی ہے۔ روئیل نے کہہ کر اس کا دوپٹہ اٹھایا

نورے جو اسکی بات پر الجھن کا شکار ہوئی تو اس کے ہاتھ میں دوپٹے کو دیکھ کر مزید سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

روئیل نے دوپٹہ اٹھا کر اس کے سر پر اوڑھایا اور اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے۔
نورے تو خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی

میں چاہتا ہوں کہ میری بیوی ہمیشہ صرف میرے لیے ہی اسی طرح تیار ہوا کرے۔
مجھ سے اسی طرح محبت کرتی رہا کرے۔ کیا وہ کرے گی نہ؟ روئیل نے کہہ کر اسے
دیکھا

جس کے جواب میں نورے نے اس کے سینے پر سر رکھا اور کہنے لگی

نورے کو آپ ہمیشہ اپنے ہمقدم پائیں گے زندگی کر ہر موڑ پہ۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ

ہمیشہ آپ کے لیے ہی تیار ہوا کروں گی اور ہمیشہ اسی طرح آپ سے محبت کرتی رہا کروں گی۔

نورے تمہیں پتہ نہیں ہے کہ تم نے یہ کہہ کر مجھے کتنی بڑی خوشی دے دی ہے یار۔
روئیل نے اسے مزید خود میں بھینچا

اب چلیں دیر ہو رہی ہے۔ نورے نے اسے دیکھ کر کہا اور خود بال باندھنے لگی
انہیں کھلا چھوڑ دو۔ یہ کھلے ہی اچھے لگتے ہیں اور ہاں یہ چوڑیاں بھی جلدی سے پہن لو۔
اس نے کہہ کر اسکے ہاتھوں میں چوڑیاں تمھائیں
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
ابھی وہ پہن رہی تھی کہ روئیل نے اسکے ہاتھوں سے لیکر اسے پہنانا شروع کر دیئے اور
جب وہ پہنا چکا تو وہی اپنے ہونٹ رکھے

آپ میری عادتیں خراب کر دیں گے روئیل۔ نورے نے ہنس کر کہا
ہوتی ہیں تو ہو جانے دو نہ۔ میں جانتا ہوں کی میری بیوی صرف مجھ سے محبت کرتی ہے؛
اگر میں اس کے بدلے اسے تھوڑا اور بگاڑ لوں تو کیا ہو جائے گا؟ روئیل نے کہہ کر اسکی
ناک دبائی اور پناہا تھ اسکے سامنے کر دیا۔

اسکے جواب پر نورے کھلکھلا کر ہنس دی اور اس نے اپنا ہاتھ رو بیبل کے ہاتھ میں تمھا دیا اور دونوں باہر کی جانب روانہ ہو گئے۔

اسلام علیکم !!! دونوں نے بیک وقت سلام کیا جس پر سب نے ملکر جواب دیا کیونکہ اس وقت ڈائینگ ٹیبل پر نورے کی فیملی، دانی اور سنی کے علاوہ شیری اور اسکی امی، اسے چچا بہرام ملک اور ان کی مسز فوزیہ بیگم اور ساتھ میں ان کے دو جڑواں بیٹیاں تھیں جو اس وقت ساتھ سال کی تھیں ایک کا نام حرم تھا جبکہ دوسری حریم تھی۔

نورے کے چہرے پر حیا اور شرم کی لالی دیکھ کر دانی، سنی اور زری دل سے نہال ہو گئیں۔ اور سدا اسکے ایسے ہی خوش رہنے کی دعائیں دیں۔ اسی طرح ناشتہ خوشگوار

ماحول میں کیا گیا۔

ناشتہ کر لینے بعد مرد حضرات اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے جبکہ وہ چاروں اوپر روم کی طرف چلی گئی۔ اب وہ نورے کے روم میں بیٹھی اس کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اسے چھیڑ بھی رہی تھی۔

نورے یہ بتاؤ کہ بھائی نے منہ دیکھائی میں کیا دیا؟ دانی نے پوچھا

یہ۔ اس نے دوپٹہ گلے سے ہٹایا اور اپنے نیکلیس کی طرف اشارہ کیا

واو یار کتنا خوبصورت ہے۔ ماشاء اللہ۔ بھئی ماننا پڑے گا کی روپی بھائی کی چوائس ایک دم

کمال ہے۔ سنی نے روبیل کی پسند کو سراہتے ہوئے کہا

کوئی شک ہے؟ جس کے پاس ہماری نورے جیسی بیوی ہو اس کے لیے تو یہ سب کرنا

چھوٹی سی بات ہے۔ کیونکہ نورے تو اس سے بھی زیادہ کی قابل ہے۔ زری نے نورے

کی ٹھوڑی پکڑ کر کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زری کی بات سن کر نورے کے چہرے پر ایک شرمیلی مسکان آئی اور دل ہی دل میں

اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگی کہ اتنا محبت اور خیال رکھنے والا شوہر اسے دیا ہے۔

دانی اور سنی بات سننا زرا۔ اچانک کچھ یاد آنے پر نورے دونوں کو مخاطب کیا

ہاں بولونہ۔ دانی نے کہا جبکہ سنی نے آئبر واچکا کر اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ

کیا۔

روحی کیوں نہیں آئی تھی کل؟ اسے تو ہونا چاہیے تھا بھئی اس کی دوست کم اور بہن

زیادہ یعنی نورے خان کی شادی تھی۔ اسے تو تم لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیے تھا نہ۔ کہاں ہے وہ؟؟ اور ابھی بھی تم لوگوں کے ساتھ نہیں آئی؟ نورے نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے جس پر دانی اور سنی نے ایک دوسرے کو دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا

بتاؤ نہ آج تو آئی گی نہ؟ نورے کو پتہ نہیں اتنی امید کس چیز کی تھی جو بار بار اس کا پوچھ رہی تھی

نورے میری جان!! بات زرا آرام سے سننا۔ وہ ایسا ہے کہ روحی آج بھی نہیں آئیگی۔ دانی نے اسے دیکھ کر نظریں چرائی

کیوں؟ نورے نے پھر سے پوچھا

کیونکہ وہ ابرو ڈچا چکی ہے کل صبح آٹھ بجے کی فلائٹ سے۔ یہ کہنے والی سنی تھی

ابرو ڈچلی گئی لیکن کیوں؟ نورے نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا

اس کیوں کا ہمیں اتنا نہیں پتا لیکن اس کے پیرنٹس کہہ رہے تھے کہ وہ آفس والوں

کے ساتھ بزنس ٹور پر گئی ہے۔ کل ہی انکے بابا اور ماما کی کال آئی تھی تو وہ لوگ

معذرت کر رہے تھے اس کی طرف سے۔ زری نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا
 او وہ اچھا اب سمجھی نہ کہ وہ بزنس کی وجہ سے باہر گئی ہے۔ چلو کوئی نہیں۔ نورے نے
 آنسوؤں کا گولہ حلق سے اتراتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس نے کتنے مشکل سے یہ بات
 کی تھی یہ وہی جانتی تھی

ہاں بالکل!! اب چھوڑو اسے۔ ہم ہیں نہ اور پھر رو بیل بھائی بھی ہیں تو اس کی فکر کرنا
 چھوڑ دو۔ دانی نے کہہ کر اس کے گال کو زور سے کھینچا

آہ!! دانی کی بچی! رو کو تواب بتاتی ہوں کہ گال کیسے کھینچتے ہیں۔ نورے نے کہہ کر اس
 کے پیچھے دوڑ لگادی

ہا ہا ہا۔ زری نے اسے دیکھ کر ہنسنے لگی جو بالکل بچوں کی طرح دانی کے پیچھے پیچھے بھاگ
 رہی تھی جبکہ سنی صوفے پر بیٹھی اسے یعنی نورے کو دیکھ رہی تھی جو ان دونوں کو بہت
 عزیز تھی۔ سکول سے یونی تک کا سفر انھوں نے اکٹھا کیا تھا۔

اب بچ کے دیکھا وزرا۔ نورے نے کہہ کر کشن اس کی طرف پھینکا
 ہا ہا ہا۔ کچھ می اف یو کین بے بی۔ دانی نے کہہ کر پھر سے دوڑ لگادی

آئی ول۔ ڈونٹ یونومی۔ نورے نے کہہ کر پھر سے اسکے پیچھے دوڑنا شروع کر دیا
 پکڑ لیا۔ نورے نے کہتے ساتھ ہی آنکھیں بند کر لیں کیونکہ اسکا سانس پھول جانے کی
 وجہ سے وہ آنکھیں بند کر کے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی
 لیکن ہائے رے قسمت اندر آتے روئیل کو اس نے پکڑ لیا کیونکہ دانی نے بروقت
 روئیل کے پیچھے چپ کر اپنے آپکو بچا لیا

اوووووہ!!! دانی، سنی اور زری نے ملکر ہونٹوں کو گول کر کے اوہ کی آواز نکالی
 میں تو یہاں ہوں نورے۔ تم نے کسے پکڑ لیا ہے؟ دانی کی شرارت بھری آواز اسے
 اپنے سامنے سے سنائی دی

دانی کی آواز سن کر اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں اور اپنا سر اوپر کی جانب اٹھایا تو
 دیکھا کہ روئیل ایک آئیر و اچکا کر اسے دیکھا رہا تھا۔

وہ میں دانی کو پکڑ رہی تھی تو آپ آگئے۔ تو آپکو۔ نورے نے کہہ کر سر جھکا لیا

تو مجھے پکڑ لیا۔ روئیل نے کہہ کر اس کے گرد حصار باندھا

روئیل۔ نورے نے روئیل سے پکارا کیونکہ اسے اس طرح اسکے حصار میں

کھڑے ہونا وہ بھی دوستوں اور بھابھی کے سامنے۔ اس سے سوچ سوچ کر شرم آرہی تھی

جی جان روبیل۔ روبیل نے اس کے کان میں سرگوشی کی

پلیزز۔ چھوڑیں نہ۔ دانی لوگ دیکھ رہے ہیں۔ نورے نے التجائی نظروں سے اسے دیکھ کر کہا

اوکے لیکن ایک چھوٹا سا کام کرنے کے بعد۔ روبیل اس کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا اس لیے اسے تنگ کر رہا تھا
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 کون سا کام؟ نورے نے سرگوشی نما پوچھا

یہ۔ اس نے کہہ کر نورے کا ماتھا چوما

روبیل۔ اس سے پہلے نورے کچھ کہتی روبیل نے اس کی آنکھوں پر باری باری ہونٹ رکھے اور اس سے تھوڑا فاصلہ کر کے اسے دیکھنے لگا جو شرم و حیا کی وجہ سے اب اوپر بھی نہیں دیکھ رہی تھی

اوپر دیکھو۔ کسی نے نہیں دیکھا۔ ایک بار پھر سرگوشیانہ بات کی گئی

جس پر نورے نے اپنے بائیں جانب دیکھا تو زری، دانی اور سنی نے آنکھوں پر ہاتھ رکھے تھے اور ان کی پیٹھ ان دونوں کی طرف تھی۔

یا اللہ شکر کہ انھوں نے دیکھا نہیں ورنہ کتنا تنگ کرتی۔ نورے ابھی سوچ رہی تھی کہ دانی کی آواز سنائی دی

بھیا ہو گیا کام؟ اب ہم مڑ جائیں؟ دانی نے شرارت سے بات کہی جس پر سنی، زری اور روبیل نے مشترکہ قہقہہ لگایا

ہا ہا ہا ہا ہا۔ ہاں میری سالیوں اب آپ لوگ مڑ جائیں۔ کام ہو گیا۔ روبیل نے کہہ کر یہ جا وہ جا

بد تمیز۔ نورے خوشخوار تیور لیے دانی کی طرف بڑھی اور اسی طرح نوک جھونک میں سہ پہر ہو گئی۔ زری تو پہلے ہی چلی گئی تھی اور دانی اور سنی بھی چلی گئی کیونکہ انھیں رات کو اس کے ولیمے میں بھی آنا تھا

شام کو روبیل نے اسے پارلر چھوڑا اور پھر اسے پک کرنے بھی وہی آیا

نورے جب باہر آئی تو روبیل نے دیکھا کہ وہ اس کی لائی ہوئی نیٹ کی ساڑھی میں تو

کوئی اسپر الگ رہی تھی۔ لائٹ میک اپ اور ڈارک لپ سٹک لگائے، بالوں کو رول
لیئے وہ سہی معنوں میں روبیل کے دل کو دھڑکا گئی۔

[OBJ]

اس نے روبیل کے نظروں سے گھبرا کر جلدی ہی اپنی نظریں جھکا لیں۔

دوسری طرف روبیل بھی رائل بلیو کلر کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ وہ اپنی تمام تو
وجاہت لیئے اس کے سامنے تھا۔

[OBJ]



نورے اسے دیکھ کر گاڑی کی طرف بڑھی تو وہ لڑکھڑائی اس سے پہلے گرتی روبیل
نے اسے سنھبلا۔

بہت ضرورت تھی نہ ساڑھی لینے کی۔ مجھ سے سہی سے چلا بھی نہیں جا رہا اور اوپر سے
ہیلز۔ انفنف اللہ جی میں کیسے چلوں گی؟ نورے روہانسی ہو رہی تھی

میں تمہیں کبھی گرنے نہیں دوں گا۔ روبیل نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا اور گاڑی
کا دروازہ کھول کر اسے بیٹھایا

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی ہال کی جانب روانہ ہو گئی۔ دونوں کے بیچ فلحال خاموشی تھی جسے نورے کی آواز نے تھوڑا

آپ کوئی میوزک وغیرہ نہیں سنتے کیا؟ ایسے ہی گھومتے ہیں؟ نورے نے تھوڑا منہ بسور کر کہا

ایسے ہی گھومنے سے کیا مطلب ہے؟ رو بیل نے ایک آئیر واچکا کر پوچھا اور گاڑی روک دی

بتاؤں؟ نورے نے ہنسی دبا کر کہا
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 کھڑوس بن کر۔ انتہائی بورنگ انسان ہیں آپ۔ ہنسنہ!!! نورے نے کہہ کر منہ باہر کی جانب کیا کیونکہ وہ اس کے سامنے ہنسنے نہیں چاہتی تھی

میں جیسا ہوں وہ تو کل رات دیکھ ہی چکی ہو۔ اب بھی کھڑوس ہوں کیا؟ رو بیل بات کرنے کے دوران اسکے کافی قریب آچکا تھا

اس کے قریب آنے سے اسکے ڈراک کلون کی خوشبو نورے کے حواس معطل کر رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ بہک جاتی اس نے فوراً خود کو سنبھلا لیا البتہ دل کی دھڑکن معمول

سے زیادہ تیز تھی

آپ تھوڑا پیچھے ہو کر بات کریں نہ۔ نورے نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اپنے
اور اس کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا

نہیں کروں تو؟ روبیل کہہ کر اور بھی قریب ہو اور نورے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر
رکھا

نورے یکدم ہی چپ ہو گئی اور اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی جس کے نیچے اس کے دشمن جاں
کا دل دھڑک رہا تھا اور اس کے ہاتھ کے اوپر روبیل کا ہاتھ تھا
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
نورے نے بے اختیار ہو کر اس کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھے اور پھر اس پر اپنا سر ٹکا دیا

کیا یہ دل صرف میرے لیے ہی دھڑکتا ہے؟ اس نے ویسے ہی سر رکھ کر پوچھا

روبیل خاموش رہا۔ کہتا بھی تو کیا؟ شاید ہاں یا پھر شاید نہیں۔ اس بات کا جواب اس
کے پاس نہیں تھا۔

بولیں نہ روبیل۔ یہ دل صرف میرے لیے ہی دھڑکتا ہے نہ؟ نورے نے پھر سے اسی

انداز میں پوچھا

ہا۔۔۔ ہاں صرف تمہارے لیے۔ اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس بھر کر کہا اور

ایک گمنام آنسو اس کی آنکھ سے نکل کر نورے کے بالوں میں چھپ گیا۔

روئیل نے جلد ہی چہرہ صاف کیا اور اس کے بالوں پر بوسہ دیا اور اس کا سر تھپکا

اب میں کوئی سونگ لگاؤں؟ نورے نے معصومیت سے پوچھا

ہاں لگاؤ۔ روئیل نے مسکرانے کی سعی کی لیکن مسکرا بھی نہ سکا

اوکے۔ اب دیکھیے کیسا سونگ لگاتی ہوں۔ میرا سونگ کلکیشن آپ کے بھی ہوش اڑا

دے گا ہا ہا ہا۔ نورے نے اپنی بات پر ہنس کر کہا

چلو دیکھتے ہیں۔ روئیل نے کہہ کر گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی اور ساتھ میں کسی کو میسج بھی

کیا۔ جیسے ہی روئیل نے گاڑی سٹارٹ کی تو نورے نے میوزک پلیئر آن کیا

Tere bin jeena hai aise

Dil dhadka naa ho jaise

Yeh ishq hai kya duniya ko

Hum samjhaaye kaise

Ab dilon ki raahon mein
Hum kuch aisa kar jayein
Ik dooje se bichhde toh
Saans liye bin marr jayein

O Khuda.

Bata de kya lakreeron mein likha

Humne toh.

Humne toh bas ishq hai kiya Pyaar ki inn
raahon mein

Milte hain kitne dariya

Laakh toofaano mein bhi dil ko

Mil jaata hai zariya

Iss dil ke irraadon mein hai itna asar

Lehron se kinaaron pe karta hai safar

O Khuda.

Bata de kya lakreeron mein likha.

Humne toh.

Humne toh bas ishq hai kiya Aaj apne rangon
se bichhdi hain yeh tasveerein

Haathon mein kahin toot rahin hain

Mil kar do taqdeerein

Duniya yeh jeet gayi dil haar gaya.

Nahi socha tha mil kar kabhi honge judaa.

O Khuda.

Bata de kya lakreeron mein likha

Humne toh.

Humne toh bas ishq hai kiya(×2)

گانا سنتے سنتے وہ لوگ ہال پہنچے۔ گاڑی سے اتر کر نورے بار بار لڑکھڑا جاتی۔ وجہ وہی

تھی کی اس نے کبھی ہائی سیلز اور ساڑھی نہیں پہنی تھی اس لیے اسے چلنے میں مشکل پیش آرہی تھی۔

روئیل نے جب دیکھا کہ وہ سہی سے چل نہیں پارہی تو وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر ہی اپنی گود میں اٹھالیا اور ہال کی طرف بڑھنے لگا۔
روئیل۔ نورے نے دھیمی آواز میں اسے پکارا

جی جان روئیل بولو۔ روئیل نے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا

سب دیکھ رہے ہیں۔ پلیز نیچے اتار دیں۔ نورے نے وہی دھیمی آواز میں کہا

یہ بات ہے؟ میں تو سمجھ رہا تھا کی تم کہو گی کہ اگر میں گر گئی تو۔ اور ہاں لوگ دیکھتے ہیں تو دیکھنے دو نہ۔ بیوی ہو میری کوئی گرل فرینڈ نہیں۔ آئیندہ یہ بات نہ سنوں۔ اس نے تیوری چڑھا کر کہا

اچھا موڈ تو خراب نہ کریں نہ اب۔ پھر نہیں بولوں گی ایسا پکا۔ نورے نے معصومیت سے کہا اور سراسر اس کے دل کے مقام پر رکھ دیا

تم نے مجھے ایک بات کا جواب نہیں دیا کہ۔ ابھی روئیل بات مکمل کرتا کہ وہ لوگ ہال

میں اینٹر ہو گئے۔

پورے ہال کی لائٹس آف ہو گئیں اور ایک سپاٹ لائٹ دونوں کو فوکس کر رہی تھی۔ وہ دونوں اسی لائٹ کی روشنی میں سیٹج کی طرف بڑھ رہی تھے۔ نورے تو شرم سے سر ہی نہیں اٹھا رہی تھی البتہ روبیل نے اسے ایک قیمتی متاع کی طرح مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

اووووووو!!! ہوٹنگ کی آواز چاروں طرف سے گونج رہی تھی۔

روبییل نے اسے صوفے کے قریب لے جا کر اتار دیا اور پھر اسے بیٹھا کر خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ارے ارے وااا!!! روبی بھائی نے تو کمال کر دیا آج۔ دانی کہتے ساتھ ہی نورے کے ساتھ بیٹھ گئی۔

وہ تو خود بھی کافی کمال کے بندے ہیں۔ سنی نے بھی اتفاق کیا

جبکہ نورے خاموشی سے ان دونوں کو سن رہی تھی اور اس وقت روبیل شیری کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا لیکن سارا دھیان ان تینوں کی جانب تھا۔

ہاں صرف میرے لیے ہی کمال ہیں باقیوں کے لیے تو صرف روبیل ملک ہیں۔ نورے نے محبت بھرے لہجے میں کہا

اووووو تو یہ بات ہے۔ اتنے اچھے سے جاننے لگی ہوا نہیں صرف ایک رات میں۔ دانی نے شرارت سے کہا

ہا ہا ہا۔ صرف ایک رات کی بات نہیں ہے۔ جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو ان کے بارے میں اچھا براسب معلوم ہو جاتا ہے۔ وہ کیا سوچتے ہیں؟ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا سننا پسند کرتے ہیں؟ محبت تو روح کو تسخیر کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ اسے جسم سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ یہ دل کے ذریعے روح میں اتر جانے کا نام ہے۔ نورے نے روبیل کی طرف دیکھ کر اسے کہا

وااا نورے تم تو روبی بھائی کی محبت میں گوڈے گوڈے ڈوب چکی ہے۔ سنی نے شرارت سے آنکھ دبا کر کہا جبکہ نورے کے ہونٹوں پر شرمیلی مسکراہٹ رقصاں تھی۔ اچھا ایک بات بتاؤ اگر روبی بھائی کو ایک لفظ میں بیان کرنا چاہو تو وہ ایک لفظ کیا ہوگا؟ اور روبی بھائی آپ کیا کہیں گے؟ دانی نے کہہ کر ان دونوں کو دیکھا اور روبیل کو بھی بیچ میں کیھنچا

اسکی بات پر روبیل بھی انکی طرف مڑا اور نورے جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، دونوں کی نظریں ملیں، دل زور سے دھڑکا اور خاموشی ان کے بیچ باتیں کرنے لگی

عشق۔ نورے نے روبیل کے آنکھوں میں دیکھ کر کہا

اور روبیل بھائی آپ؟ سنی نے اشتیاق سے روبیل سے پوچھا

نورے۔ روبیل، روبیل کی آنکھوں کا نور۔ روبیل نے بھی اسی کے انداز میں جواب

دیا

واہ۔ ماشاء اللہ۔ اللہ تم دونوں کی جوڑی کو اسی طرح سلامت رکھے۔ آمین۔ یہ کہنے والی شیری کی امی تھی

آمین۔ سب نے مل کر کہا

ویسے تم نے یہ کیوں نہیں کہا تمہیں اٹھاتے وقت کہ آپ مجھے گرانہ دیں۔ جو بات

روبیل کافی دیر سے کرنا چاہتا تھا اسے لیکن کر نہیں سکا تو اب پوچھ لیا

کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے کبھی گرنے نہیں دیں گے۔ نورے نے اسکی آنکھوں

میں دیکھ کر کہا

اس کی اتنی یقین سے کہنے پر روبیل نے منہ پھیر لیا کیونکہ اگر وہ زیادہ دیر تک اسے دیکھتا تو خود کو ہار دیتا اور شاید کچھ اور بھی کہہ دیتا اس لیے اس نے کچھ نہیں کہا۔ کیسے کچھ بھی کہہ کر وہ اس کا مان، بھروسہ، یقین توڑ دیتا۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ اس کے یقین، مان، محبت، وقت، ساتھ اور بھروسے کے لائق نہیں ہے۔

سب لوگ باری باری آئے اور انھیں مبارکباد دیکر چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد سب میوزک کے ساتھ کیل ڈانس کرنے لگے۔ دانی اپنے شوہر کے ساتھ تھی، جبکہ سنی اپنی حالت کی وجہ سے بیٹھ کر فنکشن انجوائے کر رہی تھی۔ زری بھی عامر کے ساتھ ڈانس کر رہی تھی۔

آو۔ روبیل نے کہہ کر اسے اسے اٹھایا

کہاں؟ نورے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا

ڈانس کرنے۔ روبیل نے کہہ کر اسے آرام سے سیٹج سے اتار لیا

لیکن مجھے تو کیل ڈانس کرنا نہیں آتا۔ نورے نے منہ بسور کر کہا

مجھ پر بھروسہ ہے نہ تو بھروسہ رکھو کچھ نہیں ہوگا۔ بس تم میری آنکھوں میں دیکھو۔

اس نے نورے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

پچھلے سے گانا گا چکا تھا۔ اور روئیل نے ایک ہاتھ نورے کے ویسٹ پر رکھا اور ایک ہاتھ سے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا جبکہ نورے کا ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا تھا اور ایک ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اور وہ آہستہ آہستہ وہ سٹیپس لینے لگے۔

Janam janam janam saath chalna yunhi

Kasam tumhe kasam aake milna yahin

Ek jaan hai bhale do badan ho judaa

Meri hoke humesha hi rehna

Kabhi na kehna alvida

Meri subah ho tumhi aur tumhi shaam ho

Tum dard ho tum hi aaraam ho

Meri duaon se aati hai bas ye sadaa

Meri hoke humesha hi rehna

Kabhi na kehna alvida

Aha ha ha o...

Meri hoke humesha hi rehna

Kabhi na kehna Alvida...

Teri baahon mein hai mere dono jahaan

Tu rahe jidhar meri jannat wahin

Jal rahi agan hai jo ye do tarfa

Na bujhe kabhi meri mannat yahi

Tu meri aarzu, main teri aashiqui

Tu meri shayari, main teri mausiqi

Talab talab talab bas teri hai mujhe

Nason mein tu nasha banke ghulna yunhi

Meri mohabbat ka karna tu haq ye adaa

Meri hoke hamesha hi rehna

Kabhi na kehna Alvida...

Meri subah ho tumhi aur tumhi shaam ho

Tum dard ho, tum hi aaraam ho

Meri duaon se aati hai bas ye sadaa

Meri hoke humesha hi rehna

Kabhi na kehna Alvida...

Aa... alvida..

O... na na..

روئیل اس گانے پر لپسنگ کر رہا تھا اور نورے کو لگ رہا تھا کہ یہ بات روئیل اس سے کہہ رہا ہے۔ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہاں ان کے بغیر کوئی بھی شخص نہیں ہے وہاں۔ سب سے پہلے نورے کو ہوش آیا تو اس نے روئیل کو متوجہ کیا

روئیل !! اب چلیں ہو گیا ڈانس۔ نورے نے کہہ کر ادھر ادھر دیکھا

جیسے ہی روئیل روکا۔ پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ سب نے دونوں کو بہت سراہا اور

بہت ساری دعاؤں اور نیک خواہشات تلے وہ لوگ ولیمے کے فنکشن سے واپس

آگے۔

گھر آکر روبیل تو نیچے بیٹھ گیا جبکہ نورے روم کی طرف بڑھ گئی لیکن سیڑھیاں
چڑھنے سے پہلے وہ سیلز اتارنا نہیں بھولی۔

اس نے کمرے میں آکر سب سے پہلے آرام سے جیولری اتاری اور پھر ساڑھی کا پلو پکڑ
کر اسے پھیلا کر گول گول گھومنے لگی اور ساتھ ہنس بھی رہی تھی۔ کیونکہ وہ بہت خوش
تھی روبیل کو لیکر، اسکی محبت، اسکے پیار بھرے انداز کو دیکھ کر۔ کون کافر ایسے بندے
پر دل و جان سے اسکی کسی بات پر کیوں ایمان نہیں لائے گا؟
وہ ابھی بھی گھوم رہی تھی کہ اچانک اسے لگا کہ اسے کوئی دیکھ رہا تھا۔ اس نے پیچھے
دیکھا تو روبیل روم کے دروازے پر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور اس کے کان میں سرگوشی کی

ایک تو حسن بلا، اوپر سے بناوٹ آفت

گھر بگاڑیں گے ہزاروں کے سنورنے والے

حشر میں لطف ہو، جب ان سے ہوں دود و باتیں

وہ پوچھے کون ہو تم؟ ہم کہیں مرنے والے

اس نے گھمبیر لہجے میں شعر پڑھا اور اس کے کان کی لو کو چوم لیا۔

وہ اسکی اس حرکت پر گبھرا گئی اور اس کے سینے پر سر رکھا اور اپنا چہرہ چھپا لیا۔ روبیل نے اسے پھر سے گود میں اٹھایا اور بیڈ کی جانب بڑھنے لگا۔ اس نے پھر سے کل رات والے روپ میں دیکھ کر نورے مزید اس میں سمٹ گئی اور یوں وہ اس پر جھکتا چلا گیا۔ ساری رات اس پر اپنی محبتیں نچا اور کرتا چلا گیا اور وہ اس کی محبت کی بارش میں بھیگتی چلی گئی اور یوں ایک اور رات گزری یوہی ایک دوسرے میں سمٹتے سمٹتے۔

سب سلجھا ہی کب تھا ازل سے؟

سب الجھا ہی تھا ازل سے!!!

(از خود)

آج ان کی شادی کو پورا ایک مہینہ مکمل ہوا۔ اس ایک مہینے میں روبیل نے اسے ہر بار اپنی محبت کے مختلف رنگوں اور شدتوں سے روشناس کروایا۔ آج روبیل کو ملک سے باہر جانا تھا آفس کے کسی ضروری کام کے سلسلے میں پورے دو مہینوں کے لیے۔

یار نورے تم ایسے بی ہو کرو گی تو میرا وہاں دل کیسے لگے گا؟ روبیل نے اس کی مسلسل خاموش رہنے پر کہا جو اسے نظر انداز کر کے اس کے کپڑے پیک کر رہی تھی

میں کیسا بی ہو کر رہی ہوں رو بی؟ میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ نورے نے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا

ادھر دیکھو میری طرف۔ روبیل نے کہہ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا

تم رو رہی ہو؟؟ نورے میری جان مت رو یا ر۔ میں ہمیشہ کے لیے تو نہیں جا رہا نہ۔
رو بیل نے کہہ کر اسے اپنے سینے سے لگایا

اللہ نہ کرے رو بی۔ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔
عمیر بھائی بھی تو گئے تھے نہ کبھی واپس نہ آنے کے لیے۔ نورے کے گالوں پر آنسوؤں
لڑھیوں کی صورت میں بہنے لگے

بس بس۔ کچھ نہیں ہوتا۔ تم بس ان سب کے لیے دعا کرو میری جان اور قسمت کا لکھا
سمجھ کر آگے بڑھو۔ اسی طرح ہر چیز کو ریلیٹ کرو گی تو خود بھی تکلیف میں رہو گی اور
انہیں بھی تکلیف دو گی۔ رو بیل نے کہہ کر اس کے بالوں پر بوسہ دیا

بیپ

بیپ

ابھی وہ بات کر رہے تھے کہ روبیل کے موبائل پر میسج ٹون بجی۔ وہ مڑا اور میسج دیکھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ میسج پڑھ رہا تھا ویسے ہی اس کے چہرے کے تاثرات سخت ہوتے جا رہے تھے۔ اس نے ایک نظر نورے پر ڈالی جو پھر سے اس کے کپڑے پیک کر رہی تھی اور خود واشروم میں بند ہو گیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رویل پتہ نہیں کیوں آج میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ کاش جو خواب پچھلے مہینے سے دیکھ رہی ہوں وہ سچ نہ

ہو۔ نورے نے اپنے سسکیوں کو دبانے کے لیے منہ پر دوپٹہ رکھا۔ یہ سچ تھا کہ نورے مسلسل ایک ہی خواب دیکھ رہی تھی جس میں روبیل اس سے دور چلا جاتا ہے اور وہ اکیلی رہ جاتی ہے۔

نورے یار میر اسوٹ تو نکال لو۔ روبیل نے واشروم سے آواز دی

ہاں میں نے رکھ دیا ہے۔ آپ باہر آجائیں تب تک میں ناشتہ لگواتی ہوں۔ نورے نے کہہ کر جلدی سے آنسو پونچھے اور باہر کی جانب بڑھ گئی۔

رو بیل بھی واشروم سے باہر آیا اور جلدی جلدی تیاری کرنے لگا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو نورے کہیں بھی نہیں تھی۔ اس نے سر جھٹکا اور اپنی کلائی میں گھڑی پہننے لگا۔

ابھی وہ پہن رہا تھا کہ نورے نے اس کے ہاتھ سے گھڑی لی اور خود پہنانے لگی۔ اس کے اس حرکت کی وجہ سے روبیل کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی کیونکہ پچھلے ایک مہینے سے نورے روبیل کو گھڑی پہناتی تھی اور روبیل اسے چوڑیاں۔

آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ مجھے ڈھونڈھے گے اور میں نہیں ملوں گی کیا؟ نورے نے
جھکے سر کے ساتھ سوال کیا

اور اگر میں تمہیں ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گیا اور پھر بھی نہ ملی تو؟ روبیل نے الٹا
اس سے سوال کیا

تو یہاں مجھے ڈھونڈ لیجئے گا۔ میں یہی آپکو ہمیشہ ملوں گی۔ آپ کی ہر سانس میں مہکتی
رہوں گی۔ آپ کے رگوں میں خون بن کر دوڑوں گی۔ اس لیے جب بھی میں کہیں
کھوجاؤں تو اپنے دل کی دھڑکنوں میں مجھے ڈھونڈیے گا یہی میری جگہ ہے اور یہاں
میں آپکو ملوں گی بھی۔ نورے نے پہلے اس کے دل کی طرف اشارہ کیا اور پھر اپنا سر
رکھ کر اس سے بات کی جبکہ بات کے آخر میں وہی اپنے ہونٹ رکھے

روبیل کے پاس تو کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں۔ ہر بار، بار بار وہ اسے لاجواب کر دیتی اور اب

بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

چلیں جلدی سے ناشتہ کرتے ہیں۔ آپکی فلائٹ مس نہ ہو جائے۔ آئیں چلیں۔ اس بار نورے نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا

اس کی پھیلی ہوئی ہتھیلی کو دیکھ کر روبیل نے پہلے وہی اپنے ہونٹ رکھے اور پھر اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور باہر کی جانب چل دیا

اس کے دادا پہلے ہی اپنے بیٹے کے پاس امریکہ چلے گئے تھے اور اب روبیل بھی جا رہا تھا تو وہ اور بھی ادا اس ہو رہی تھی۔

نورے؟ روبیل نے نورے کو پکارا جو سر نیچے کیئے نہ کچھ کھا رہی تھی اور نہ کچھ پی رہی تھی۔

جی۔۔جی۔۔ نورے نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

ناشتہ کیوں نہیں کر رہی تم ہاں؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نہ تمہاری؟ روبیل نے کہہ کر اس

کے ماتھے پر ہاتھ رکھا

ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ آپ بے فکر ہو کر ناشتہ کریں۔ میرا دل نہیں چاہا کچھ بھی

کھانے کو۔ آئی سوئیر۔ نورے نے اسکے ہاتھ کو چوما اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ

رکھا

آر یو شیور؟ روبیل نے اس سے پوچھا

یس۔ نورے نے کہہ کر اس کے گال کیھنے

آہ نور۔ اب بچ کر دیکھا۔ کہتے ساتھ ہی روئیل نے اس کے پیچھے دوڑ لگادی

وہ کبھی صوفے کے پیچھے چلی جاتی تو کبھی ڈائنگ کی طرف ساتھ ساتھ وہ ہنس بھی رہی تھی اور اسے چڑا رہی تھی کہ وہ اسے نہیں پکڑ سکتا۔

اب بچ کے دیکھا و زرا۔ وہ یہ کہہ کر چند قدم پیچھے ہوا اور پھر ایک لمبی چھلانگ لگا کر اس تک پہنچ گیا اور اسے پکڑ کر گدی گدی کرنے لگا

ہا ہا ہا۔ بس روئیل۔ ہا ہا ہا بس کر دیں۔ ہا ہا ہا۔ پھر نہیں کہوں گی۔ ہا ہا ہا۔ وہ مسلسل ہنسنے کے دوران بول رہی تھی اور روئیل مزید گدی گدی کرتا۔ آخر کار روئیل نے اسے چھوڑ دیا اور اسے بچوں کی طرح اپنے گود میں بٹھالیا

نورے؟ اس نے گھمبیر سرگوشی کی

جی۔ نورے نے اس سے سینے سے پشت لگا کر جواب دیا

کیا تم مجھے کبھی چھوڑ کر جاو گی تو نہیں؟ اس نے بہ مشکل خود کو کنٹرول کر کے کہا ورنہ

اس کا دل دھاڑے مار مار کر رونے کو کر رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کبھی نہیں۔ ہاں البتہ اگر آپ نے خود ہی چھوڑ دیا تو شاید چلی جاؤں ہمیشہ کے لیے۔

نورے نے کہہ کر اس کے سینے سے سر ٹکا دیا

کیوں جاو گی تم؟ رو بیل نے بے چین ہو کر پوچھا

کیونکہ عورت کی زندگی میں اس کے بابا اور بھائی کے سوا اس کا شوہر ہی اس کا محافظ ہوتا ہے۔ جب وہ ہی سر سے چھت چھین لے تو عورت کے پاس کیا رہ جاتا ہے؟ اس نے مڑ کر اس کی طرف دیکھ کر کہا

ہاں یہ ٹھیک کہا۔ روبیل نے اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکادی



آپکو جانا نہیں ہے کیا؟ نورے نے شرارت سے کہا

دل تو نہیں کر رہا لیکن جانا ضروری ہے بہت ضروری۔ روبیل نے آگ برساتی نظروں سے کہا لیکن نورے کا سر نیچے ہونے کی وجہ سے وہ اسکی نظروں سے خائف رہی۔

اوکے تو پھر اٹھیں شاباش۔ نورے نے کہہ کر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا

تمہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ تم مجھ سے جان چھڑوا رہی ہو اب۔ روبیل نے کہہ کر ہنسی

دبائی

اللہ نہ کرے کہ میں آپ سے جان چھڑواؤں۔ کیا فضول بولتے ہیں آپ روبی۔ نورے

نے منہ پھلا کر کہا



اچھا بھی نہیں بولتا۔ سوری یہ دیکھو۔ روبیل نے کہہ کر اپنے کان پکڑے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نورے نے جب اسے دیکھا تو کھلکھلا کر ہنس پڑی اور روبیل نے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے

ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے اور اس کی سانسوں کی مہک کو خود میں اتارنے لگا۔ اس کا

انداز اتنا شدید تھا کہ جب وہ پیچھے ہوا تو نورے کے ہونٹوں پر زخم بن چکا تھا۔

سس۔ نورے نے ہونٹوں پر ہوتی جلن سے آنکھیں میچی

روئیل نے دوبارہ وہی اپنے ہونٹ رکھے اور ہلکا سا چوم کر وہی اپنے لبوں سے مرہم لگایا

آپ بہت برے ہیں؟ نورے نے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھ کر کہا

افففففف قربان جاؤں تمہاری اس ادا پر بیگم۔ روئیل نے کہتے ساتھ ہی اسے خود میں
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
زور سے بھینچا

آہم آہم۔ ابھی وہ دونوں ایک دوسرے میں مگن تھے کہ پیچھے سے شیری کی آواز آئی

تجھے ابھی آٹپکنا تھا؟ روئیل نے مصنوعی غصے سے کہا

تو تجھے بھی یہی رو مینس کرنا تھا؟ شہریار نے بھی دو بدو سوال کیا

آپ بیٹھیں نہ ناشتہ کر لیں۔ نورے نے خفت مٹانے کے لیے کہا

ارے نہیں نورے۔ میں یہاں آپ دونوں کو لینے آیا ہوں؛ دیر ہو رہی ہے۔ شیری
نے گھڑی میں وقت دیکھ کر کہا



اوکے۔ چلیں۔ نورے نے روپیل کی طرف دیکھ کر کہا

ہاں چلو۔ اسی طرح وہ تینوں ایئر پورٹ کی جانب رواں ہو گئے

نورے کا دل کو عجیب و ہموموں میں گھرا تھا۔ عجیب سے وہم اسے ستارے تھے۔ بار بار وہ

وارفتگی سے روبیل کو دیکھتی۔ اسے یوں لگتا کہ اگر اس نے اپنی آنکھیں بند کیں یا جھپکیں تو روبیل اس کے نظروں سے او جھل ہو جائے گا ہمیشہ کے لیے۔

یہ لیں آگیا ائیر پورٹ۔ شیری کی آواز سے اس کا طلسم ٹوٹا

وہ تینوں آگے پیچھے اتر گئے چونکہ روبیل کی فلائٹ کا ٹائم ہو رہا تھا اس لیے وہ جلدی ان دونوں سے ملکر اندر کی جانب بڑھ گیا اور ان دونوں کو ڈھیر ساری تلقین کرنا نہیں بھولا۔ نورے نے اسے نظروں سے او جھل ہونے تک دیکھا

چلیں چڑیل اب۔ شیری نے شرتا کہا

ہاں چلیں۔ بدلے میں نورے نے مسکرا کر کہا

اسی طرح وہ دونوں واپسی کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ شیری نے نورے کو گھر ڈراپ کیا اور باہر سے ہی چلا گیا اور یہ بھی کہا کہ اسکی امی اس کے پاس رہنے آئیگی کیونکہ یہ بھی روئیل کا ہی حکم تھا کہ وہ اکیلی نہ رہے۔

گھر آکر وہ ادھر ادھر دیکھتی رہی اور یہ یقین کرتی رہی کہ وہ نہیں ہے۔ پھر اوپر کمرے کی جانب بڑھ گئی اور فریش ہونے کی غرض سے واشروم میں بند ہو گئی۔

ٹھیک بیس منٹ بعد وہ فریش ہو کر باہر آئی تو ملازمہ نے اسے کھانے کا پوچھا تو اس نے بریانی اور کباب پکانے کا کہا اور ساتھ سوئیٹ ڈش میں شیری کی پسند کی کھیر کا بھی۔ نورے کو شیری میں عمیر کا عکس دیکھائی دیتا تھا۔ صرف ان کی شکلیں مختلف تھیں اور عادتیں اور پسند کا ناپسند حد درجہ بلکل ایک جیسی ہی تھیں۔ اس لیے وہ شیری کے پسند کے ڈشز بھی کبھی کبھی بنوا لیتی تھی اب بھی یہی ہوا تھا کہ میٹھا اس کی پسند کا بنا تھا۔

چونکہ دوپہر کے کھانے میں ابھی وقت تھا اس لیے اس نے پہلے میگزین پڑھا پھر اپنی بھائی بھابھی کو کال کیا۔ ویڈیو کال کی وجہ سے اس نے ڈھیر ساری باتیں عمر سے بھی کہیں۔ اسے پتہ چلا کہ اس کے بھائی بھی اب دوسرے شہر میں رہتے ہیں بزنس کی وجہ سے۔ اس نے ادھر ادھر کی باتیں کی اور پھر کال کاٹ دیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے پھر سے کمرے کا رخ کیا اور وہاں بے مقصد الماری کو ٹٹولنے لگی۔ کبھی کچھ اوپر رکھتی تو کبھی کچھ نیچے کر لیتی۔ یہ سب کرتے کرتے ایک بیلو کلر کی فائل اس کے ہاتھ سے گری۔

یہ کیا ہے؟ نورے نے تجسس کے عالم میں فائل اٹھائی

ابھی وہ فائل کھول رہی تھی کہ کرن (شکورہ بوا کی بیٹی) نے آکر اسے بتایا کہ رخصانہ بیگم کے آنے کا بتایا۔

اچھا ٹھیک ہے تم چلو میں آتی ہوں۔ نورے نے کہہ کر وہ فائل واپس الماری میں رکھی اور پٹ بند کر کے باہر کی جانب چل دی۔

وہ نیچے اتری اور رخسانہ آنٹی سے ملی۔ انھوں نے بہت محبت سے اسے گلے لگایا اور سر پر ہاتھ پھیر کر دعادی۔

اسی طرح باتوں باتوں میں دوپہر ہو گئی۔ اس نے آگرچہ رخسانہ آنٹی کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی پھر بھی اس نے کھانے کے ٹیبل پر بھی خوب مہمان نوازی کی اور بار بار ان کی پلیٹ بھر رہی تھی اور وہ صرف نہ نہ کرتی رہ جاتی۔

ہیلوو وویو ٹیفل لیڈیز۔ شیرمی نے چہکتے ہوئے کہا اور آکر اپنے امی کے سر پر بوسہ دیا جبکہ نورے کے سر پر ہاتھ رکھا

ہیلوو ووشیری۔ نورے نے تھوڑی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

لگتا ہے سہی وقت پر پہنچا ہوں۔ اس نے کھانے کی طرف اشارہ کر کے کہا

ہاں بلکل شہریار صاحب آپ سہی وقت پر پہنچے ہیں۔ اس کی امی نے جواب دیا جن کے انداز سے خفگی چھلک رہی تھی

کیا ہوا امی؟ آپ ناراض ہیں مجھ سے؟ شہریار نے کھانے کی طرف جاتا ہاتھ روک کر کہا

میں نے تم سے کچھ کہا تھا آتے وقت کہ مجھے اور نورے کو شاپنگ پر لے لیکر جاو گے۔

ہنوز اسی طرح ناراضگی سے کہا گیا

اووووو۔ بس اتنی سی بات؟ کھانے کے بعد چلتے ہیں۔ شہریار نے انھیں بچوں کی طرح
پچکارتے ہوئے کہا

چل ہٹ شریر۔ رخسانہ بیگم نے اسے ہلکے سے ڈپٹا جبکہ نورے کی ہنسی نکل گئی

کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ شاپنگ پر چلے گئے۔ ابھی وہ مال میں اینٹری ہوئے تھے کہ
پیچھے سے کسی نے نورے کو پکارا

ہائے نورے۔ بھاری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

تم یہاں؟ نورے نے پہلے تو تیوری چڑھائی لیکن جب مڑی تو اس دیکھ کر خوشگوار

حیرت ہوئی اس لیے اس نے لہجے میں حیرت سموئے پوچھا

ہاں میں نورے۔ کیسی ہو؟ اس نے پوچھا

میں ٹھیک تم سناؤ۔ کیا کر رہے ہو آج کل؟! نورے نے کہتے ساتھ ہی اس سے پوچھا

میں آج کل کچھ خاص نہیں۔ یہ لوگ کون ہیں؟ اس نے شیری اور رخصانہ بیگم کی طرف اشارہ کر کے پوچھا



وہ میرے بھائی شیری اور یہ وہ ان کی مدر رخصانہ آئی۔ جو کہ میری بھی مدر ہی ہیں۔
اس نے فخر سے کہہ اس شخص کی جانب دیکھ کر کہا۔ شیری اور اس کی امی تھوڑے
فاصلے پر تھے اس لیے وہ ان دونوں کی ملاقات سے بے خبر ہی تھے۔

او کے چلو پھر ملاقات ہوتی ہے۔ اب چلتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا جبکہ

نورے بھی ان کی طرف بڑھ گئی۔

کہاں رہ گئی تھی یار؟ شیرمی نے تشویش سے پوچھا

وہ ایک کلاس فیول مل گیا تھا حنین اسی کے ساتھ تھی۔ نورے نے عام سے لہجے میں کہا

اوکے اوکے لیکن بتا دیا کرو یار۔ شیرمی نے کہہ کر اسے آگے جانے کا راستہ دیا

اچھا جی۔ نورے نے بھی ناک چڑھا کر کہا

کافی دیر شاپنگ کرنے کے بعد وہ لوگ گھر لوٹے۔ نورے کو کچھ دنوں سے چکر آرہے

تھے۔ اب بھی یہی ہوا تھا۔ جیسے ہی وہ روم میں آئی۔ اس نے تمام شاپرز بیڈ پر رکھے

لیکن جیسے ہی واپس جانے کے لیے مڑی اسے ایک زبردست چکر آیا۔

وہ واپس بیڈ پر بیٹھ گئی اور تھوڑی دیر آنکھیں بند کر کے گہرے گہرے سانس لیتی رہی۔
جب اسے لگا کی اس کی طبیعت سنبھل گئی ہے تو اس نے واپس وہ شاپر اٹھائے اور الماری
کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے ایک ایک کر کے سارے شاپرز رکھے لیکن جیسے ہی وہ الماری بند کرنے لگی
اسے وہ بلیورنگ کا فائل پھر سے نظر آیا۔

یہ کیا ہے جو بار بار آج نظروں کے سامنے آرہا ہے؟ اس نے اوپر نیچے، دائیں بائیں فائل
کو دیکھا

لیکن اس طرح کسی کے فائلز چوری چھپے دیکھنا اچھی بات نہیں ہے نورے!!! اس

کے اندر کہیں سے آواز آئی

لیکن یہ تور و بیل کی فائل ہے نہ اور ان کی تمام چیزوں پر میرا حق ہے تو یہ کیوں نہیں؟
اس نے خود کو جواب دیکر آرام سے بیڈ کی طرف بڑھی۔ بیڈ پر جانے سے پہلے اس نے
دروازہ اچھے سے لاک کیا اور پھر بیڈ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی اور فائل کو کھولنے لگی

یہ کیا ہے؟ نورے نے ایک صفحہ کی طرف دیکھا جو الٹا رکھا ہوا تھا (مطلب اس کے پیچھا
کا بلینک حصہ تھا)

اس نے جیسے ہی صفحہ پلٹا، اس کی نظریں جیسے ہی اس پر لکھی سطروں پر پڑی تو گویا اس
کے پیروں سے زمین نکل گئی۔ اسے ایسا لگا کہ کسی نے اسے پتی دھوپ میں لا کر کھڑا
کیا ہو۔

گوارا نہیں کیا مجھے؟ اور ب۔۔۔ بچہ کا باپ بھی روبیل!!!؟ کیسی بے یقینی سی بے یقینی تھی اسے۔ اس نے زور زور سے آنکھیں میچیں کہ شاید دوبارہ آنکھ کھلنے پر ایسا کچھ نہ ہو لیکن حقیقت کہاں چھپی رہتی ہے؟

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

کیوں کیا آپ نے ایسا روبیل؟؟؟ کس چیز کا بدلہ آپ دونوں نے مجھ سے لیا ہے؟ کیا گاڑا تھا میں نے آپکا؟ رو۔۔۔ روحی تہ۔۔۔ تم نے بھی مجھے برباد کر دیا؟ آآآآ آہ!!!
نورے مسلسل ہچکیوں کے درمیان خود سے بول رہی تھی

اور وہ اسی طرح روتے روتے سو گئی۔ کوئی بار بار دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا اس لیے اس کی نیند کھل گئی۔

اس نے خود پر نظر ڈالی تو وہ اس تھوڑی ہی دیر میں برسوں کی اجڑی لگ رہی تھی۔ اس نے جلدی جلدی سب سمیٹا اور واشر روم کا رخ کیا اور منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور کپڑے تبدیل کیئے اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

جی؟ اس نے ابھی اوپر نہیں دیکھا تھا جھکے سر کے ساتھ پوچھا

چڑیل کہاں تھی یار؟ کب سے دروازہ ناک کر رہا تھا؟ شیری نے دروازے کے کھلتے ساتھ ہی سوالات کی بوچھاڑ کر دی

وہ میں واشر روم میں تھی۔ نورے نے بہ مشکل یہ الفاظ ادا کیئے

اچھا چلو آئیے۔ روبیل نے وڈیو کال کی ہے۔ تمہارا نمبر بند تھا اس لیے میرے نمبر پر کال کیا ہے اس نے۔ آجاؤ تمہیں ہی موصوف یاد فرما رہے ہیں۔ شیری نے آخر میں

شرارت سے کہا

روہیل کے نام پر دوبارہ سب کچھ یاد آیا لیکن اس سے پہلے اس کی آنکھوں میں چھائی نہی
کو شیری دیکھ لیتا اس نے فوراً دوبارہ سر جھکا لیا اور نیچے کی طرف بڑھنے لگی



آویٹا بات کر لو۔ رخسانہ آنٹی نے محبت پاش لہجے میں کہا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسلام علیکم!! روہیل نے پہل کیا

وع۔۔ وعلیکم اسلام!! نورے نے تھوڑا اٹکتے ہوئے کہا

کیسی ہو؟ روہیل نے اس کی خیریت دریافت کی

اس بات پر اس کے آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگیں۔ وہ چاہ کر بھی اپنے آنسو نہیں روک پائی۔

ٹھیک ہوں رو۔۔ رو بی!!! اس نے آنسوؤں کے درمیان کہا

رو کیوں رہی ہو؟ کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟ یا پھر طبیعت خراب ہے؟ روبیل نے ایک ساتھ کئی سارے سوال کر ڈالے

نہیں۔ اس نے سر نفی میں ہلایا؛ اب وہ اسے کیا بتاتی کہ جو ہوا ہے اس سے اسکا سب کچھ لٹ چکا ہے اور کسی اور کی کیا ہی بات ہے جو کیا ہے اس کے سگوں نے کیا ہے۔

تو پھر؟ روبیل نے ایک آئیر واچکا کر کہا

آآ۔۔۔ آپ ک۔۔ کی یاد آرہی تھی بس اس لیے۔ نورے نے چہرہ صاف کر کے
کہا۔ وہ اس وقت ایسے ظاہر خر رہی تھی کہ کچھ نہیں ہوا صرف وہ اسے یاد کر رہی تھی۔

ہاہا۔ نورے تم نے مجھے ڈرا دیا تھا کہ پتہ نہیں کیا ہوا ہے؟ روبیل نے بات کو مذاق کا
رنگ دیا اور ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا

ویسے تمہارا فون کیوں آف ہے؟ روبیل نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے اب سنجیدگی
سے کہا

اس کی بیٹری ش۔۔۔ شاید ڈیڈ ہو گئی ہو اس لیے۔ نورے نے انگلیاں چٹختے ہوئے کہا
اور سر جھکا لیا کیونکہ ایک بار پھر سے اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھی

اچھا چلو کوئی بات نہیں۔ تم بس اپنا خیال رکھنا۔ میرے کچھ دن تھوڑے مصروف گزریں گے اگر کال نہ کر سکو تو پلیز ز مجھے اپنی دعاؤں میں ہی یاد رکھنا۔ دعاؤں میں یاد رکھو گی نہ؟ روئیل نے بات کے آخر میں اس سے پوچھا جو نم آنکھیں لیئے اسے تک رہی تھی

ہا۔ ہا ضرور یاد رکھوں گی آپ کو۔ آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا۔ اللہ حافظ۔ آنسوؤں کا

گولہ بہ مشکل حلق سے اتارتے ہوئے اسے کہہ کر کال کاٹ دی

اللہ حافظ۔ دوسری طرف روئیل نے بھی کال ڈسکنیکٹ کر دی

یہ لیس شیر ی۔ آپ کا فون۔ نورے نے موبائل شیر ی کو پکڑا یا

شکر یہ نہیں کہو گی؟ شیر ی نے اس کے آنسو دیکھے تو یہی سمجھا کہ شاید روئیل کی یاد آ

رہی ہے اس لیے رورہی ہے۔ اس لیے وہ مذاق کرنے لگا

کس بات کا شکریہ؟! آپ بتانا پسند کریں گے شہریار صاحب؟ نورے تیوری چڑھا کر
اپنے ہاتھ سینے پر باندھ کر اس سے پوچھا

بھئی اس بات کا شکریہ کہ میں نے تمہاری بات روئیل سے کروائی وہ بھی
اپنے اپنے فون سے۔ اس نے اپنے پر خاصا زور دیا

تو بھئی نہ دیتے نہ اپنا ااااا فون۔ کس نے کہا تھا دینے کو؟ آپکا ااا فون تھا اپنے سے پاس
ہی رکھتے۔ اس نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا اور اپنی ہنسی دبانے لگی

تمہیں بتانا ہوں میں اب۔ یہ کہہ کر شہریار اس کے پیچھے دوڑنے لگا

وہ آگے تھی اور شہریار اس کے پیچھے تھا جبکہ رخسانہ آنٹی ان دونوں کو دیکھ کر محضوظ ہو رہی تھیں اور دل ہی دل میں نورے کی سداخوش رہنے کی دعا کر رہی تھی۔ لیکن ہمیں کیا پتہ ہوتا ہے کہ دعائیں کب قبول ہوتی ہیں؟ کب کیا ہو جائے ہمارے ساتھ؟

آآہ۔ شیری بال چھوڑو میرے۔ شیری نے اس کی چھوٹی پکڑلی اور کھینچنے لگا

مما۔ شیری سے کہہ دیں کہ میرے بال چھوڑیں۔ اس وقت وہ سب بھول چکی تھی یا پھر شاید بھولا دینا چاہتی تھی۔ اس لیے اس کے ساتھ لڑ رہی تھی

مما۔ چڑیل سے کہیں کہ مجھے تھینکس بولے۔ شہریار نے بھی اسی کے انداز میں کہا

آآہ۔ جنگلی بلی نہ ہو تو ایسا کون کرتا ہے؟ نورے نے اس کے بات کے درمیان ہی اسے چٹکی کاٹی تھی جس کی وجہ سے اس کی گرفت ڈھیلی پڑی اور نورے وہاں سے بھاگ گئی

اور پیچھے شیری بے چارہ کراہتا رہ گیا

مت تنگ کرو اسے بیٹا۔ رخسانہ بیگم نے اسے سمجھایا

مما میں اسے تنگ اس لیے کرتا ہوں کہ وہ مجھے بہت عزیز ہے۔ بالکل چھوٹی بہنوں کی طرح۔ اسکے بھائی اور والدین کے جانے کے بعد ہم نے ہی اسے سنبھلنا ہے۔ اس نے لہجے میں محبت سمونے سچے دل سے کہا

جانتی ہوں بیٹے لیکن پھر بھی۔ اتنا تنگ نہ کیا کرو اسے۔ بچی ہے تم تو بڑے ہو شیری۔

اس کی ممانے تھوڑی ناراضگی سے کہا

آپ بھی اب شیری بلائیں گی اس چڑیل کی طرح؟ شہمیر یار نے ہنس کر کہا

ہاں بھی شہریار کو شیری نہیں تو کیا بیری بلائیں گے؟ ہا ہا ہا ہا۔ رخسانہ بیگم کی بجائے

پیچھے سے نورے نے جواب دیا

ہا ہا ہا ہا۔ رخسانہ بیگم نے یہ بات سنی تو وہ اور نورے دونوں ہی قہقہہ مار کر ہنسنے لگیں

جبکہ شیری کا منہ بن چکا تھا



نیا آپ بھی اس کے ساتھ مل گئی؟ شیری نے حیرت سے کہا
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مائیں ہمیشہ بیٹیوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ کیوں ماما؟ نورے نے ایک مان کے ساتھ کہا

جبکہ آواز آخر میں رندھ گئی

ہاں بیٹا۔ تم تو میری بہادر بیٹی ہو۔ میں آپ کی ماما اور یہ آپکا بھائی شیری۔ بس روتے
نہیں ہیں۔ ہم آپ کے والدین اور بھائی کی جگہ نہیں لے سکتے لیکن ہم کوشش کریں

گے کہ آپ کو ان کی کمی زیادہ محسوس نہ ہو۔ رخسانہ بیگم نے نرمی سے اسکے آنسو صاف
کیئے اور اسے خود سے لگایا

ممارات کے کھانے میں کیا بنے گا؟ سخت بھوک لگ رہی ہے مجھے تو۔ شہریار نے ماحول
پر چھائی افسردگی کو کم کرنے کی خاطر کہا

کھیر تو بن چکی ہے باقی مینیو آپ دونوں ڈیساٹڈ کر لیں۔ نورے نے سارا کام ان کے
حوالے کر دیا

کھیر؟ سچ میں؟ کب بنائی؟ شیری تو کھیر کا دیوانہ تھا اس لیے کھیر کا نام سنتے ہی اس سے
پوچھا

دوپہر کو بنوائی تھی لیکن ہم لوگ باہر چلے گئے تو اب رات کے کھانے کے بعد کھالیں

گے۔ نورے کہہ کر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی

اففففف چڑیل تم نے مجھے خوش کر دیا۔ یااااا شیری نے کہتے ساتھ ہی کچن کی طرف

دوڑ لگادی

پاگل۔ رخسانہ آنٹی نے اس کے بھاگنے پر کہا جبکہ نورے نے صرف مسکرانے پر اکتفا
کیا اور وہاں سے کمرے میں چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ زندگی مجھے کس موڑ پر لے کر آگئی ہے؟ یا اللہ میری مدد فرما۔ اس نے اوپر چھت کی

جانب دیکھ کر کہا

اس نے دوبارہ وہ پیپر اٹھائے۔ ایک بار پھر درداٹھا۔ اس نے اب کی بار دوبارہ سب

کچھ پڑھنا شروع کیا۔

ان دونوں کا نکاح پچھلے سال ہوا تھا اور اس لیے تو روحی بھی ایک سال سے غائب تھی۔
 صرف میری مہندی پر آئی تھی اور پھر اگلے ہی دن وہ واپس چلی گئی تھی لیکن یہ
 بچہ۔۔۔ بچہ؟؟ وہ۔۔۔ وہ تو نہیں لگ رہی تھی کہ ماں بننے والی ہے؟ نورے کے دماغ
 میں سوالوں اور ان کے جوابات کا ایک وسیع جال بھج گیا

آآآ آہ۔۔۔ روہیل تو آپ بابا بھی بن گئے۔ اس نے بیڈ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں
 اور بے دھیانی میں اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ کئی اشک اسکے آنکھوں سے نکل کر بے مول
 ہو گئے اور مسلسل بے مول ہوتے رہے۔

اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو سامنے ڈی۔ این۔ اے ریپوٹس اور روحی کے
 پریگنیسی ریپوٹس پر نظر پڑی۔

اشک ایک بار پھر اپنا راستہ بنا کر اسکے آنکھوں سے رواں ہو گئے۔ اس نے وہ ریپوٹس اپنے سینے سے لگائیں اور آواز کے ساتھ رونے لگی۔ وہ عشق کرتی تھی روبیل سے؛ صرف کہنا سب کچھ ہوتا نہیں ہے بلکہ ثابت کرنا ہی سب کچھ ہوتا ہے۔

وہ بھی عشق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو چکی تھی جہاں اسے اگر خود کو بھی قربان کرنا پڑ جاتا تو کر لیتی۔ یہ تو اس کے محبوب شوہر کی دوسری بیوی تھی اگرچہ وہ اس سے بدگمان نہیں ہونا چاہتی تھی لیکن ایک خلا سا اس کے زندگی میں بھر گیا کہ روبیل نے یہ بات کیوں چھپائی اس سے اور پھر یہ بھی کہ وہ باپ بن چکا ہے!!!

اس نے پل بھر میں فیصلہ کر لیا اور وہ سب سمیٹ کر دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ لیا۔ دفعتاً مغرب کی اذان اسے سنائی دی تو پہلے اذان کا جواب دیا اور پھر جلدی سے واشروم وضو کرنے چلی گئی اور باہر آئی تو جائے نماز بچھائی اور نماز ادا کرنے لگی۔

نماز پڑھنے کے بعد وہ اپنے رب کو دل کا حال سنانے لگی اور بار بار اپنے لیے گئے فیصلے پر قائم رہنے اور صبر کی دعائیں کرتی رہی۔ جب بہت وقت گزرا اور اس کا دل ہلکا ہوا تو اس نے جائے نماز تہہ کر کے میز پر رکھی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

باہر آئی تو رخسانہ آنٹی نے کہا کہ کھانا تیار ہے تو وہ ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئی۔

مما؟ شیری؟ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے؟ اس نے دونوں کو باری باری دیکھ کر کہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی بیٹا بولیں کیسا فیصلہ؟ رخسانہ بیگم نے اس کے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھ کر پوچھا

میں اپنا جو بک ٹینس کرنا چاہتی ہوں۔ ویسے بھی روبیل نہیں ہیں یہاں تو جب تک وہ نہیں ہیں گھر میں فارغ رہنے سے اچھا ہے کہ میں اپنا بزنس سنبھال لوں۔ اس نے پر

اعتماد لہجے میں کہا

بس یہ بات تھی چڑیل؟ تو کرو نہ جو ب۔ سنبھالو اپنا بزنس!!! دونوں میاں بیوی بزنس کی دنیا میں الگ الگ نام چمکاؤ۔ ہا ہا ہا شہریار نے پہلے سنجیدگی اور آخر میں شرارت سے کہا

چپ بد معاش۔ اسے چھوڑو بیٹا تم بتاؤ۔ یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر لیا ہے؟ رخسانہ آنٹی نے اسے کرید ا کیونکہ انھیں یہ بات کھٹک رہی تھی کہ ایسے اچانک سے اسے بزنس سنبھلنا کیسے یاد آ گیا؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں آنٹی!!! آپ تو کل واپس چلی جائیگی اور دادا بھی یہاں نہیں ہے تو اس سے اچھا ہے کہ میں جو ب کر لوں۔ اس نے وہی ازلی پر اعتمادی سے جواب دیا

ٹھیک ہے بیٹا۔ اللہ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے آمین۔ انھوں نے سر کو ہلکے سے جنبش دیکر عادی

آمین۔ نورے نے نم آنکھوں سے کہہ کر ان کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھے اور پھر عقیدت سے انکے ہاتھ کو اپنے آنکھوں پر رکھا۔

خوش رہو بیٹا۔ رخسانہ بیگم نے صدق دل سے اسے دعادی اور اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اس کے بعد کھانا کھایا گیا اور پھر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ نماز عشاء کے بعد دادا کی کال آئی تو اس نے ڈھیر ساری باتیں کی اور پھر سونے کے لیے لیٹ گئی۔

نیند تو کوسوں دور تھی اس کی آنکھوں سے۔ اس لیے وہ بار بار کروٹ بدل رہی تھی۔ اس نے روبیل والی جگہ پر ہاتھ پھیرا اور پھر اٹھ کر اس کے تکیے پر اپنے ہونٹ رکھے۔ اس دوران بہت سے آنسو بھل بھل کر بہنے لگے اور تکیے میں جذب ہونے لگے اور روبیل کو سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

دور کھڑے چاند سے بادلوں نے سرگوشی کی؛

اے چاند!!! اس معصوم سی چاندنی کو کیا ہوا؟



چاند نے کہا؛ اس معصوم سی چاندنی کو گرہن لگ چکا ہے۔

اس بات پر بادلوں نے چاند کو بھی اپنے آغوش میں سمیٹ لیا اور تاریک رات اور بھی تاریک ہو گئی۔

صبح اس کی آنکھ فجر کی اذان سے کھلی۔ کچھ دیر چت لیٹ کر چھت کو گھورتی رہی اور پھر وضو کرنے کی غرض سے واش روم چلی گئی۔

نماز ادا کرنے کے بعد وہ باہر آئی۔ لان میں رنگ برنگے پھولوں کو دیکھ کر اس کا دماغ تروتازہ ہو گیا۔ اس نے نیچے جھک کر لال گلاب کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا اور پھر وہی لیٹ کر صبح کی تازہ ہوا سے لطف اندوز ہونے لگی۔

تھوڑی دیر وہی لیٹ کر دوبارہ کمرے میں آئی تو دیکھا کہ ابھی وقت تھا آفس جانے میں تو اس نے اب رخسانہ آنٹی کے کمرے کا رخ کیا۔ وہ جائے نماز پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھی۔ وہ آئی اور ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد نورے نے ان کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موند لیں جبکہ یہ دیکھ کر رخسانہ بیگم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھو لیا اور اپنی تسبیح جاری رکھی۔

تسبیح کے اختتام پر رخسانی بیگم نے کچھ دعائیں پڑھ کر اس پر پھونک دی اور آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔ ماں کی ممتا کا احساس ہوا تو نورے کے آنکھوں نے ایک بار پھر آنسوؤں کو راہ فرار مہیا کیا لیکن وہ خاموشی سے لیٹی رہی۔

اسی طرح ان کی گود میں سر رکھ کافی دیر گزری تو رخسانہ بیگم نے ہی اسے آواز دی۔

بیٹا۔ اٹھ جائیں آفس نہیں جانا کیا؟ آج تو آپ کا پہلا دن ہے۔ لیٹ نہیں ہونا آپ نے۔

چلیں اٹھیں شاباش۔ رخسانہ بیگم نے اس کا گال تپتپا کر کہا

اوکے ماما اٹھ گئی۔ نور نے آنکھیں کھول کر کہا اور کسلمندی سے اٹھ گئی

آپ تیار ہو جائیں میں ناشتہ لگواتی ہوں اور اس شیری کو بھی اٹھاتی ہوں۔ آپ جاو۔

رخسانہ بیگم کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئیں تو مجبوراً نور نے کو بھی اٹھنا پڑا اور اپنے کمرے کی

طرف چلی گئی۔

نور نے تیار ہو کر باہر آئی تو شیری بھی نک سکا سا تیار تھا۔ یقیناً وہ بھی آفس ہی جا رہا تھا

سلیپے وہ نیوی بلیو کلر کے ڈریس پینٹ میں تھا اور آفس جانے کے لیے بالکل تیار تھا۔
نورے نے اس وقت لائٹ اور نچ اور مہرون کلر کے کپڑے زیب تن کیئے تھے اور
ساتھ دونوں ہاتھوں میں مہرون اور اور نچ کلر کی چوڑیاں پہنی تھی۔

دونوں نے ناشتہ کیا اور رخصانہ بیگم کو اللہ حافظ کہہ کر اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ
ہو گئے۔

نورے کا آفس الگ روٹ پہ تھا اس لیے وہ اکیلی ہی ڈرائیو کر رہی تھی حالانکہ شیریں
نے بہت کہا اسے کہ وہ چھوڑ دے لیکن اس کی ایک ہی ضد تھی کہ وہ خود جائیگی اس لیے
شیریں کو بھی مجبور امانا پڑا۔

بار بار روٹیل کا گیا فعل اس کے سامنے آجاتا تو اس کا ذہن بھٹک جاتا۔ اس نے اپنی
سوچوں سے تنگ آ کر میوزک پلیئر آن کیا اور قرأت العین بلوچ کا وہ ہم سفر تھا گانا سننے

گئی۔

Tarq-e-taaluuqaat pe...

Roya na tu, na mai

Lekin yeh kya ke chain se

Soya na tu, na main



Wo humsafar tha... haan

Wo humsafar tha... haan

Woh humsafar tha

Magar us se hum-nawa'i na thi..

Wo hamsafar tha

Magar us se hum-nawa'i na thi..

Ke dhoop chhaon ka...

Ke dhoop chhaon ka alam raha, judaai na thi

Wo humsafar tha...

Magar us sey hum-nawa'i na thi...

Ke dhoop chhaon..

Ke dhoop chhaon ka alam raha, judaai na thi

Woh humsafar tha...

Woh humsafar tha...

Aaannn....

Adaavatein thi...

Taghaaful thaa...

Ranjishein thhi magar

Adaavatein thi..

Taghaaful thaa...

Ranjishein theen Magar

Bicharne wale main sab kuch tha bewafai na
thi...

Bicharne wale main sab kuch tha bewafai na
thi...

Ke dhoop chhaon ka...

Ke dhoop chhaon ka alam raha, judaai na thi..

Wo humsafar tha...

Wo humsafar tha...

Kajal daaron, kurkura surma saha na jaaye

Jin nain mein ye pi basay, dooja kon samaaye

Beecharte waqt un ankhon mein,

Thee hamari ghazal

Beecharte waqt un ankhon mein,

Thee hamari ghazal

Ghazal bhi wo jo,

Kisi ko kabhi sunayi na thi

Ghazal bhi wo jo,

Kisi ko kabhi sunayi na thi

Ke dhoop chhaon ka...

Ke dhoop chhaon ka alam raha, judaai na thi.

Wo humsafar thaa...

Wo humsafar thaa...

اسی طرح گانا سنتے سنتے وہ اپنی منزل کی جانب آگئی۔ گاڑی پارک کر کے وہ اندر کی جانب بڑھی اور سب سے باری باری ملنے لگی۔ شادی کے بعد وہ پہلی بار آفس آئی تھی۔

اس کے آفس کا سارا کام ولید صاحب سرانجام دے رہے تھے۔

سب سے ملنے کے بعد اس نے ولید صاحب کو ہی اپنے آفس میں بلا یا اور اپنے سیکریٹری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ جو بچھوڑ کر چلی گئی ہے اور اب اس کی جگہ دوسری لڑکی کو انہوں نے اپوائنٹ کیا ہے۔

اوکے آپ انہیں بلائیں۔ نورے نے کہہ کر فائلز کھولیں
جی میم۔ وہ اسے بلانے کے لیے باہر چلے گئے۔

چند منٹوں بعد ہی کسی نے دو انگلیوں سے دروازہ ناک کیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹک

ٹک

جی آجائیں۔ نورے نے صوفے سے ٹیک لگا کر اندر آنے والے کو اجازت دی
اسلام علیکم میم!!! سامنے والے نے نہایت خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا اور کافی چہکتے
ہوئے سلام کیا

وعلیکم اسلام!!! نورے نے اسے جواب دیا اور اسے دیکھنے لگی۔ کم عمر لڑکی تھی، عمر بہ

مشکل بیس اکیس سال تھی، ستواں ناک، براون بالوں کی اونچی ٹیل بنائے، بے بی پنک کلر کا گھٹنوں تک آتا فرائیڈ اور ساتھ میں جینز ٹائٹس پہنے، گلے میں سٹالر اور آنکھوں پر نظر کی عینک لگائے وہ لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ جس کے چہرے پر مسکراہٹ اب بھی برقرار تھی۔

تو آپ یہاں نیو ہیں؟ آپ کا گڈ نیم پلیز!!! نورے نے استفسار کیا
 جی میم اور میرا نام علیزے احسن ہے۔ وہی ازلی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا گیا
 ہمہمم!!! عمر تو کافی کم ہے آپ کی علیزے۔ یہاں جو ب کرنے کی وجہ؟ اور آپ
 تشریف رکھیں۔ نورے نے کہہ کر اسے بھٹنے کا اشارہ کیا اور خود اس کا فائل کھول کر
 دیکھنے لگی

جی میم!!! لیکن میں پڑھنے کے ساتھ یہ جو ب بھی کرنا چاہتی ہوں کیونکہ میں اپنا بوجھ
 خود اٹھانا چاہتی ہوں۔ پڑھائی میں تو ویسے بھی اچھی تھی شروع سے۔ ماں باپ کے گزر
 جانے کے بعد میرا کوئی نہیں تھا۔ چچا نے میری تھوڑی بہت دیکھ بھال کی لیکن ان کے
 بیوی بچے مجھ سے ایسے ہی خار کھاتے رہتے۔ جب میں نے یونی میں ایڈمیشن لیا تو میں
 نے ان سے کہا کہ مجھے ہاسٹل میں شفٹ کر وادیں تو تب سے لیکر اب تک میں ہاسٹل

میں رہتی ہوں۔ لیکن میم میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ کو کبھی بھی شکایت کا

موقع نہیں ملے گا۔ اس نے ایک امید اور عزم کے ساتھ بات کی

آپ پڑھتی کیا ہے؟ نورے نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا

ٹیکسٹائل ڈیزائننگ میں سکالرشپ پر سیلچرز کر رہی ہوں۔ اس نے وہی پر اعتمادی سے

جواب دیا البتہ ہونٹوں پر اب بھی مسکراہٹ برقرار تھی

ول یو کیری آن ودھ یور سٹڈیز؟ نورے نے کھوجنے کے انداز میں اس سے کہا یہ جاننے

کے لیے کہ آیا وہ سنجیدہ ہے بھی یا نہیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یس میم۔ انشاء اللہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ اس نے اب بھی پر اعتمادی سے

جواب دیا

ڈیس گڈ علیزے۔ یور آرویلکم ٹو نورے ٹیکسٹائل کمپنی۔ نورے نے کہہ کر فائل اس

کی جانب بڑھائی۔ نورے کو ایسے ہی پر اعتماد اور ذہین لڑکیاں کافی اٹریکٹ کرتی تھی اور

وہ علیزے کی پر اعتمادی اور اس کی لگن کو دیکھ کر اسے موقع دینا چاہتی تھی اور اس نے دیا

بھی۔

تھینک یو میم!!! تھینک یو سوووو میچ!!!! علیزے نے خوش ہو کر کہا

پلیئر۔ نورے نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

ویسے میم ایک بات کہوں؟ علیزے نے اس کی طرف جھک کر کہا

آپ کی مسکراہٹ بہت پیاری ہے۔ علیزے نے ہنس کر جواب دیا

اور آپ خود بہت پیاری ہیں۔ نورے نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا

ایک شعر عرض کروں؟ یہ لڑکی کیا چیز تھی۔ ایک ہی دن میں اپنے بوس سے اتنا فری

ہو رہی تھی۔ نورے تو صرف سوچ کر ہی رہ گئی

جی عرض کیجئے۔ نورے نے بھی انہماک سے اس کی طرف دیکھ کر اجازت دی

آہم آہم، تمم۔ علیزے نے پہلے گلا کھنکارا اور پھر اشعار پڑھے

زندگی بے وفا ہے یہ مانا مگر

چھوڑ کر راہ میں جاو گے تم اگر

چھین لاؤنگا میں آسمان سے تمہیں

سونا ہو گا نہ یہ دو دلوں کا نگر

کیسے لگے میم؟؟؟ علیزے نے نورے کی طرف دیکھ کر پوچھا

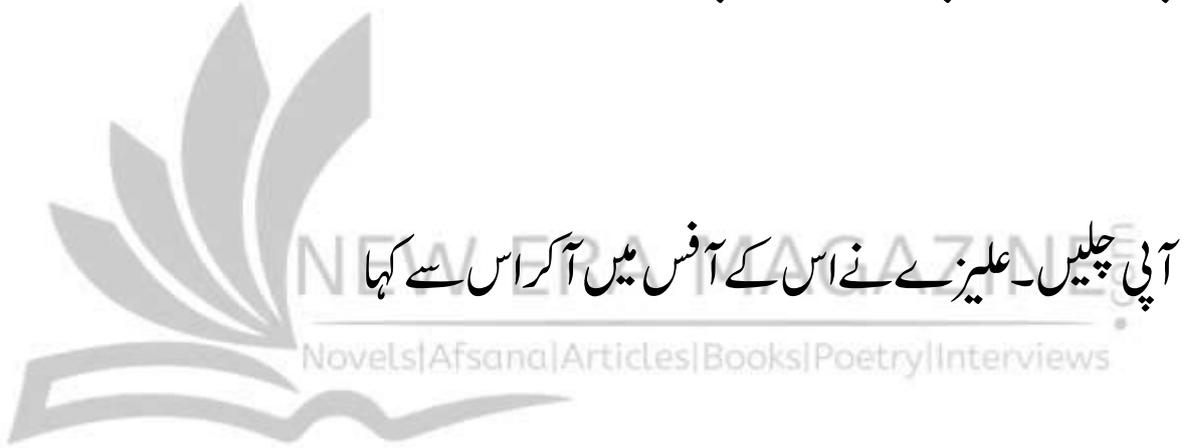
بہت خوب۔ نورے نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھ کر کہا

شکر یہ میم!!! اب میں چلتی ہوں کام بھی کرنا ہے۔ اس نے نورے سے اجازت طلب کی

ہاں شیور۔ نورے نے بھی اسے اجازت دی

اس کے جانے کے بعد نورے کو پھر سے چکر آنے لگے۔ اس نے آف ہونے کے بعد ڈاکٹر کے پاس جانے کا سوچا اور پھر سے کام میں لگ گئی۔

اسی طرح پورا دن اس کا مصروف گزرا۔ دن میں ایک دفعہ اسے شیری نے اور دوسری دفعہ دادا نے کال کی تھی۔ یہاں آکر وہ مکمل طور پر سب کچھ بھول چکی تھی اور اگر کچھ یاد تھا تو صرف یہ کہ وہ آفس میں ہے اور یہاں کام لرننا ہی اس کا مقصد ہے۔ کیونکہ وہ پرسنل لائف کو پرو فیشنل لائف پر حاوی ہونے کے حق میں نہیں تھی۔



آپی چلیں۔ علیزے نے اس کے آفس میں آکر اس سے کہا

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

آپی؟؟ نورے نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ کر پوچھا

ہاں آپی کیونکہ آفس ٹائمنگ کے بعد آپ میری آپی ہیں اور میں آپ کی چھوٹی بہن۔

علیزے نے گویا اس کے معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا

یقیناً یہ لڑکی جلد ہی گھلنے ملنے والوں میں سے تھی۔ اس لیے اس سے بھی کافی حد تک فرینک ہو چکی تھی۔

او کے ٹھیک ہے تو چلیں پھر۔ نورے نے کہہ کر کار کیزا اٹھائیں اور اپنا بیگ بھی اٹھالیا لیکن جیسے ہی وہ اٹھنے لگی یکدم سے اسے چکر آیا اور وہ واپس بیٹھ گئی

کیا ہوا آپی؟ آپ ٹھیک ہیں؟ چلیں اٹھیں میں آپ کو ڈاکٹر کے ہاں لے چلوں۔
 علیزے نے اسے اٹھنے میں مدد دی اور خود ہی گاڑی تک لے آئی اور اسے پیسنجر سیٹ پر بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور بہت تیزی سے ڈرائیور کرتے اسے ہسپتال لیکر پہنچ گئی۔

وہاں جا کر نورے کے کچھ ٹیسٹ وغیرہ کئے گئے۔ وہ لوگ ابھی رپوٹس کا انتظار کر رہے تھے جبکہ نورے نے بے خیالی میں سختی سے علیزے کا ہاتھ پکڑا اور اس پر اپنی پکڑ

مضبوط کر دی۔ دوسری طرف علیزے اس کی حالت سمجھ رہی تھی اس لیے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے ہلکا سا دبا دیا اور یہ یقین دلا یا کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔

آپ کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے مسز روبیل؟ ابھی وہ لوگ بیٹھے تھے کہ ڈاکٹر روم میں واپس آئی اور آتے ساتھ ہی اس سے پوچھا



ون منتھ۔ نورے نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا

اوکے۔ اس حالت میں ایسا ہونا معمول کی بات ہے۔ آپ بس اپنی ڈائٹ کا خاص خیال رکھیں اور ہاں اس کے ساتھ ساتھ کچھ میڈیسنز لکھ کر دے رہی ہوں وہ یاد سے اور ٹائم پر لیجئے گا۔ ڈاکٹر نے انتہائی پروفیشنل انداز میں بات مکمل کی۔

اس حالت میں مطلب؟ آپ ٹھیک تو ہیں نہ؟ اب کی بار علیزے نے بے تابی سے پوچھا

ہاں بلکل!!! شتی ازٹو ویکس پریگنٹ۔ وہی ازلی انداز میں جواب دیا گیا

کیا ایا؟؟؟ آپی آپ؟ میرا مطلب میں خالہ بننے والی ہوں۔ یا اللہ تیرا شکر۔ علیزے نے فرط جذبات سے نورے کے ہاتھوں پر بوسہ دیا جبکہ نورے تو بے یقینی سے ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی۔ (علیزے تو جلد ہی گھل مل جانے والوں میں سے تھی۔ اس لیے جھٹ سے اس کے ساتھ بھی جلدی گھل مل گئی تھی)

اب ہم چلتے ہیں۔ علیزے نے بت بنی نورے کو بھی اٹھایا

باہر آکر اس نے آرام سے نورے کو گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال

لی۔

آپنی ایک بات پوچھوں؟ علیزے نے مسلسل اس کی خاموشی کو نوٹ کرتے ہوئے

پوچھا

ہاں پوچھوں۔ نورے نے اس کی طرف دیکھ کر اجازت دی

آپ کیا خوش نہیں ہیں؟ اتنی چپ چپ کیوں ہیں؟ میں ہوتی نہ تو سب سے پہلے اپنے
ہبی کو بتاتی اور پھر اپنی بہن کو اچھا سا ٹریٹ دیتی۔ علیزے نے اس کے موڈ کو ہلکا پھلکا
کرنے کی خاطر کہا

کیوں نہیں ہوں خوش یار!!! میں بہت خوش ہوں۔ کبھی کبھی انسان جب بہت خوش

ہوتا ہے نہ تو وہ یا تو خاموش ہو جاتا ہے اور یا پھر بہت زیادہ بولتا ہے۔ نورے نے

مسکراہٹ دبا کر کہا

تو آپ کا مطلب ہے کہ میں بہت بولتی ہوں؟ علیزے نے شاکی انداز میں پوچھا

ارے نہیں پگلی! میں تو اپنی بات کر رہی تھی۔ نورے نے اسی انداز سے جواب دیا

اوکے آپی!!! آپ بتائیں مجھے ٹریٹ کہاں ملے گا اپنے آنے والے بھانجا یا بھانجی کی خوشی میں؟ علیزے نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ کر پوچھا البتہ خوشی سے اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہاں تم چاہو وہی جگہ بیٹ ہے۔ نورے نے اس کے گال کھینچ کر کہا

آپی یو آردا بیٹ۔ علیزے نے بھی اس کے گال کھینچے

یہ لڑکی شاید اس کے لیے اللہ کی طرف سے تحفہ تھی۔ وہ اس کا موڈ بدلنا جانتی تھی یا پھر یہ خوبی کچھ ہی لوگوں میں ہوتی ہے جو کہ عزیزے میں بھی تھی۔ اسے کمی محسوس ہی نہیں ہونے دی کہ وہ اکیلی ہے یا پھر وہ اس سے پہلی بار مل رہی ہے۔ اس نے اسے ایسا تاثر دیا نورے کو کہ جیسے نورے اس کی بڑی بہن ہے اور خود اس کی چھوٹی بہن۔ نورے نے دل ہی دل میں اس کے بارے میں سوچا لیکن کہا کچھ نہیں۔

ٹریٹ لینے کے بعد وہ لوگ گھر آگئے اور عزیزے نے اسے خوب ڈھیر ساری باتیں کی اور جاتے وقت یہ بھی کہا کہ وہ اپنا اور بے بی کا خیال رکھے ورنہ اس سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ جس پر نورے صرف مسکرا دی

عزیزے کے جانے کے بعد وہ اپنے روم میں واپس آئی اور روپیل کے تصویر کو اٹھا کر دیکھنے لگی۔ کئی اشک اس کے آنکھوں سے بہہ نکلے اور چپ چاپ بہتے چلے گئے۔

پر مڑ کر اسے دیکھا

ہاں کہو۔ نورے نے بات کرنے کی اجازت دی

رات کو کھانے میں کیا بناؤں آپ کے لیے؟ کرن نے پوچھا

بریبانی۔ نورے نے دوبارہ آسمان کی طرف دیکھ کر اسے جواب دیا

جی بہتر۔ کرن اسے جواب دے کر اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ تھوڑی دیر بعد وہ بھی

اندر کی جانب بڑھ گئی۔

بیپ

بیپ

وہ ابھی بیٹھی ہی تھی کہ اس کے موبائل پر میسج ٹیون بجی

اس نے موبائل اٹھایا اور میسج دیکھنے لگی اور جیسے جیسے میسج دیکھنے لگی ویسے ہی اس کے
چہرے پر مسکراہٹ بکھرتی چلی گئی۔

ابھی وہ رپلائے کرتی کی انون نمبر سے کال آنے لگی۔ اس نے پہلی کال لیکن شاید کال
کرنے والا بہت ہی صبر آزما تھا اس لیے بار بار کال کر رہا تھا۔ اس نے ناچاہتے ہوئے
بھی کال پک کر لی۔

ہیلو؟ نورے نے کال اٹھا کر پوچھا

نورے؟ سامنے والے نے ڈائریکٹ اس کا نام پکارا

جی آپ کون؟ نورے نے تعب سے پوچھا

میں حنین یار۔ کب سے فون کر رہا ہوں تمہیں۔ لیکن تم تو لفٹ ہی نہیں کروارہی۔
شادی کر کے ہی اپنے یونی فیلوز کو بھول ہی گئی تم تو۔ اس نے گویا شکوہ کیا اور ایسا انداز
اپنایا کہ وہ لوگ کافی وقت سے بات چیت کرتے رہے تھے۔

ایسی بات نہیں ہے حنین۔ تمہارا نمبر میرے ساتھ نہیں تھا اس لیے میں نے کال
نہیں اٹھائی اور ویسے بھی میں انون نمبر ریسو نہیں کرتی۔ خیر یہ بتاؤں کال کیوں کی؟
نورے نے تفصیل سے جواب دیکر آخر میں اس سے پوچھا

وہ مجھے ایک فیور چاہیے تھا۔ حنین نے اب سیدھی طرح جواب دیا

کیسا فیور؟ نورے نے بھی جواب پوچھا

کال پر نہیں۔ اگر برانہ لگے تو کیا ہم مل سکتے ہیں؟ حنین نے اس سے پوچھا

ٹھیک ہے۔ آج گھر آ جاؤ۔ ایڈریس میں سینڈ کر دوں گی تمہیں۔ نورے نے گویا بات ختم

کر دی

ٹھیک ہے۔ تھینکس۔ حنین نے شاطر مسکراہٹ سے اسے جواب دیا

تمہارا کام ہو جانے دو پہلے اس لیے بعد میں تھینکس بولنا۔ اللہ حافظ۔ نورے نے بات

ختم کر کے کال کاٹ دی

اب تمہارا اللہ ہی حافظ نورے رو بیل ملک۔ حنین نے کال بند ہونے کے بعد کہا اور
آگے کالائچہ عمل طے کرنے لگا۔

نورے اس سے بات کر کے دوبارہ سے فون کی طرف متوجہ ہو گئی۔ علیزے نے اسے
ٹیکسٹ کیئے تھے جس کا وہ ابھی ریپلائے کر رہی تھی لیکن حنین کی وجہ سے نہی دے
پائی۔ اس لیے ابھی ریپلائے کر رہی تھی۔

ابھی اسے ریپلائے کیئے ہوئے بہ مشکل بیس منٹ ہوئے ہونگے کہ پھر سے موبائل
بجنے لگا۔

ہیلو۔ نورے نے آنکھیں موند کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر کال ریسو کی

آپی؟ آپ نے کھانا کھایا؟ اگر نہیں کھایا بھی اٹھ کر کھالیں۔ جلدی سے۔ علیزے بول رہی تھی اور نورے کے چہرے پر اس کی فکر مندی دیکھ کر اپنا آپ یاد آ رہا تھا کہ بھا بھی اور سنی کے وقت بھی وہ یہی سب کر رہی تھی۔



آپی آپ سن رہی ہیں نہ؟ علیزے نے اس کی خاموشی نوٹ کرتے ہوئے کہا

ہاں بھئی دادی اماں سن رہی ہوں۔ بلکہ کچھ دیر میں کھانا بھی کھانا ہے اور ہاں مہمان بھی آرہے ہیں تو ڈنر مہمان کے ساتھ کرنے کا ارادہ ہے۔ نورے نے تفصیل سے

جواب دیا

مہمان کون آپی؟ علیزے نے پوچھا

ارے میرا یونی فیلو ہے۔ حسنین۔ وہ آرہا ہے۔ اس لیے ڈنر ہم لوگ اکٹھے کر لیں گے۔
نورے نے اسی طرح آنکھیں موند کر کہا

میں بھی آجاتی ہوں آپی۔ علیزے نے جھٹ سے کہا

او کے آجاو۔ نورے کو یہ لڑکی ایک ہی دن میں دل کے قریب ہوتی ہوئی اس لیے اسے
بھی بلایا۔

او کے ابھی آئی۔ اللہ حافظ۔ علیزے نے کہہ کر کال کاٹی

اللہ حافظ۔ نورے اس کے جلد بازی پر ہنس دی اور کال کاٹ دی

تھوڑی دیر بعد علیزے اپنے وعدے کے مطابق اس کے گھر کے سامنے تھی۔

اسلام علیکم آپیاء!! علیزے نے باہیں کھول کر اسے سلام کیا



وعلیکم اسلام!!! نورے نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا

کیسی ہیں آپ آپی؟ علیزے نے ویسے ہی گلے لگا کر پوچھا

تمہارے سامنے ہی ہوں۔ نورے نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا

لوکنگ پریٹی آلوٹ۔ علیزے نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھ کر کہا اور اس کا گال چوما

تھینکس۔ یوٹو۔ نورے نے بھی جو اب اس کی تعریف کی

اچھا آپی۔ وہ یونی فیلو ابھی تک نہیں آیا؟ علیزے نے ادھر ادھر دیکھ کر پوچھا

نہیں ابھی تک تو نہیں آیا۔ نورے نے کہہ کر اسے صوفے پر بٹھایا اور اس کے لیے
جوس منگوا لیا



ہمممم۔ علیزے نے صرف ہم پر اکتفا کیا اور جوس پینے لگی

اسلام علیکم ایوری ون۔ ابھی وہ جوس ختم ہی کر چکی تھی کہ ایک لڑکا جو کہ نورے کے
ہی ہم عمر تھا سامنے کھڑے ہو کر اسے سلام کر رہا تھا

و علیکم اسلام۔ نورے اور علیزے نے جواب دیا

یہ کون ہے؟ اس لڑکے نے علیزے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا

بھئی یہ میری سیکریٹری پلس چھوٹی بہن ہے۔ علیزے احسن۔ اور علیزے یہ میرے یونی
فیو حنین سرمد۔ اس نے ان دونوں کا تعارف ایک دوسرے سے کروایا

بیٹھو۔ نورے نے دونوں کو بیٹھنے کے لیے کہا اور خود بھی بیٹھ گئی

وہ دراصل مجھے کچھ ضروری کام تھا اس لیے آنا پڑا اور نہ میں تمہیں یوں ڈسٹرب نہ

کرتا۔ حنین نے بات کرنے کی تمہید باندھی

ہاں کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ نورے نے بالکل سپاٹ انداز میں کہا البتہ علیزے مشکوک
نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

وہ مجھے کہنا اچھا تو نہیں لگ رہا لیکن ریکوسٹ ہے کہ کیا مجھے تمہاری کمپنی میں جو ب مل
سکتی ہے کچھ وقت کے لیے۔ اگر مجھے کہیں اور جو ب ملی تو بے شک یہاں سے چلا جاؤں
گا لیکن ابھی یہی سے میں انٹرن شپ کر لوں؟ اس نے نہایت مسکین صورت بنا کر کہا

ہاں کیوں نہیں!!! انٹرن شپ کر سکتے ہو ہماری کمپنی سے۔ کل سے آجانا آفس پھر۔

نورے نے بنا سوچے سمجھے اسے انٹرن شپ کی اجازت دی

تھینکس آلوت۔ حسنین نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

واٹ رابش؟ نورے نے جھٹکے سے اس سے ہاتھ چھڑوائے اور انتہائی غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

آیم سوری نورے۔ وہ خوشی میں سمجھ ہی نہیں پایا اس لیے ایسا ہو گیا مجھ سے۔ سوری حنین نے نہایت حجل ہوتے ہوئے کہا

ہممم۔ چلیں کھانے لگ گیا ہے۔ نورے نے ان دونوں کو کھانے کی ٹیبل کی طرف اشارہ کر کے کہا

وہ دونوں بھی اس کے ساتھ ڈانگ ٹیبل کی طرف چلے گئے البتہ علیزے کو یہ بندہ کافی عجیب لگا کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ظاہر کر رہا ہے ویسا ہے نہیں لیکن پھر اپنی سوچوں کو جھٹک دیا اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

کھانا کھانے کے بعد حنین تو چلا گیا البتہ علیزے ابھی تک وہی تھی۔

آپی؟ علیزے نے کافی کا مگ اٹھا کر نورے کر آواز دی جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھی
اس کی آواز پر فوراً اس کی جانب مڑی

ہاں۔ نورے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا



آپی یا آپ نے ابھی تک کسی کو بھی نہیں بتایا اس بے بی کے بارے میں۔ آپ ایٹ
لیسٹ روئیل بھائی کو بتادیں نہ۔ وہ کتنا خوش ہوتے اور خوشی سے اڑ کر آجاتے آپ
کے پاس۔ علیزے نے بہت خوش ہوتے ہوئے اپنے دل میں آئی بات کو اس تک پہنچا
دیا

ہاں لیکن ابھی تم کسی کو نہیں بتاؤ گی اس بارے میں۔ جب تک میں روئیل کو نہیں بتاتی

او کے؟ نورے نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی

او کے نہیں بتاؤں گی لیکن آپ کیوں ابھی نہیں بتانا چاہتی رو بیل بھائی کو؟ علیزے نے
الچھتے ہوئے اس سے پوچھا

کیونکہ میں تمہارے بھائی کو سر پر انز دینا چاہتی ہوں۔ اس لیے ان کے آنے والے دن
اچھا سا ویلکم اور یہ سر پر انز ساتھ دے دیں گے۔ کیسا؟ نورے نے اپنا پروگرام اس کے
گوش و گزار کرتے ہوئے آخر میں اس سے پوچھا

او کے دیٹس گریٹ دھین۔ وی ول سیلیبرٹ اٹ پر فیکٹلی۔ انشاء اللہ۔ علیزے نے
اس کے ہاتھوں کو دبا کر کہا البتہ اس کے انگ انگ سے خوشی ٹپک رہی تھی

یس انشاء اللہ۔ نورے نے کہتے ساتھ ہی اسے گلے لگایا اور آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے

دھکیلا۔

آپی اب میں چلتی ہوں۔ صبح آفس بھی جانا ہے۔ علیزے نے کھڑے ہوتے ہوئے اس سے اجازت لی

اوکے۔ اپنا خیال رکھنا۔ نورے نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا اور دونوں باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اس نے اپنے ڈرائیور سے کہا کہ وہ اسے ڈراپ کر دے ہاسٹل تک۔ اس کے ساتھ تھوڑی دیر کھڑی رہی۔ جب وہ چلی گئی تو وہ خود اندر کی جانب بڑھ گئی۔

کب کے روکے ہوئے آنسو گالوں پر بہنے لگے۔ خود پر کیا ہوا ضبط ٹوٹ چکا تھا۔ وہ رو رہی تھی لیکن یہ رونا بھی اس کا دکھ کم نہیں کر سکتا تھا۔ کافی دیر رونے کے بعد وہ اٹھی اور واشروم کا رخ کیا اور پھر آکر عشاء کی نماز ادا کی اور پھر سونے کے لیے لیٹ گئی۔

لیٹے وقت اس نے روبیل کو فون کرنے کا سوچا لیکن پھر یہ سوچ کر نہیں کیا کہ شاید وہ بڑی ہوں اس وقت۔ اس لیے کال کرنے کے بجائے اس کے یادوں کے سحر میں کھو کر نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

اسی طرح رفتہ رفتہ وقت گزرتا چلا گیا۔ تنکا تنکا گھونسل اور قطرہ قطرہ سمندر بنتا چلا گیا۔ آج روبیل کو گئے ہوئے پورے دو مہینے ہونے کو آئے تھے۔ ان دو مہینوں میں نورے نے اس سے بہت بار بات کی لیکن کبھی اسے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ ماضی سے باخبر ہے یا پھر وہ ماں بننے والی ہے۔

ان دو مہینوں میں شیریں بھی کافی بار گھر آچکا تھا اور اس کی امی بھی اس کے ساتھ رہ چکی تھی۔ علیزے تو باقاعدہ رات کے کھانے کے بعد ہی ہاسٹل کا رخ کرتی جبکہ حنین بھی بلا جھجک اس کے گھر آتا۔ دادا کچھ دنوں کا کہہ کر مزید دو مہینے گزار چکے تھے۔ ان سب میں اسے روبیل کی کمی شدت سے محسوس ہوتی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ کر کے اسے صبر آنے لگا تھا۔

حنین تو کافی دفعہ اس کے ساتھ گھر آتا جاتا اور اگر نورے اور علیزے کو کہیں جانا ہوتا تب بھی ان کے ساتھ ساتھ رہتا۔ نورے نے تو کچھ محسوس نہیں کیا البتہ علیزے کو اس سے چڑسی ہونے لگی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ کچھ تو ہے جس کی وجہ سے وہ اتنا فری ہونے کی کوشش کر رہا ہے لیکن پھر اپنی سوچوں کو جھٹک دیتی۔

علیزے اور نورے ابھی باہر سے آئی تھی کیونکہ نورے کو شیری نے صبح ٹیکسٹ کیا تھا کہ روپیل آج شام کی فلائٹ سے پہنچ رہا ہے اس لیے وہ سارا گھر ڈیکوریٹ کر رہی تھی جس میں علیزے اور حنین دونوں اس کی مدد کر رہے تھے۔

اس نے پورے لاونج کوریڈ، بلیک، وائٹ، پنک اور بلیو کلر کے غباروں سے سجایا تھا۔ زمین پر بھی غبارے بکھرے پڑے تھے جبکہ سامنے سینٹر ٹیبل پر گلاب کی پتیاں سجائی گئی تھی اور ماحول کو اور رو مینٹک اور خواب ناک بنانے کے لیے لاونج میں جگہ جگہ

کینڈ لزلگائی گئی تھیں جن کی روشنی اور تازہ گلابوں کی مہک ماحول کو اور بھی مسحور بنا رہی تھی۔ پورا لاونج ریڈ اور بلیک تھیم سے سجایا گیا تھا۔

ابھی وہ تھک ہار کر بیٹھی تھی کہ علیزے نے اسے تیار ہونے کا کہہ دیا اور یہ بھی کہا کہ اس کا ڈریس واش روم میں لٹکایا جا چکا ہے۔



اچھا چلتی ہوں نہ یار۔ نورے نے تھکے تھکے انداز میں جواب دیا

آئیں جلدی سے فریش ہو لیں کیونکہ بھائی کے آنے میں تھوڑا ہی وقت بچا ہے۔

علیزے نے گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا

اوکے۔ نورے اٹھی اور اوپر کی جانب بڑھ گئی

سیسسس !!! علیزے نے پیچھے سے آہستہ آواز میں یس کا نعرہ لگایا اور خود آخری دفعہ
سب دیکھنے لگی

نورے نے واشر روم کا رخ کیا اور فریش ہو کر اپنا ڈریس دیکھنے لگی۔



یہ؟ نورے نے بلاؤز کو دیکھ کر تیوری چڑھالی

اب میں یہ پہنوں گی؟ اففف علیزے بھی نہ۔ میں نے تو کبھی پہلے ساڑھی نہیں پہنی
صرف ولیمہ کے دن پہنی تھی وہ بھی روپی کے کہنے پر اور اب یہ دوبارہ سے پہنوں گی؟
نورے خود سے بڑبڑارہی تھی

"ضروری ہے کہ ہر کام شادی سے پہلے کیا ہو؟" روپیل کا کہا گیا جملہ اس کی سماعتوں
سے ٹکرایا

اب تو پہننا ہی پڑے گا۔ نورے نے کہہ کر بلا وزہاتھ میں پکڑا اور اسے دیکھنے لگی۔ بلیک اور ریڈ کلر کے امتزاج سے بنی یہ خوبصورت ساڑھی ماحول کے عین مطابق لی گئی تھی۔

وہ واش روم سے باہر آئی تو دیکھا کہ علیزے بیڈ پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ارے واہ آپنی!!! یہ ساڑھی تو آپ پر خوب بیچ رہی ہے۔ ماشاء اللہ۔ علیزے نے اسے سراہتے ہوئے کہا

شکر یہ لیکن یہ بتاؤ کہ یہ ساڑھی تم نے اپنی پسند سے لی تھی؟ نورے نے آنکھیں سکیرٹ کر پوچھا

کیوں اچھی نہیں ہے کیا؟ علیزے نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا

بہت پیاری ہے لیکن یہ تو بتاؤ نہ کہ تم نے لی ہے؟ نورے نے کہہ کر دوبارہ اس سے

پوچھا

جی آپ میں نے لی ہے۔ آپ کو پسند آئی یہ بہت ہے۔ علیزے نے کہہ کر اسے گلے لگایا

آئیں آپ بیٹھیں۔ میں تھوڑا ہی سٹائل اور میک اپ تو کر لوں آپ کا۔ علیزے نے کہہ کر اسے کندھوں سے تھام کر ڈریسنگ کرسی پر بیٹھایا

تھوڑا سا میک اپ کر کے اس نے نورے کے ہونٹوں پر لال رنگ کا لپ سٹک لگایا اور آنکھوں پر ہلکا سا سموکی میک اپ کیا ساتھ بالوں کو کرل کر کے پیچ میں مانگ نکال کر تھوڑے آگے ایک سائیڈ سے نکالے جبکہ باقی بالوں کو پیچھے ہی رہنے دیا اور پیچھے سے چھوٹے سے کچھ میں کچھ بال مقید کر لیے۔

واااہ۔ آپی آپ کو حو لگ رہی ہیں۔ آج تو رو بیل بھائی کی خیر نہیں ہے۔ علیزے نے
آنکھ دبا کر کہا

بد تمیز۔ نورے نے مصنوعی غصے سے گھورا

آنکھوں سے گھائل کرنے کا ارادہ ہے؟ علیزے نے پھر سے شرارت سے کہا
NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہیں بتاتی ہوں میں۔ نورے نے دوڑ لگانی چاہی لیکن پھر اپنی حالت کے پیش نظر
روک گئی اور ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھنے لگی اور باہر کی جانب بڑھ گئی۔

آپی وہ کیک تو ہم لائے ہی نہیں۔ آپ ادھر ہی بیٹھیں میں کیک لاتی ہوں۔ علیزے
نے سر پر ہاتھ مار کر کہا اور چابیاں اٹھا کر باہر چلی گئی

کوئی اور بھی تھا جو علیزے کے جانے کی ٹوہ میں لگا ہوا تھا۔ جیسے ہی علیزے گھر سے باہر چلی گئی وہ گھر کے اندر آیا اور ادھر ادھر رہ کر اپنے کام کے بارے میں سوچتا رہا۔

ابھی وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے موبائل پر میسج ٹیون بجی۔ اس نے فون اٹھا کر دیکھا تو جیسے جیسے وہ دیکھتا رہا ویسے ہی شیطانی مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھرتی چلی گئی۔

میسج دیکھنے کے بعد وہ اندر کی جانب بڑھ گیا اور ادھر ادھر اپنا شکار ڈھونڈنے لگا۔ جسے اس کی نظر اس پری پیکر پر پڑی تو وہ وہی ٹھہر گئی۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ لگ رہا تھا کہ کوئی پری پرستان کے بجائے غلطی سے یہاں آچکی ہو۔

علیزے؟ حنین نے جان بوجھ کر علیزے کو آواز دی

وہ تو باہر چلی گئی ہے۔ نورے نے اسے جواب دیا

اواچھا میں سمجھا گھر میں ہے۔ وہ مجھے تھوڑا سا پانی لادیں گی آپ؟ حنین نے مسکین

صورت بنا کر کہا

ہاں کیوں نہیں۔ تم بیٹھو میں ابھی لیکر آئی۔ نورے نے کہہ کر کچن کا رخ کیا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ بہ یک وقت نورے اور حنین کے فون پر میسج ٹیون بجی۔ حنین نے فوراً ہی میسج دیکھا جبکہ نورے کا فون سائلنٹ پر لگا ہوا تھا اس لیے وہ نہیں سن سکی۔

میسج دیکھنے کے بعد حنین انتظار کرنے لگا ابھی نورے کو گئے ہوئے دو منٹ ہی ہوئے تھے کہ دروازے پر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔ اس نے جھٹ سے پردوں کی اوٹ سے دیکھا تو گاڑی روئیل کی تھی۔ اس نے فوراً کچن کا رخ کیا۔

نورے زرا جلدی آو بھئی۔ اس نے کچن کے دروازے سے جھانک کر کہا

یہ لو۔ نورے باہر آئی اور اسے گلاس تمھایا

نورے آئی لویو۔ آئی لویو سوچ۔ حنین نے یکدم نورے کا ہاتھ پکڑا اور اظہارِ محبت کرنا شروع کر دیا

یہ کیا بد تمیزی ہے؟ چھوڑو میرا ہاتھ۔ نورے نے ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہا لیکن

حنین نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت سخت کر دی

حنین ہاتھ چھوڑو میرا۔ نورے نے گویا تشبیہ کرنے والے انداز میں کہا

نہیں چھوڑو تو۔ کہا تو اس نے نورے سے تھا البتہ حنین کی نظریں کو ریڈور پر تھی جیسی ہی اسے روبیل اندر آتا دیکھائی دیا اس نے فوراً نورے کو پیچھے سے ہگ کیا

نورے میری جان!!! تم روبیل سے ڈائیورس لے لو پھر ہم اپنی نئی زندگی شروع کریں گے۔ حنین آہستہ آہستہ اس کے کان میں صور پھونک رہا تھا جبکہ نورے اس کی اس حرکت پر شدید طیش میں آگئی وہ مسلسل اپنا آپ چھڑوا رہی تھی لیکن بے سود

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے میری جان کیا ہوا؟ تم نے تو ابھی یہ بات کسی کو نہیں بتائی کہ تم میرے بچے کی ماں بننے والی ہو۔ حنین کا یہ انکشاف روبیل پر بجلی گرانے کے برابر تھا۔ روبیل کو اپنی سماعتوں پر یقین ہی نہیں آیا کہ نورے ماں بننے والی ہے وہ بھی اس کے نہیں کسی اور کے بچے کی۔

سٹاپ اٹ یوبلڈی۔ نورے کے بجائے روبیل نے آگے بڑھ کر حنین کا گریبان پکڑا
اور اسکے منہ پر زور سے مکا مارا۔

اور تم؟ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے کہ تم ماں بننے والی ہو؟ روبیل نے خون آلود نظریں اس پر
ٹکاتے ہوئے کہا

نورے نے سر نیچے کر کے اثبات میں ہلایا البتہ آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے۔

اوووہ۔ تو تمہارے بارے میں تمہاری دوست ٹھیک ہی کہتی ہے کہ تم جیسی نظر آتی ہو
ویسے ہو نہیں۔ روبیل نے باقاعدہ تالی بجا کر کہا اور اس کی سرخ آنکھوں میں اپنی
نظریں گاڑیں۔

ہاں بتاؤ نہ نورے کہ یہ بچہ میرا ہے اور تم مجھ سے ہی محبت کرتی ہو۔ بتاؤ نہ کہ تم مجھ سے ملتی رہی ہو اس کی غیر موجودگی میں۔ مار کھانے کے باوجود حنین منہ سے زہرا گلنا نہیں

بھولا

وہ جو نورے کو خون خوار نگاہوں سے گھور رہا تھا جھٹ سے کچھ یاد آنے پر مڑا اور اپنا



کیا ہے یہ سب؟؟ ہاں۔ کیا ہے یہ نورے؟ یہ صلہ دیا تم نے میری محبت کا؟ روئیل نے

وہ خاکی لفافہ اس کے منہ پر پھینکا اور بازوؤں سے پکڑ کر اس سے سوال پوچھنے لگا

نورے نے وہ خاکی لفافہ کھولا تو دھنگ رہ گئی کیونکہ ساری تصاویر اس کی اور حنین کی

تھی۔ کبھی مال میں لی گئی تھی تو کبھی نورے اور اس کی کسی بات پر ہنستے ہوئے، کچھ

تصاویر تو نورے کے بھائی کے ویسے والے دن شیری اور اس کی لی گئی تھی۔

حقیقت کچھ اور تھی اور مواقع بھی لیکن کہتے ہیں کہ جب وقت خراب ہو تو آپ کے مذاق والی بات کو بھی سنجیدہ لیا جاتا ہے۔ یہ حال اس وقت نورے کا بھی تھا۔

تصویریں دیکھنے کے بعد نورے سہمی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی لب خاموش تھے
مگر آنکھیں شکوہ کناں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بتاؤ نورے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ حنین نے کہہ کر اسے روبیل کے ہاتھوں سے
آزاد کروایا اور خود کے قریب کر لیا

چھوڑو آپ کا ہاتھ مسٹرور نہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ علیزے نے اس کا ہاتھ نورے
سے ہٹایا اور نورے کے سامنے کھڑی ہو گئی اور آتے وقت کیک بھی اس کے ہاتھ سے

گرچکا تھا

اور آپ مسٹر روبیل؟ آپ خود کو اس کا شوہر کہتے ہیں واہ!!! اور یہ تو نہیں ہوتی
محبت۔۔۔ اور کیا اس کی دوست کون سی دوست ہے ان کی؟ مجھے بھی دکھائیں زرا۔
میں بھی تو دیکھوں۔ علیزے نے روتی ہوئی نورے کو خود سے لگا کر روبیل کی آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر کہا



تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہی ہو؟ روبیل نے غرا کر اس سے پوچھا

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے مسٹر!!! جو کہا ہے وہ کریں۔ علیزے نے بے خوفی
سے کہا

اوکے ایزووش۔ روحی میری جان تم بھی آو اور ہمارے عالیاں کو بھی لیکر آو۔ روبیل

نے تمخسراڑتی نظروں سے اسے دیکھ کر باہر کھڑی روحی کو آواز دی

یہ کون ہیں اور یہ بچہ اس کے ساتھ؟ علیزے نے مڑ کر نورے سے پوچھا جو سر جھکائے
منہ پر قفل لگائے خاموشی سے آنسو بہانے میں مصروف تھی

میں بتاتا ہوں۔ یہ میری بیوی روحیلہ روئیل ملک اور یہ بچہ ہمارا بیٹا عالیان ملک ہے۔
ہماری شادی ایک سال پہلے ہوئی ہے اور یہ ہمارے پیار کی نشانی ہے۔ روئیل نے روحی
کی گود سے عالیان کو اٹھایا اور خود قدم قدم چلتا علیزے کے سامنے کھڑا ہو گیا البتہ
نظریں نورے پر ہی تھیں

واٹ؟ بیوی؟؟ بچہ؟ علیزے نے شاک کی کیفیت میں پوچھا

ہاں بیوی اور بچہ۔ روئیل نے اس کی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں جھانک کر کہا

روپیل کیا ہے یہ سب؟ تو نے شادی کب کی ہے؟ شیری جو ابھی آیا تھا۔ اس کی بات پر
جھٹ سے پیچھے سے آگے آیا اور حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے پوچھنے لگا

ایک سال پہلے۔ روپیل اب بھی غصے سے نورے کو گھور رہا تھا

البتہ نورے ہاتھ میں پکڑی تصویروں کو دیکھ رہی تھی اور ہر تصویر کو دیکھ کر سر نفی میں
ہلا رہی تھی۔

تو نے مجھے بھی نہیں بتایا اس کے بارے میں؟ شیری نے اسی انداز سے کہا

میں اپنے زندگی کے فیصلے خود لینا پسند کرتا ہوں۔ یہ بات تمہیں بتانے کی مجھے کوئی
ضرورت نہیں ہے۔ روپیل نے اب کی بار اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

شرم آتی ہے تجھے اپنا دوست کہتے ہوئے۔ تف ہے تم پر۔ تم نے اس مظلوم سی لڑکی سے بدلہ کس چیز کا لیا ہے؟ کیا بگاڑا تھا اس نے تمہارا؟ ایک تھپڑ مارا تھا؟ ہاں!!! ایسا بدلہ لیا تو نے۔ مار دیتے اسے جان سے لیکن یوں سوتن لانے کی کیا ضرورت تھی؟؟

شیری غصے سے اس پر چیخ رہا تھا جبکہ روبیل اس کا غصہ دیکھ کر کچھ پل حیران رہ گیا

کیونکہ وہ کبھی غصہ نہیں ہوا تھا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interview

یہ جتنی معصوم دیکھائی دیتی ہے ویسے ہے نہیں۔ روبیل نے بھی غرا کر کہا

بسبس ایک اور لفظ نہیں!!! جانتا ہوں میں اپنی بہن کو اچھے سے۔ زیادہ بکو اس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور تم کیوں خاموش کھڑی ہو بولو اپنے حق کے لیے کچھ تو۔

شیری نے پہلے روبیل کو تشبیہ کی اور آخر میں نورے کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر

اس سے التجا کی

نورے کچھ نہیں بول رہی تھی بس یک ٹک رو بیل کودیکھ رہی تھی اور آنسو بھل بھل
کر بہ رہے تھے۔

چٹاخ !!!!!

ابھی وہ لوگ خاموش ہی ہوئے تھے کہ اس خاموشی کو تھپڑ کی آواز نے توڑ ڈالا۔ سب
بے بیک وقت پیچھے مڑ کودیکھا تو علیزے خونخوار تیور لیے حنین کو گھور رہی تھی۔

کیا کہہ رہے تھے آپ ہاں؟ میری آپنی کا آپ سے تعلق ہے۔ ہاں شادی کرنا چاہتی ہے
وہ آپ سے۔ وہ آپ کے بچے کی ماں بننے والی ہے؟ مجھے تو اسی دن سے آپ پر شک تھا
جس دن آپ نے ان کے کمپنی میں انٹرنی کے حیثیت سے آئے تھے لیکن میں آپنی کی
وجہ سے خاموش ہو چکی تھی۔ علیزے سانس لینے کو روکی پھر بولی

مجھے پہلے ہی آپنی کو بتادینا چاہیے تھا کہ آپ کس نیچر کے انسان ہیں۔ آفس میں بھی تانکا جھانکی کرتے رہتے تھے۔ گھر میں آپ کا یہی حال تھا۔ کہیں جانا ہوتا تو تب بھی آپ آگے پیچھے رہتے۔ آپ نے آپنی کو آج برباد کیا ہے اللہ کرے آپ خود بھی برباد ہو جائیں۔ میری بددعا ہے کہ آپ کبھی خوش نہ رہیں۔ آج آپ نے میری آپنی کی خوشیاں چھینی ہیں تو اللہ کرے آپ کو بھی خوشیاں نصیب نہ ہو۔ علیزے نے تقریباً چیتے ہوئے اسے بددعا دی اور واپس نورے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دوسرے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کیئے

چلو مان لیا کہ تمہاری آپنی بے گناہ ہے۔ تو اس کی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے ایک کام کرتے ہیں۔ روبیل نے رخ علیزے کی جانب مڑ کر کہا

کیسا کام؟ علیزے نے تیوری چڑھا کر پوچھا

سمپل سی بات ہے کہ نورے ابارشن کروالے۔ تب میں بھی مان جاوں گا کہ واقعی نورے بے گناہ ہے۔ روہیل نے کہہ کر نورے کو بازوؤں سے پکڑ کر خود کے قریب کیا اور اس کے کان میں صور پھونکنے لگا

اگر تم یہ کرتی ہو تو تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی اور اگر نہیں تو وہ رہا دروازہ۔ وہاں سے باہر جانے کے بعد تم صرف اس گھر سے نہیں بلکہ میرے دل اور زندگی سے بھی نکل جاو گی۔

چھوڑیں مجھے آپ۔ دور رہیں مجھ سے۔ گھن آتی ہے مجھے آپ جیسے مردوں سے۔ نورے نے پورا زور لگا کر اسے خود سے دور کیا اور پوری قوت سے اس پر چیخنی

میں یہ ابارشن نہیں کرواؤں گی سنا آپ نے۔ یہ میرے وجود کا حصہ ہے۔ آپ کو جو

کرنا ہے کر لیں۔۔۔ لی۔۔۔ لیکن یہ بچہ اس۔۔۔ دن۔۔۔ دنیا میں ضرور آئے گا۔
 نورے مسلسل اس پر چیخ رہی تھی اور بات کے آخر میں اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور مزید
 دو قدم اس سے پیچھے ہو گئی۔ بیوی مجبور ہو سکتی ہے لیکن ماں نہیں۔ وہ بھی اس وقت
 ماں تھی جو اپنے بچے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔

تو نکلوا اس گھر سے۔ جانتا تھا میں کہ تم اس گند کی پوٹلی کو ہی جنم دو گی اس لیے جاو اس
 کے ساتھ اس کے گھر اور سنہبالیوں کو اور بھی اور اسی وقت دفع ہو جاو یہاں
 سے لیکن ایک بات یاد رکھنا میں تمہیں کبھی طلاق نہیں دوں گا۔ تم کہیں بھی جاو۔ کسی
 کے بھی ساتھ رہو لیکن طلاق کبھی نہیں دوں گا۔ یاد رکھنا یہ بات۔ روئیل نے پہلے
 حسنین کو دھکا دیا اور پھر نورے کو کھینچ کر لاونج سے باہر لا کر دھکا دیا۔

دھکا لگنے کی وجہ سے نورے لڑکھڑائی لیکن جلد ہی خود پر قابو پایا۔ اس کے ساتھ ہی
 علیزے بھی باہر کی جانب بڑھ گئی لیکن جاتے جاتے وہ روجی کو تھپڑ مارنا نہیں بھولی

چٹاخ!!!!

آپ بھی یہ بات یاد رکھیے گا کہ جو لڑکی اپنی بہن جیسی سہیلی کی نہیں ہوئی وہ اپنے شوہر کی کیا ہوگی رو بیل بھائی؟ علیزے نے روجی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر رو بیل کو جواب دیا اور وہاں سے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

آئیں آپی!!! آپ میرے ساتھ چلیں میرے ہاسٹل۔ اس حالت میں آپ کا یوں خود کو تکلیف دینا اچھی بات نہیں ہے۔ پلیزز چلیں میرے ساتھ۔ علیزے نے نورے کا ہاتھ پکڑا جو بت بنی ساکت نظروں سے رو بیل کو دیکھ رہی تھی

آپی چلیں پلیزز۔۔ تکلیف نہیں دیں خود کو۔ آئیں نہ۔ چھوڑیں انھیں۔ علیزے مسلسل اس سے کہہ رہی تھی جو سامنے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی لیکن کچھ کہہ نہیں

رہی تھی

آجاو نورے۔ میرے ساتھ گھر چلو۔ تمہارا یہ بھائی ابھی زندہ ہے اور تم کوئی لاوارث نہیں ہو۔ آوشاباش۔ شیریں نے نم آواز سے کہا

بھائی اس کا بیٹا بھی تھا۔ آپ نے دیکھا کتنا خوبصورت تھا وہ۔ بلکل چھوٹا روبی۔۔۔۔۔
 روبیل تھا۔ عل۔۔۔۔۔ علیزے تم نے۔۔۔۔۔ تم نے دیکھا کہ وہ۔۔۔۔۔ وہ کتنا چھوٹا تھا۔
 بل۔۔۔۔۔ بلکل میرے روب۔۔۔۔۔ روبی جیسا۔۔۔۔۔ اس کی ہرے آنکھ۔۔۔۔۔
 آنکھیں بلکل روبیل ج۔۔۔۔۔ جیسی تھی۔۔۔۔۔ صرف ای۔۔۔۔۔ ایک بار صرف ایک بار
 می۔۔۔۔۔ میں اسے سینے تول۔۔۔۔۔ لگاتی۔۔۔۔۔ مممم۔۔۔۔۔ مجھے بچے بہت پ۔۔۔۔۔ پسند
 ہے۔ اس سے کہ۔۔۔۔۔ نورے نے آنسو سے بوجھل پلکیں اٹھا کر پہلے شیریں کو کہا اور
 پھر علیزے سے بات کرنے لگی لیکن ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ ہوش و خرد سے بیگانہ
 ہو گئی۔

آئیسیسی۔ نورے۔۔۔ علیزے اور شیریں نے بیک وقت اسے پکارا اور علیزے تو اس کے ہاتھ مل رہی تھی

میں گاڑی نکالتا ہوں۔ آپ اسے میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھانے میں مدد کرو۔ شیریں نے کہہ کر گراج کی جانب دوڑ لگا دی جبکہ علیزے اسے اٹھانے میں مدد کر رہی تھی۔

میں اٹھاتا ہوں اسے۔ تم سے نہیں ہوگا۔ حنین نے کہہ کر نورے کی جانب ہاتھ بڑھائے

خبردار۔۔۔ خبردار جو میری بہن کو ہاتھ بھی لگایا تو۔ میں یہ ہاتھ بھی کاٹ دوں گی۔ دفع ہو جائیں یہاں سے۔ منحوس انسان۔ علیزے نے اسے ہاتھ جھٹکے اور غرا کر اس سے کہا

آجائیں آپ۔ شیری نے حنین کو یکسر نظر انداز کیا اور علیزے کی مدد سے اسے اٹھانے لگے

وہ لوگ نورے کو گاڑی تک لائے اور شیری نے گاڑی زن سے بھگالی اور تیس منٹ کا فاصلہ پندرہ منٹ میں طے کر کے اسے ہاسپٹل پہنچایا۔

ان کے ہزبیڈ کون ہیں؟ ڈاکڑ نے اس کے چیک اپ کرنے کے بعد پوچھا

جی وہ ملک سے باہر ہیں۔ علیزے نے فوراً جواب دیا

ایسی حالت میں ان کا بہت خیال رکھیں۔ یہ بار بار بے ہوش ہونا اچھی بات نہیں ہے۔
ابھی تو ان کا بی پی لو ہو چکا ہے اور سٹریس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہیں لیکن احتیاط
لازمی ہے۔ تھوڑی دیر میں انھیں ہوش آجائے گا۔ ڈاکڑ نے کہہ کر پرسیکشن اس کے

حوالے کیا

ہم انھیں گھر لے جاسکتے ہیں؟ شیرمی نے بے تابی سے پوچھا

ہاں شیور!!! آپ انھیں لے جاسکتے ہیں بس ڈرپ ختم ہو جائے پھر لے جائیں۔ ڈاکٹر
نے پیشہ وارانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر کہا

ٹھیک ہے۔ علیزے اور شیرمی نے بیک وقت کہا جس پر ڈاکٹر ان کی طرف دیکھ کر معنی
خیزی سے مسکرا دی جبکہ وہ دونوں انجان اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔

ڈسپارچ کے بعد شیرمی نے بہت کہا کہ وہ اس کے گھر چلیں لیکن علیزے نے منع کر دیا
اور اسے ساتھ لیکر ہاسٹل چلی گئی۔

آپی آپ کپڑے چینج کر لیں۔ علیزے نے ایک ہلکا پھلکا ڈریس اس کے سامنے رکھا اور اس کے ہاتھ پکڑ کر کہا۔ وہ خود بھی کافی دیر تک روچکی تھی لیکن اس کے سامنے خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی

وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ علیزے وہ خواب سچ ثابت ہو گیا۔ پہلے عمیر، ماما بابا چلے گئے اور اب روبیل بھی۔ مجھے سب چھوڑ کر چلے گئے۔ نورے نے ایک ٹرانس کی کیفیت میں کہہ رہی تھی البتہ آنسو اس کے دامن بھگور ہے تھے۔

آپی میں ہوں نہ آپ کے ساتھ۔ اللہ ہیں نہ ہمارے ساتھ۔ پلیز آپ تکلیف نہیں دیں خود کو۔ مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ علیزے نے کہہ کر اسے گلے لگایا اور دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر خوب روئیں۔

دن اسی طرح بے کیف گزرتے چلے گئے۔ علیزے نے نورے کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا اور ابھی تک دونوں ہاسٹل میں رہ رہی تھیں۔ اس واقعے کو تین مہینے ہو چکے تھے۔ اس نے دانی اور سنی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ صرف اپنے بھائی بھابھی کو سب کچھ بتایا تھا لیکن انھیں کسی بھی قسم کی کاروائی سے روکنے کے لیے اپنی قسم دی تھی۔ اس لیے وہ لوگ بھی خاموش تھے اور نورے نے انھیں اپنے فیصلے سے بھی آگاہ کر لیا تھا۔ اب صرف کام کے ہو جانے کی دیر تھی۔

ان تین مہینوں میں نورے نے خود کو اپنے آنے والے بچے کے لیے وقف کر دیا تھا۔ اس نے دوبارہ سے آفس جوائن کر لیا تھا اور یہ یقین کر لیا تھا کہ اگر یہ آزمائش ہے تو اللہ اسے ضرور کامیاب کرے گا۔ شیرینی نے بھی اپنی امی کو سب کچھ بتا دیا تھا اور وہ ان دونوں کو گھر بھی لانا چاہتی تھی لیکن نورے کے صاف انکار کے بعد وہ کچھ نہیں کہہ سکیں۔

آپی یار!!! آپ اس حالت میں نہ جایا کریں نہ!! ہر وقت آپ کی ٹینشن ہوتی ہے مجھے۔ ویسے بھی آپ کا چھٹا مہینہ چل رہا ہے۔ آپ کو ابھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ بیڈریسٹ کی ضرورت ہے۔ نورے جو آفس جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ علیزے نے اسے پیچھے سے ہگ کیا اور رونی شکل بنا کر اسے جانے سے روکنے کے لیے منانے لگی

اففف لیزے جان!!! (وہ پیار سے اسے لیزے بلاتی) نہیں جاونگی نہ۔۔۔ صرف آج چلتی ہوں۔ نورے نے اسے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے کہا

یہ آپ پچھلے ایک مہینے سے کہہ رہی ہیں۔ کہہ تو رہی ہوں نہ کہ گھر سے آفس ورک کر لیں لیکن نہیں۔ علیزے نے منہ بنا کر کہا اور اسے چھوڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئی

آئی پرامس صرف آج۔ نورے نے اس کے سر پر بوسہ دیکر کہا

سچ آپی؟ علیزے نے اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور پھر بے یقینی سے پوچھنے لگی

بلکل۔ نورے نے کہہ کر اس کی ناک دبائی

ہا ہا ہا ہا۔ علیزے کھلکھلا کر ہنس دی جبکہ نورے نے اس کی ہنسی کی دل ہی دل میں نظر اتاری



اچھا اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ تمہارے لیے سرپرائز بھی ہے لیزے۔ اگر سرپرائز لینا ہے تو میں تمہارا ویٹ کر رہی ہوں باہر آجانا۔ نورے مزے سے کہہ کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

کیا سرپرائز آپی؟؟ انففف ایک تو یہ آپی بھی نہ؟ خیر مجھے جلدی سے تیار ہونا ہے کہیں

آپی کا موڈ نہ بدل جائے۔ علیزے نے کہہ کر واشر و م کی جانب دوڑ لگادی اور جلدی سے تیار ہونے لگی

ان تین مہینوں میں روہیل نے اسے یکسر بھلا دیا تھا۔ وہ اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ خوش تھا۔ زندگی اس کی خوش و خرم گزر رہی تھی لیکن اگر کوئی تھا جس کے لیے وقت اور زندگی رک چکے تھے تو وہ تھی نورے خان۔ نورے ہر وقت اسے سوچتی، اس کے ساتھ گزرے پل پل کو محسوس کرتی۔ ہر بار نئے سرے سے تکلیف میں مبتلا ہو جاتی لیکن یہاں پر واہ کسے تھی؟ کون تھا جو اس کے زخموں پر مرہم رکھتا؟ ایک علیزے تھی جو ہر وقت اس کا خیال رکھتی۔ علیزے کے سامنے وہ خود کو مضبوط ظاہر کر لیتی لیکن اکیلے وہ پھر سے ٹوٹ کر بکھر جاتی بلکل تسبیح کے دانوں کی طرح۔

ہر صبح وہ اٹھتی اس امید کے ساتھ کی شاید رو بیل کو اپنی غلطی کا احساس ہو لیکن نہیں۔
وہ امید ٹوٹ جاتی اور پھر سے رات کو وہ بکھر جاتی۔ لیکن اس نے ہمت ہارنا نہیں سیکھا
تھا۔ اس نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا تھا اور بے شک اللہ بہتر کرنے والا ہے۔

وہ دونوں آفس آفیس اور علیزے اس کے لیے چائے بنانے چلی گئی جبکہ نورے نے ولید
صاحب کو آفس میں بلوایا۔

جی تو ولید صاحب جو کام دیا تھا وہ ہو گیا؟ نورے نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔

جی بیٹا۔ وہ ہو گیا ہے الحمد للہ۔ ولید صاحب نے ایک فائل اس کی جانب بڑھائی (ولید
صاحب نورے کے والد کے ہم عمر تھے اس لیے اسے بیٹا کہہ کر پکارتے تھے اور وہ

انہیں انکل لیکن آفس میں میم اور صاحب تھے ایک دوسرے کے لیے)

گریٹ۔ ڈیس گڈ۔ ویل ڈن۔ نورے نے فائل کو دیکھ کر انہیں سراہا

اور وہ دوسرا کام وہ کہاں تک پہنچا؟ نورے نے اسے دیکھ کر پھر سے کسی کام کے بارے

میں پوچھا



جی وہ تو کل ہی ہو گیا تھا۔ میرے کچھ جاننے والے تھے وہاں تو ان کی وجہ سے یہ کام اور

بھی آسان ہو گیا ہے آپ کے لیے۔ ولید صاحب نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

اور اسے دوسری فائل تمھائی

آپ کا بہت بہت شکریہ ولید صاحب۔ میں آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی۔

نورے نے تشکر آمیز نظروں سے انہیں دیکھ کر کہا اور اٹھ کر ان کی طرف آئی

ارے نورے بیٹا۔ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ جب بھی، جو بھی کام میرے میرے
اختیار میں ہو، چاہے وہ کام جو بھی ہو، مجھ سے کہہ سکتی ہیں۔ انھوں نے نورے کے سر
پر ہاتھ رکھ کر کہا

شکر یہ انکل۔ نورے نے کہہ کر واپس سیٹ کی جانب بڑھ گئی اور ولید صاحب باہر کی
جانب بڑھ گئے

آپی یہ لیں گرما گرم چائے۔ علیزے دروازہ کھول کر اندر آئی تو نورے نے دیکھا کہ وہ
کھانے پینے کی بہت سی چیزیں لائی تھی

تھینکس۔ نورے نے کہہ کر چائے کا کپ اٹھالیا

اچھا آپنی میں اپنے کیبن میں ہوں۔ کچھ چائے ہو تو کال کر لیجئے گا۔ علیزے نے
دروازے میں رک کر پھر مڑ کر کہا

ہاں کیوں نہیں۔ نورے نے کہہ کر چائے کا کپ واپس میز پر رکھا اور کام میں پھر سے
مشغول ہو گئی



ٹون

اسے کام کیئے ہوئے کچھ ہی دیر گزر چکی تھی کہ اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔

اسلام علیکم۔ نورے نے مصروف انداز میں کہا

وعلیکم اسلام۔ چڑیل کیسی ہو؟ شیری کی چہکتی ہوئی آواز سے سنائی دی

میں ٹھیک ٹھاک الحمد للہ۔ آپ بتائیں آپ کیسے ہیں؟ نورے نے کام سے ہاتھ روک

کر سیٹ سے ٹیک لگالی

میں بھی ٹھیک۔ وہ تمہارا کام ہو گیا ہے چڑیل۔ اب کی بار لہجے میں کچھ خفگی بھی نمایاں
تھی

کیا واقعی؟؟ نورے نے بے یقینی سے پوچھا

ہاں چڑیل سچ میں۔ انداز ویسا ہی تھا

آفس آجائیں پھر بات کرتے ہیں اس پر تفصیل سے۔ نورے نے اس کی خفگی محسوس کرتے ہوئے کہا

او کے ابھی آتا ہوں۔ اپنا خیال رکھنا۔ شیر ی نے کہہ کر کال کاٹی اور سامنے کی طرف دیکھنے لگا جہاں اس کا جان سے عزیز دوست روبیل اسے نظر انداز کیئے اپنے کام میں مصروف تھا۔

جسے یہ تک خبر نہیں تھی کہ اس کی بیوی نورے کہاں ہے؟ کیسی ہے؟ کس حالت میں ہے؟ شیر ی نے ایک گہری سانس کھینچی اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ نورے کو گھر سے نکالنے والے دن شیر ی نے بھی اس سے تعلق توڑ دیا تھا لیکن پھر روبیل کی جانب سے دوبارہ اسے منانے کے بعد وہ مان تو گیا تھا لیکن پہلے والی بات اب کہاں تھی؟

اسلا علیکم چڑیل۔ شیریں نے اندر آتے ساتھ ہی سلام کیا

اففف شیریں کبھی تو انسانوں کی طرح ناک کر کے آجایا کرو۔ ڈرا دیا تھا۔ نورے نے دل پر ہاتھ رکھا اور اسے لتاڑا

کیوں میری بہن کا آفس ہے۔ میں جیسے بھی آوں یا جاؤں؟ تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ شیریں نے مصنوعی غصے سے کہا

ہاں بھئی علیزے بھی تو تنہاری بہن ہے نہ۔ بے شک تم اس کے بھائی ہی ہو۔ تمہارا آنا پھر اس طرح بنتا بھی ہے۔ نورے نے کہہ کر اپنی ہنسی دبائی اور اسے چھپانے کے لیے

سریچے کر لیا

لا حول والا قوتہ۔ شیریں نے منہ سے بے اختیار پھسلا

کیا؟ نورے نے مصنوعی سنجیدگی چہرے پر طاری کر کے پوچھا البتہ شرارت اس کی
آنکھوں سے ٹپک رہی تھی

نہ نہ کچھ نہیں۔ میں وہ کہہ رہا تھا کہ تمہارا کام ہو چکا ہے۔ شیریں نے ایک لفافہ اس کی
جانب بڑھایا اور سنجیدگی سے کہا کیونکہ نورے سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ پھر سے اس
کی ٹانگ کھینچنا شروع کر دیتی۔

ہممم گڈ۔ نورے نے کچھ کاغذات کو دیکھ کر اسے سراہا

یار نورے۔ یہ فیصلہ نہ لو۔ پلیز سوچو اس پر تھوڑا اور۔ شیری نے منت بھرے انداز میں کہا

میں نے اس پر بہت سوچا ہے شیری اس لیے یہ فیصلہ لیا ہے۔ نورے نے آنکھیں موند کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر جواب دیا

یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟ شیری نے پھر سے اس سے پوچھا اس امید پر کہ شاید وہ نہ کر دے لیکن اس کی اگلی بات پر اس کی رہی سہی کسر امید بھی ختم ہو گئی

ہاں یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ نورے نے کہہ کر اس کے لیے چائے منگوائی

اوکے ایز یوش۔ لیکن یاد رکھو تم جو بھی کرو اپنے اس بھائی کو ہمیشہ اپنے ساتھ پاو گی۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔ شیری نے یقین دلانے والے انداز میں کہا

جانتی ہوں۔ کوئی ہو یا نہ ہو لیکن میرا یہ بھائی ہمیشہ میرے ساتھ ہو گا۔ لیکن آپ کو وعدہ کرنا ہو گا کہ یہ بات کسی کو بھی پتہ نہیں چلنا چاہیے صرف ہمارے درمیان رہے شیری۔ نورے نے کہہ کر کپ اس کے سامنے رکھا جو ابھی ملازم رکھ کر گیا تھا

ہممم وعدہ۔ شیری نے ہنکار بھرا اور چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج میرے ساتھ آپ بھی چلیں کچھ دیکھنا ہے آپ کو بھی۔ نورے نے کہہ کر اس کی طرف دیکھا

خیریت؟ شیری نے فکر مندی سے پوچھا

ہاں بھئی خیریت ہے۔ آفس کے بعد چلیں گے۔ نورے کہہ کر پھر سے کام کی طرف

متوجہ ہو گئی۔

ویسے نورے میں سوچ رہا تھا کہ اپنی بھانجی یا بھانجے کے لیے تھوڑی سی شاپنگ کر لوں۔ کیا خیال ہے؟ شیری نے تھوڑی دیر بعد کہا

ہممم چلتے ہیں شاپنگ پر۔ نورے نے مصروف انداز میں جواب دیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوکے۔ شیری کہہ کر باہر کی جانب بڑھ گیا اور علیزے کے کیمین کے سامنے رک گیا
لیکن پھر جلدی سے وہاں سے چلا گیا

رو بیل؟ روحیلہ نے اسے آواز دی جو کب سے فائلوں میں سر دیئے مصروف تھا

ہاں بولو۔ سن رہا ہوں۔ رو بیل نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سے کام میں مشغول

ہو گیا

وہ آج اگر آپ فری ہیں تو لچ باہر کر لیتے ہیں۔ روحیلہ نے اپنا پروگرام اس کے گوش



صرف لچ نہیں شاپنگ بھی۔ لیکن ابھی یہ کام ختم کر لوں پھر چلتے ہیں۔ رو بیل کہہ کر

پھر سے فائلز میں مصروف ہو گیا جبکہ روحیلہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا

یہ بھی لونہ کتنے پیارے ہیں یہ۔ شیریں نے دو فراس اس کی جانب بڑھائے جو وائٹ اور پنک کلر کے تھے جو کہ بہت خوبصورت تھے

انف پہلے ہی تم دونوں اتنا سب لے چکے ہو۔ اب یہ بھی لوں؟ نورے نے کہہ کر منہ بنایا

ہاں لونہ۔ ویسے بھی یہ تمہارے لیے نہیں ہیں یہ میرے بھانجی کے لیے ہیں۔ شیریں نے کہہ کر دانت نکالے

شیریں ایک تو آپ بھی نہ۔ چلیں رکھ لیں یہ والا بھی۔ نورے نے ہار مانتے ہوئے کہا

آپی؟ میں نے تو بے بی بوائے کی ڈھیر ساری شاپنگ کر لی ہے۔ علیزے نے مزے سے کہہ کر اسے شاپرزد کھائے

اور اپنے لیے کر لی؟ نورے نے آئینہ راجا کر پوچھا

ہاں وہ بھی کر لی اور کچھ ڈریسز آپ کے لیے بھی لے لیے ہیں۔ علیزے نے کہہ کر

اس کے ہاتھ سے بھی شاپرز لے لیے اور اسے وہاں بیٹھانے لگی

کچھ ہمارے لیے بھی لے لیتیں آپ۔ شیری نے علیزے کے کان میں سرگوشی کے

انداز میں کہا

اس کی سرگوشی میں کی گئی بات نے علیزے کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا اور اس کے

چہرے پر گلال پھیلا

جبکہ شیری اس کے بلش کر جانے پر دل و جان سے فدا ہوا اور اس سے پہلے کچھ کہتا

نورے کی آواز آئی

چلو اب چلتے ہیں۔ مجھے تم دونوں کو کچھ دیکھانا بھی ہے۔ نورے کہہ کر آگے بڑھ گئی

ظالم سماج۔ شیریں نے ٹھنڈی آہ بھری اور اس کے پیچھے چل دیا جبکہ علیزے اس کی بات سن کر کھی کھی کرنے لگی

ابھی وہ باہر کی جانب بڑھ رہی تھی کہ جانی پہچانی کلون کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ وہ بے اختیار پیچھے کی جانب مڑی اور دیکھا تو اس دشمن جاں اپنی بیوی بچے کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنے آنسو روکے رکھے اور پھر تیزی سے پارکنگ کی جانب بڑھ گئی۔

پیچھے سے آتے ہوئے یہ منظر علیزے اور شیریں نے بھی دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو

دیکھا اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گئے۔

نورے تم ٹھیک ہو؟ شیری نے فکر مندی سے پوچھا

ہاں بھی مجھے کیا ہونا ہے؟ نورے نے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے جواب دیا

اوکے۔ شیری نے کہہ کر سارے شاپرز ڈگی میں رکھے اور ان دونوں کو بھی بیٹھنے کے

لیئے کہا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی

اب بتاؤ کہاں جانا ہے؟ اس نے مال کے راستے سے نکل کر گاڑی مین روڈ پر ڈالتے

ہوئے پوچھا

میں راستہ بتاتی جاتی ہوں۔ آپ ویسے ہی چلتے جاؤ۔ نورے کہہ کر سامنے کی طرف
دیکھنے لگی اور پھر اسے سارا راستہ سمجھانے لگی

ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ لوگ ایک شاندار سے فلیٹ کے سامنے روکے اور
نورے ان دونوں کے چہروں کو دیکھنے لگی


NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
کیا ہوا؟ ایسے مجھے کیوں دیکھ رہے ہو دونوں؟ نورے نے انجان بننے کی بھرپور ایکٹنگ
کرتے ہوئے کہا

یہ کیا ہے؟ دونوں نے سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

بھئی یہ گھر ہے۔ اس نے گویا ان کے معلومات میں اضافہ کیا

کس کا؟ سوال علیزے کی طرف سے آیا

انسانوں کا۔ نورے نے آج انھیں ستانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینے تھا

اس لیے انھیں بھرپور ستار ہی تھی

اس انسان کا نام ہے؟ اب کہ شیری نے دانت پیس کر پوچھا

ہاں ہے نہ۔ نورے نے ان کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے کہا

لیکن کون ہے وہ جس کا یہ گھر ہے؟ علیزے نے اس سے پوچھا جو سامنے گھر کی بیل بجا

رہی تھی

اندر آو آپ لوگ۔۔ اندر چل کر باتیں کرتے ہیں۔ سیمما۔ سیمما۔ نورے نے انھیں

کہہ کر اندر کی جانب قدم بڑھائے اور کسی کو آواز دینے لگی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے آپ آگئیں چھوٹی بی بی۔ اسلام علیکم۔ آئیں میں آپ کو اندر بیٹھالوں۔ سامنے

نورے سے دو تین سال بڑی لڑکی نے سلام کیا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کی جانب

بڑھ گئی

جبکہ پیچھے علیزے اور شیری دونوں ہونق بنے اسے اندر جاتا دیکھ رہے تھے۔

آجاو نہ آپ لوگ بھی۔ کیا کرنا ہے وہاں رہ کر؟ نورے نے دروازے میں کھڑے ہو

کر انھیں آواز دی

ہا۔۔۔ ہاں آپنی آر ہی ہوں میں۔ علیزے نے جلدی سے کہہ کر اندر کی جانب قدم بڑھا

دیئے جبکہ شیر ی بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گیا

اب بتائیں آپنی یہ گھر کس کا ہے؟ علیزے نے اندر آ کر پھر سے اپنا سوال دہرایا

یہ گھر ہمارا ہے علیزے اور میرے آنے والے بے بی کا۔ آج سے ہم یہی رہیں گے۔

نورے نے کہہ کر کئی آنسو اپنے اندر اتارے اور پھر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور رندھی

ہوئی آواز میں کہا

ہائے آپنی سچ میں یہ گھر ہمارا ہے؟ علیزے نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے کہا

ہاں بلکل۔ نورے نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا البتہ آنکھوں کی نمی گالوں پر بہنے لگی

آپنی آپ ناراض نہ ہوں۔ اللہ سب بہتر کریں گے انشاء اللہ۔ دیکھنا آپنی رو بیل بھائی کو

اپنی غلطی کا احساس ضرور ہوگا۔ علیزے نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر ایک عزم سے

کہا

یہاں صرف باتوں سے پیٹ بھرا جاتا ہے کیا؟ شیر ی نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی

خاطر کہا

ارے نہیں۔ آپ بیٹھیں میں ابھی کچھ کھانے کے لیے بچھواتی ہوں۔ نورے نے شیری کو کہہ کر سیما کو آواز دی اور اسے کھانا سرو کرنے کو کہا آئیں۔ کھانا لگ چکا ہے۔ سیما نے اس سے کہا جو ان کے ساتھ باتوں میں مشغول تھی ہاں ہم آتے ہیں۔ آجاو بھئی کھانا لگ چکا ہے۔ نورے نے اٹھتے ہوئے ان سے کہا اور وہ دونوں بھی جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے

کھانا کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔ شیری نے کھانے کے بعد ہی گھر کا رخ کالیا تھا جبکہ علیزے تو اس گھر میں آکر بہت خوش تھی۔

ایک نورے تھی جو سب کے بیچ رہ کر بھی ادھوری تھی، نامکمل تھی۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھ کر روبیل کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس کے ساتھ گزرے ہر پل کو یاد کر رہی تھی۔

کبھی یادیں، کبھی باتیں، کبھی پچھلی ملاقاتیں
بہت کچھ یاد آتا ہے تیرے اک یاد آنے سے

ایک ہفتے بعد؛

آپی آپ نے یہ پیکنگ کیوں کر لی ہے؟ کہاں جا رہی ہیں آپ؟ صبح صبح علیزے اس کے روم میں آئی تو اسے پیکنگ کرتے دیکھ کر پوچھ بیٹھی



صرف میں نہیں ہم دونوں جا رہے ہیں۔ آپ جلدی سے ناشتہ کر لو۔ ہمیں پھر ایئر پورٹ کے لیے بھی نکلنا ہے پھر۔ چلیں جائیں شاباش۔ نورے نے اسے کہہ کر بیگ میں سامان ڈالا

آپی لیکن۔۔۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں جائیں جلدی سے ناشتہ کریں اور آپ کی پیکنگ سیمانے رات کو کر لی تھی۔ اس لیے آپ ناشتہ کر لیں اور جلدی سے چینیج بھی کر لیں۔ اس سے پہلے علیزے کچھ پوچھتی نورے نے اپنی بات کہہ کر اسے ڈائمنگ ٹیبل کی طرف دھکیلا اور اپنا بیگ بند کرنے لگی

علیزے بھی چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی اور بعد میں پوچھنے کا سوچ کر جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی اور ناشتہ کر کے واشروم کا رخ کیا اور پھر چینیج کر کے باہر آئی۔

آپی میں تیار ہو گئی ہوں۔ اس نے نورے کے گرد بازوؤں حائل کیئے اور اس کے گال پر بوسہ دیا

او کے شیر ی آچکا ہے ہمیں نکلنا چاہیے اب۔ نورے نے کہہ کر باہر کی جانب قدم بڑھائے

علیزے بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دی اور باہر آکر اس نے نورے کو احتیاط سے گاڑی میں بٹھایا اور پھر خود بھی پیچھے بیٹھ گئی اس کے ساتھ کیونکہ وہ شیری کے ساتھ نہیں بٹھنا چاہتی تھی۔

شیری نے بھی کچھ نہیں کہا اور خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا۔



واپس کب تک آنے کا ارادہ ہے نورے؟ اس نے مرر میں نورے کو دیکھ کر پوچھا

پتہ نہیں۔ نورے نے گہرا سانس لیکر کہا اور باہر دیکھنے لگی جیسے یہ سب وہ آخری بار دیکھ رہی ہو اور اپنی آنکھوں کے ذریعے انھیں محفوظ کرنا چاہتی ہو۔

وہاں جا کر ہمیں بھول نہ جانا۔ شیری نے مصنوعی خفگی سے کہا

کبھی نہیں۔ نورے نے ہنوز باہر کی جانب دیکھ کر کہا اور باقی کا سفر خاموشی سے گزرا اور اس طرح نورے اور علیزے اس سرزمین کو چھوڑ کر لندن روانہ ہو گئیں۔



کیا یہ سب؟ کیا تھا یہ؟ روئیل روحی پر چیخ رہا تھا جو اس کی آنکھوں میں ڈھیٹوں کی طرح دیکھ رہی تھی لیکن کچھ نہیں کہہ رہی تھی

کیا ہے؟ سمپل سی بات ہے پکس ہیں۔ روحی نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر جواب دیا

کہاں کی ہیں؟ کس جگہ آتی جاتی ہو تم؟ کس چیز کی کمی ہے تمہیں یہاں جو تم کلب بھی
آتی جاتی ہو اب۔ روبیل نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اسے ^{جنھ}بھوڑا

ہاں تو؟ کلب جاتی ہوں نہ کسی اور کی بانہوں م۔۔۔



چٹاخ!!!!

اس سے پہلے روحی بات پوری کرتی روبیل نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا جس کی وجہ سے
وہ اوندھے منہ زمین پر گری

تمہاری ہمت کیسی ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی؟ روحی واپس کھڑی ہو گئی اور اس کا
گریبان پکڑ کر اس سے پوچھنے لگی

سٹے ان یور لمٹس روحیلہ۔ روبیل نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر زور سے دبایا اور پھر اس کے ہاتھ اپنے گریبان سے جھٹکے اور انگلی سے اسے تنبیہ کی

نہیں رہی تو کیا کر لو گے؟ روحی نے گویا سے چیلنج کیا

تم جانتی نہیں کہ میں کیا کر سکتا ہوں تمہارے ساتھ۔ روبیل نے سنسناتی آواز میں اس کے کان میں سرگوشی کی

سو واٹ مسٹر؟ میں کیا کروں؟ روحی وہی ازلی ڈھیٹ پن سے جواب دے رہی تھی

ابھی تک کے لیے خاموش ہو جا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ روبیل نے اس کے جہڑے کو سختی سے دبوچا اور غرا کر اپنی بات مکمل کی

ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔ تم سے تو برا کوئی ہے بھی نہیں رو بیل ملک۔ جبروں پر ہوتی تکلیف کے باوجود وہ اس کا مذاق اڑانے اور اسے غصہ دلانے سے باز نہیں آرہی تھی اور اب تو اس کی آنکھوں سے تکلیف کی وجہ سے آنسو نکل رہے تھے لیکن وہ مسلسل رو بیل پر ہنس رہی تھی

اس کی بات سن کر رو بیل کی گرفت ڈھیلی پڑی اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہ۔۔۔ اب۔۔۔ ابھی تم یہ بھی پوچھ۔۔۔ پوچھو گے ک۔۔۔ کہ کیسے تو بتاتی ہوں۔
روحیلہ نے جبرے پر ہوتی تکلیف سے لڑکھڑا کر اپنی بات مکمل کی

وہ ایسے کہ جو بندہ اپنی بیوی، اپنی محبت پر اعتبار نہیں کر سکا۔ کسی اور کہ کہے ہوئے باتوں پر اعتبار کر کے سب کے سامنے اپنی بیوی کو بے اعتبار کرے ایسا شخص کب اچھا مرد

ہوتا ہے؟ اپنی ویزیہ لو اور سائن کر لو۔ روحی نے کہہ کر کچھ پیپر ز اس کے سامنے پھینکے

کیا مطلب ہے تمہارا؟ رو بیل نے الجھ کر پوچھا

بھئی صاف مطلب ہے۔ مسٹر رو بیل کہ تم اعتبار کے لائق شخص نہیں ہو۔ ہا ہا ہا ہا۔ تم سے شادی میں نے ضد میں آ کر کی تھی لیکن بعد میں جو تم نے نورے کے ساتھ کیا اس کے بعد تو تم میرے بھی کسی کام کے نہیں رہے۔ روحیلہ شاید اس پر آج حقیقت آشکار کر رہی تھی۔

تم نے میرا کام اور بھی آسان کر دیا تھا جب تم نے نورے کو گھر سے نکال دیا تھا۔ ہا ہا ہا ہا۔
حنین وہ بھی میرے ساتھ ملا ہوا تھا ان سب میں۔ وہ سب جو تمہیں دیکھا یا گیا تھا وہ اس کے پیچھے کہانی کچھ اور تھی۔ تم نے تو یہ بھی زحمت نہیں کی کہ چھان بین کر لیتے۔
میں نے تو اس کا بھی انتظام کر رکھا تھا لیکن آہ رو بیل تم تو انتہائی بے وقوف انسان ہو جو

تم نے اس پر اعتبار کرنے کی بجائے دوسروں کو فوقیت دی۔ روحی نے ٹھنڈی سانس
بھر کا کہا اور اس پر رفتہ رفتہ حقیقت آشکار کر رہی تھی۔

مم۔۔۔ مم۔ ایک چھوٹے بچے نے اپنی تو تلی زبان میں ماں کو پکارا جو کھڑکی کی باہر دیکھ
رہی تھی



مما کی جان۔ اس عورت نے بچے کو گود میں اٹھالیا

مما۔ ابھی اس نے ایک کو اٹھایا ہی تھا کہ دوسرا بھی اسے آوازیں دینے لگا

آ جاو آپ بھی۔ ممما کی جان۔ اس نے دونوں بچوں کے گالوں پر پیار کیا اور انہیں بیڈ پر
بٹھایا اور خود بھی انکے ساتھ بیٹھ گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں کھانا کھلا کر ان کے

ساتھ سونے کے لیئے لیٹ گئی۔

وہ آج بھی آئی تھی؛ جس طرح چار سال سے مسلسل آرہی تھی۔ کالے کپڑوں میں ملبوس، آنکھوں پر کالا چشمہ لگائے، منہ کو ڈوپٹے سے آدھا ڈھکے وہ مسلسل ایک ہی قبر کو گھور رہی تھی۔ اسی طرح اسے گھورتے گھورتے اس نے شاپر سے تازہ گلاب کے پتے اور کچھ مہکتے ہوئے گلاب اس نے مٹھی میں بھر کر اس قبر پر نچا اور کرنے لگی۔

پھر وہی بیٹھ کر اس نے سورت یسین کی تلاوت کی اور پھر تھوڑی دیر رک کر جیسے آئی تھی ویسے ہی چلی گئی۔ نہ کسی کو اس کے آنے کی خبر تھی اور نہ ہی جانے کی۔ جس خاموشی کے ساتھ آئی تھی اس سے کہیں زیادہ خالی پن کے ساتھ چلی گئی تھی۔

تت۔۔۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟ جان سے مار دوں گا تمہیں میں!!!! روبیل نے خونخوار

نظروں سے اسے گھورا اور پھر اسے گلے سے پکڑ کر اس پر دباو ڈالنے لگا

ہاہاہاہا۔۔۔ اللہ نے مجھ۔۔۔ مجھے۔۔۔ اس کی سزا دے دی ہے۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔ تم تو

ی۔۔۔ یہ بھی نہ۔۔۔ نہیں جانتے کہ عل۔۔۔ علیان کس۔۔۔ کس کا بیٹا ہے!؟ اس کا انداز بالکل پاگلوں جیسا تھا یا شاید وہ اپنے اندر بھرے ہوئے غبار کو نکلنا چاہتی تھی۔

علیان میرا بیٹا ہے۔ سمجھی تم؟! روہیل نے کہتے ساتھ ہی اسے دیوار کی طرف دھکا دیا جس کی وجہ سے روہیلہ کی پیٹھ دیوار سے ٹکرائی

نہیں ہے وہ تمہارا بیٹا۔ سمجھ آئی۔۔۔ نہیں ہے وہ تمہارا بیٹا۔ تمہاری اولاد اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی دم توڑ چکی ہے۔۔۔۔ اور اور تمہاری اولاد وہی تھی جس۔۔۔۔ کہتے کہتے وہ اچانک روک گئی اور کچھ یاد آنے پر بھاگ کر اوپر کی جانب بڑھ گئی اور اسی طرح بھاگتے بھاگتے نیچے کی طرف واپس آئی۔

یہ لودیکھ لو۔ کیا لکھا ہے اس میں؟ اس نے کچھ پیپر ز اس کی جانب بڑھائے اور اس کے تاثرات دیکھنے لگی البتہ اس کے ناک سے خون بہنے لگا جسے اس نے صاف کیا

یہ۔۔۔ یہ کہاں سے ملا تمہیں؟ کہاں تھے یہ؟ اس نے پھر سے اس کی جانب قدم

بڑھائے اور غرا کر اس سے پوچھنے لگا

یہ تو مجھے اس دن ہی مل گئے تھے ڈریسنگ ٹیبل پر جس دن تم نے اسے نکالا تھا گھر سے۔

کیئے بنا اپنی بات جاری رکھی

تمہیں پتا ہے کہ نورے۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ بات مکمل کر پاتی وہ بے ہوش ہو گئی

کیا نورے؟ بولو اب۔۔۔۔۔ روحیلہ؟ یہ کیا نیا مذاق ہے لگا رکھا ہے تم نے۔ اٹھو اب۔

رو بیل نے اسے اٹھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ بے ہوش ہو چکی تھی

اس نے جلدی سے اسے بانہوں میں بھرا اور باہر کی جانب دوڑ لگادی اور اسے گاڑی

میں لٹا کر ہاسپٹل کی جانب گاڑی بھگالی اور راستے میں اس نے شیر ی کو بھی کال کر لی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھوٹی ماما!!! ویراز ماما؟ چھ سالہ بچہ اپنی خالہ سے پوچھ رہا تھا

شی ول میٹ یو ٹونائٹ مائی لو۔ اس نے اس بچے کو جواب دیا اور اسے گود میں بیٹھا لیا

وائے شی آلویزان دس ڈیٹ لیفٹ آس اینڈ میٹ آس لیٹ نائٹ؟ وائے شی از

ایبسٹنٹ ہول ڈے؟ دوسرے بچے نے اس سے پوچھا

(Why She always on this date left Us and meet

us at night? Why she is absent whole day?)

کیونکہ آپ کی ماما کو کسی سے ملنا ہوتا ہے ہر سال۔ اس لیے وہ یہاں نہیں ہوتی آپ کے

پاس میری گڑیا۔ اس نے کہہ کر اس بچی کو بھی اپنی گود میں بیٹھالیا

ماما کس سے ملنے جاتی ہیں؟ اب کہ اس بچے نے پھر سے پوچھا

وہ اپنی دوست سے ملنے جاتی ہیں۔ اس عورت کی آواز آخر میں رندھ گئی

تو ہم ماما سے کہہ دیتے ہیں نہ کہ وہ اپنی فرینڈ کو یہاں لے آئیں تو پھر انھیں وہاں جانا

نہیں پڑے گا۔ اس بچے نے اپنی عقل کے مطابق مشورہ دیا

ٹھیک ہے۔ ہم آپ کی ماما سے بات کر لیں گے۔ ابھی یہ کھانا کھاؤ بعد میں ہم کارٹون

مووی بھی دیکھیں گے۔ اس نے دونوں بچوں کو کھانے کی میز کی طرف لے جا کر ان

کے سامنے کھانا رکھا اور پھر آہستہ آہستہ انھیں کھلانے لگی البتہ آنکھوں سے آنسو باہر

آنے کو بے تاب تھے لیکن اس نے خود پر ضبط کیئے رکھا۔

کیا ہوا روحی کو؟ شیری نے آکر اس سے پوچھا جو سر پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا

وہ پتہ نہیں س بات کرتے کرتے اچانک اس کے ناک سے خون بہنے لگا اور پھر بے

ہوش ہو گئی۔ روبیل نے سرخ آنکھوں سمیت کہا

تیری آنکھیں تو کچھ اور بیان کر رہی ہے!! بتا ہوا کیا ہے؟ شیری نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

وہ سب کچھ کرنے کی ذمہ دار ہے اور۔۔ اور وہ حنین بھی۔ جان لے لو نگائیں اس کی۔

روبیل نے آدھی ادھوری بات کی جس پر شیری اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگا

سب بتا کہ ہوا کیا ہے؟ شیری نے اس سے پوچھا

روبیل نے آہستہ آہستہ اسے سب کچھ بتا دیا اور آخر میں رونے لگا۔ کون کہتا ہے

کہ مرد نہیں روتے؟ وہ پتھر دل انسان کے دل میں دراڑ نہیں پڑتی؟ وہ مضبوط

اعصاب کا مالک انسان کبھی کمزور نہیں پڑتا؟ اسے تکلیف نہیں ہوتی؟ ہاں!!! مرد بھی

روتا ہے جب اس کا محبوب اس سے بے وفائی کر جاتا ہے یا پھر جسے وہ ٹوٹ کر چاہے وہ

اسے نہ ملے۔ یا پھر ملے تو اس سے دور چلا جائے۔ ہاں مرد بھی روتے ہیں جب ان کا دل

ٹوٹتا ہے۔ ان کا بھروسہ، ان کا مان ٹوٹ جائے تو وہ بھی روتا ہے۔

ہمممم تو پھر تو نے کیا سوچا ہے؟ کیا کرے گا روحی کا؟ شیری کا انداز کریدنے والا تھا

میں جان سے مار دوں گا سے۔ روبیل نے مٹھیاں بھینچ کر کہا

مارنے سے کیا نورے آجائیگی؟ شیری نے ایک اور وار کیا

کیا مطلب؟ اس بات کا نورے سے کیا تعلق ہے؟ روبیل نے الجھ کر اس سے پوچھا

جیسے کہ تو نے بتایا کہ وہ نورے کے بارے میں کہتے کہتے بے ہوش ہو گئی تھی۔ اس لیے

شاید وہ جانتی ہو کہ نورے کہاں ہے کیسی ہے؟ شیری نے آرام سے باتوں کا رخ موڑ دیا

نورے؟؟ کہاں ہے نورے؟ وہ کہاں چلی گئی ہے؟ جب میں نے اسے گھر سے نکالا تھا

تو وہ تیرے ساتھ گئی تھی نہ۔ کیا اب بھی وہ تیرے ساتھ ہے؟ آئی مین تمہارے گھر

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں؟ روبیل نے بے تابی سے اس سے پوچھا

میں لیکر تو گیا تھا لیکن وہ میرے ساتھ گھر نہیں گئی تھی۔ وہ علیزے کے ساتھ پھر ہاسٹل

چلی گئی تھی اور پھر وہاں سے اپنے گھر۔ شیری نے دانستہ بات ادھوری چھوڑ دی

اپنے گھر؟ کہاں بھائی بھائی کے پاس؟ وہی بے تاب لہجہ وہی انداز

نہیں۔ بھائی بھائی کے پاس نہیں۔ اس نے ایک گھر خرید لیا تھا اپنے لیے اور علیزے

کے لیے۔ شیری نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی جو مسلسل اضطراب کی

کیفیت میں پاؤں ہلا رہا تھا

اب بھی وہ وہاں رہتی ہے؟ اور وہ بچ۔۔۔ بچہ؟ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ اسے دوبارہ اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تو مجھے لے کر چلے گا؟ امید کے کئی دیپ اس وقت روبیل کی آنکھوں میں جمع تھے اور بے تابانہ لہجہ اختیار کیئے اس سے پوچھ رہا تھا

وہ ایک ہفتے بعد وہاں سے چلی گئی تھی۔ صرف ایک دو بار اسے بات ہوئی تھی تو پتہ چلا تھا کہ اس کے ٹویزن بچے ہوئے ہیں۔ کہاں گئی تھی؟ کہاں ہے ابھی؟ اس کا مجھے کچھ اتنا پتا نہیں ہے۔ شیریں نے جو وعدہ کیا تھا اب اسے نبھا رہا تھا اس لیے روبیل سے جھوٹ بول رہا تھا

کیا؟ جڑواں بچے؟ کیا تمہارے پاس ان کی تصویر ہے؟ کیا میں اپنے بچوں کو دیکھ سکتا ہوں؟ روبیل اس وقت نہایت ہی ٹوٹا، بکھرا سا، ہارا ہوا جواری شخص لگ رہا تھا جو اپنا سب کچھ ہار چکا ہو۔ اس کا لہجہ بات کرتے کرتے رندھ گیا تھا

ہاں ہے۔ یہ لو۔ شیریں نے موبائل میں ان کے تصویریں نکال کر اس کے سامنے کر دی

یہ تو بالکل نورے جیسی ہے اور یہ دوسرا بھی۔ اس نے دونوں بچوں کی تصویریں دیکھ کر کہا

ہاں دونوں بچے بالکل نورے جیسے ہیں۔ ظاہر ہے اس کے بچے ہیں اس کے جیسے ہی ہونے ہیں۔ لیکن تم نے تو انھیں اپنا ماننے سے انکار کر دیا تھا اب کیوں ان کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ شیریں نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گیا تھا

آپ دونوں میں شہریار کون ہے؟ ابھی روبیل جواب دیتا کہ ایک نرس نے آکر ان سے

پوچھا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
جی میں ہوں۔ شیریں نے اٹھ کر کہا

آپ میرے ساتھ آئیں۔ پیشینٹ آپ کا نام لے رہی ہے بار بار۔ آکر ان کی بات سن لیں۔ نرس کہتے ساتھ ہی کمرے کی جانب بڑھ گئی شیریں بھی اس کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا

وہ ابھی سوچ رہی تھی کہ بات کیسے شروع کرے کہ دروازہ کھلا اور شیریں اندر آ گیا

جی کہیں کیا کہنا تھا آپ کو مجھ سے؟ شیریں نے آتے ساتھ ہی پوچھا

نورے کیسی ہے؟ روحیلہ نے بنا لگی لپٹی بات کی

جیسی بھی ہے۔ آپ کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کو جو کہنا کہیں میں
سن رہا ہوں۔ شیریں نے دو ٹوک بات کی

میں جانتی ہوں کی آپ بھی مجھ سے ناراض ہے اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ میں نے آپ
کی بہن کے کردار پر داغ لگایا ہے۔ مجھے میرے کیئے کی سزا مل چکی ہے اور مل رہی ہے۔
آپ مجھے معاف کر دیں۔ پلیز زرز مجھے معاف کر دیں۔ میں جانتی ہوں کی میں نے
بہت غلط کیا نورے کے ساتھ۔ میں ضد میں آ کر اندھی ہو گئی تھی یہ بھی نہیں سوچا کہ
میری بہنوں جیسی دوست پر کیا بیتے گی؟ آپ پلیز زرز نورے کو بلا لیں یہاں پر۔ میں
آخری بار۔۔۔۔۔ آخری بار مرنے سے پہلے اس سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ پلیز زرز
بھائی آپ اسے بلا لیں۔ پلیز زرز۔۔۔۔۔ روحی آنسوؤں کے درمیان اس سے بات کر
رہی تھی اور ہاتھ جوڑ کر معافی بھی مانگ رہی تھی اور معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ التجا
کر رہی تھی۔

تم نے جو کرنا تھا کر چکی ہو اسکے ساتھ۔ میں مزید اسے تمہاری وجہ سے بکھرنے نہیں
دونگا۔ بہت مشکل سے اس نے خود کو سنبھلا ہے اور سنبھال رہی ہے۔ تمہاری وجہ

سے میں اسے مزید تکلیفوں میں نہیں ڈال سکتا۔ شیری کا انداز بالکل سپاٹ تھا

پلیزززز میری پہلی اور آخری التجا سمجھ کر۔ میں مر رہی ہوں۔ ایک مرے ہوئے

انسان کی آخری خواہش سمجھ کر مجھ پر احسان کیجئے۔ پلیزززز شہریار پلیززززز آپ

مجھ پر رحم کریں۔ آپ نورے کو بلوالیں تاکہ میں اس سے معافی مانگ سکوں اور سکون

سے اپنی آخری سانس لے سکوں۔ پلیززززز۔۔۔۔۔ پلیززززز روحی نے آخر میں بیڈ

سے اٹھ کر اس کے پاؤں پکڑے اور اس سے التجا کرنے لگی

یہ کیا کر رہی ہو؟ اٹھو اور بیٹھو۔ شیری دو قدم پیچھے ہو اور اس سے کہنے لگا

میں تب تک نہیں اٹھوں گی جب تک آپ ہاں نہیں کر دیتے۔ اس نے پھر سے اس

کے پاؤں پکڑ لیے

اچھا ٹھیک ہے۔ میں نورے کو بلوالونگا لیکن تم نے بھی مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا۔ شیری

اس کے ساتھ نیچے بیٹھ کر اس سے کہنے لگا

کیسا وعدہ؟ روحی نے بے تابی سے پوچھا

اس کے آنے اور یہاں سے واپس جانے کی خبر کسی کو بھی نہ ہو۔ یہ بات صرف ہم

تینوں میں ہی رہے گی۔ وعدہ؟ شیری نے کہہ کر ہتھیلی اس کے سامنے پھیلا دی

ہاں پکا وعدہ۔ اس نے بالکل بچوں کی طرح کہا

اب اوپر بیٹھ جاو اور اس بات کا ذکر کسی سے مت کرنا۔ شیری واپس جانے کے لیے مڑا

ہی تھا کہ اسے تشبیہ کرنا نہیں بھولا

میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤنگی۔ اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور واپس لیٹنے کے

انداز میں بیڈ سے ٹیک لگالی

اوکے۔ یہ کہہ کر شیری باہر کی جانب بڑھ گیا اور سامنے دیکھا تو روپیل کو جس حالت

میں چھوڑا تھا اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے اس کے پاس پہنچا اور اسے

کندھے سے ہلایا

کیا ہوا؟ تو رو رہا ہے؟ شیری نے اس کے آنسو دیکھ کر کہا

میں کتنا بد نصیب باپ ہوں کہ اپنے بچوں کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ آج دو سال بعد دیکھ

رہا ہوں تو کیسے؟ صرف تصویروں میں؟ میں انھیں چھو بھی نہیں سکتا؟ آہ یہ میں نے کیا

کر دیا۔ یا اللہ!!! یہ کیا کر دیا؟ یہ کیا ہو گیا مجھ سے؟ وہ کہتی ہے کہ میرا بچہ اس دنیا میں

آنے سے پہلے ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہ۔۔۔ وہ بچہ بھی ہمارا نہیں تھا۔ اللہ نے کیسا انتقام لیا ہے مجھ سے۔ میں مر کیوں نہیں گیا جب میں نے اپنی نورے پر الزام لگایا۔ نورے کے جانے کے بعد دادا بھی ہمیشہ کے لیے مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میں کیوں زندہ ہوں؟ کیوں کیوں؟ وہ جنونی انداز میں چیخ رہا تھا اور وہاں موجود اکاد کالوگ اس وجہہ مرد کو دیکھ رہے تھے جو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بکھر رہا تھا

اللہ سب ٹھیک کر دیں گے۔ تم چلو میرے ساتھ۔ شیری نے کہہ کر اسے اٹھایا

سب ٹھیک ہو جائے گا نہ؟ وہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر کہنے لگا

ہاں انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی گھر چلو میرے ساتھ۔ شیری نے اسے اپنے

ساتھ لیا اور باہر تک لے آیا کیونکہ رو بیل کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ خود چلتا۔

شیری نے اسے گاڑی میں بیٹھایا اور گاڑی گھر کے راستے پر ڈال دی

وہ گاہے بگاہے اپنے دوست کو دیکھ رہا تھا جو آج بہت بری طرح ٹوٹا ہوا تھا۔ ابھی تو اس کا

امتحان شروع ہوا تھا۔ کیسی رعبدار شخصیت کا مالک شخص آج بکھر رہا تھا۔ ایک کے بعد

دوسری حقیقت آج اس پر آشکار ہوئی تھی۔ ایک کے بعد ایک جھٹکا لگا تھا اسے۔ یہ

سب تو ہونا تھا۔ ایک بے گناہ کو سزا دینا اور اسے بے گناہی کا موقع نہ دینا اور اس پر

الزام لگا کر زندگی سے نکال دینا کہاں کا انصاف ہے؟

وہ خاموش تھا بلکل ساکت لیکن آنسو اس کا چہرہ بگھورے تھے۔ وہ ابھی نماز پڑھ چکا تھا اور جائے نماز پر بیٹھا اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا

یا اللہ۔ مجھے معاف کر دیں۔ میری سزا ختم کر دیں۔ چار سال یا اللہ چار سالوں سے میں اسے اپنی دعاؤں میں مانگ رہا ہوں۔ اب تو عطا کر دے یا رب۔ میری ہمت جواب دے اس سے پہلے اسے عطا کر دے مولا۔ آپ کی ذات تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ عطا کر دے اسے۔ مجھے معاف فرمادیں مولا۔ میں بہت گناہگار ہوں آپ کا۔ ایک معصوم پاکیزہ لڑکی کو داغدار کر دیا۔ یا اللہ مجھے معاف فرمادیں۔ یا اللہ مجھے معاف فرمادیں۔

اس نے ہاتھ چہرے پر پھیرا اور جائے نماز سے اٹھا اور اسے طے کر کے اپنی جگہ پر رکھا اور پیچھے دیوار پر نصب تصویروں کو دیکھنے لگا۔ انھیں جی بھر کر دیکھ لینے کے بعد وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔ یہ تو اس کا پچھلے چار سالوں سے معمول تھا۔

نورے جو ابھی اٹھی ہی تھی کہ اس کے موبائل پر میسج کے ساتھ ہی کالر ٹیون بجی۔ اس نے دیکھتے ہی کالر ریسو کی

ہیلو؟ نورے نے کالر ریسو کر لیا

نورے۔ آج میں تم سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں۔ پہلی بار کچھ مانگنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میری بہن انکار نہیں کرے گی۔ ایسا ہی ہے نہ نورے؟ شیریں نے بات کرنے

سے پہلے تمہید باندھی
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہاں آپ بولیں۔ خیریت تو ہے؟ ایسی کیا بات ہے جو آپ ایسا بول رہے ہیں؟ آپ کی بات میرے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ بتائیں ہوا کیا ہے؟ نورے نے بہنوں

والے مان سے کہا

اوکے تو سنو۔ تم پاکستان آ جاو لیکن اکیلے آنا۔ ابھی وہاں کسی کو کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم یہاں آ جاو باقی باتیں یہی ہونگی۔ شیریں نے بنا کچھ بتائے

پاکستان آنے کا کہا

لیکن میں نہیں آؤ گی۔ وہاں کون میرا انتظار کر رہا ہے جو میں آؤ؟ ہا ہا ہا اب تو امید ہی ختم ہو چکی ہے۔ خیر آپ مجھے معاف کر دیں لیکن میں آپ کی یہ بات نہیں مان سکتی۔ آئم سوری۔ نورے نے کرب سے کہا اور آنکھیں میچ لیں

لیکن اگر میں کہوں کہ ہاں!! کوئی ہے جو تماری راہ تک رہا ہے۔ کوئی ہے جسے صرف آخری بار تم سے ملنے کی خواہش ہے۔ ایک آخری بار وہ تمہارے گلے لگنا چاہتا ہے۔ ایک آخری بار، شاید زندگی اسے پھر یہ موقع نہ دے، وہ اپنے دل کا حال بیان کر دے۔ صرف ایک آخری مرتبہ آ جاؤ اس کے پاس یہاں۔ اس کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ پلیز انکار مت کرنا۔ آ جاؤ اس سے ملنے۔ ایک مرتے ہوئے انسان کی آخری خواہش پوری کر لو۔ شیری نے آنسو روک کر بات مکمل کی اور کال کاٹ دی

بھائی کون؟ کس کی بات کر رہے ہیں آپ؟ کس کی آخری خواہش؟ ہیلو ہیلو؟! اففففف کال ہی کاٹ دی۔ یا اللہ خیر!!!! کہیں ر۔۔۔ نہیں نہیں۔ کیا مجھے جانا چاہیے؟ ہاں میں جاؤ گی۔ پتہ نہیں بھائی کس کی بات کر رہے ہیں۔ ہاں میں جاؤ گی۔ نورے نے ایک ہی لمحے میں فیصلہ کر لیا اور کسی کو فون کر کے اپنا ٹکٹ کنفرم کر لیا اور جلدی سے پیکنگ مکمل کر لی اور کمرے سے باہر آ کر میڈ کو اطلاع دی کہ وہ علیزے سے

کہے کہ اپنے دوست سے ملنے جا رہی ہے کچھ دنوں بعد آجائگی اور جلدی سے گاڑی میں بیٹھ کر ایئر پورٹ کا رخ کر لیا

آج پورے دو سال بعد اس نے اس سرزمین پر قدم رکھا جہاں اس نے اپنا سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ جہاں اس کے شوہر نے اسے سب کے سامنے بے اعتبار اور بے وفا قرار دیا تھا۔ ایسی بہت سی باتیں اسے دوبارہ یاد آئیں تو اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ دور سے ایک شناسا چہرہ اسے نظر آیا اور وہ رفتہ رفتہ اسکے قریب آتا گیا۔ چلو نورے ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ شیریں نے قریب آ کر اس سے جلدی سے کہا اور اس کا سوٹ کیس گاڑی میں رکوا دیا اور اسے بھی جلدی سے بیٹھنے کے لیے کہا

لیکن ہوا کیا ہے؟ آپ کچھ بتا کیوں نہیں رہے؟ بتائیں نہ۔ اس نے باقاعدہ شیریں کے بازو کو جھنجھوڑا

تمہارے سوالوں کے جواب تمہیں مل جائیں گے۔ تھوڑا انتظار کر لو۔ شیریں نے

سامنے کی طرف دیکھ کر دو ٹوک بات کی

ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ جس جگہ روکے اسے دیکھ کر تو نورے کے پیروں سے
جان نکل گئی۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ اس نے کپکپاتی آواز میں پوچھا

آواندر۔ شیر می کہہ کر آگے بڑھ گیا

اس کے قدم من من کے ہو رہے تھے۔ وہ بو جھل قدموں سمیت اندر کی جانب بڑھ
گئی اور شیر می کی تقلید میں ایک کمرے کی جانب بڑھ گئی البتہ اس کا دل بار بار ایک دعا
مانگ رہا تھا کہ وہ نہ ہو جو وہ سوچ رہی ہے۔

آجاو۔ شیر می نے نے دروازہ کھول کر اسے اندر آنے کا کہا اور خود باہر ہی کھڑا رہا

نورے نے جیسے ہی اندر کی جانب قدم بڑھائے۔ اس نے دیکھا کہ ایک کمزور نسوانی
وجود مشینوں میں جکڑے آہستہ آہستہ سانس لے رہا تھا

اس وجود میں یکدم سے حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنا آکسیجن ماسک اتارنا شروع
کر دیا۔ نورے نے اسے دیکھا تو دنگ رہ گئی کیوں وہ کوئی اور نہیں بلکہ اس کی زندگی

برباد کر دینے والی روحیلہ فرمان تھی۔

کئی آنسو نورے کے آنکھوں سے بہنے لگے۔ اس نے تو کبھی نہیں چاہا تھا کہ وہ اس حال میں پہنچے۔ وہ آگے بڑھی اور اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

نہیں کرو روحی۔ نورے نے سرنفی میں ہلا کر اسے روکنے کی کوشش کی

نہیں میں ٹھیک۔۔۔ ٹھیک ہوں۔ مجھ۔۔۔ مجھے یقین تھا۔۔۔ ک۔۔۔ کہ تم ضرور آو گی مجھ۔۔۔ مجھ سے ملنے۔ روحی نے پھولتے ہوئے سانسوں سمیت مسکرا کر مان

سے کہا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
کیا تم مجھے مع۔۔۔ معاف کر دو گی نو۔۔۔ نورے؟ اس کی سانسیں مسلسل پھول رہی تھی لیکن وہ پھر بھی اپنی بات جاری رکھ رہی تھی البتہ نورے مسلسل رو رہی تھی اور اسے بولنے سے منع کر رہی تھی لیکن وہ سر کے اشارے سے اسے روک رہی تھی۔

می۔۔۔ میں جانتی ہوں ک۔۔۔ کہ میں نے تم۔۔۔ تمہارے سا۔۔۔ ساتھ بہت

بر۔۔۔ برا کیا۔۔۔ ل۔۔۔ لیکن میں یہ بھول گئی تھی۔۔۔ کہ اللہ کبھی

اپنے۔۔۔ بند۔۔۔ بندوں کو کبھی اکیلے نہیں چھوڑتا۔۔۔ میں بھول گئی تھی

ک۔۔۔ کہ وہ ذات بھی ہے جو ان۔۔۔ انسان کا بدلہ خوب لیتی ہے۔ مجھے معاف
 کر دو نورے۔ پلیز۔۔۔ نورے مجھ۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔ وہ ٹوٹی اور پھولی ہوئی
 سانسوں سمیت اپنی بات کر رہی تھی البتہ نورے اسے دیکھ کر رو رہی تھی
 میں نے تمہیں معاف اسی دن کر دیا تھا جس دن مجھے پتہ چلا تھا۔ پلیز ز ایسی باتیں نہ کرو
 روحی۔ ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ پہن لو۔ جب ٹھیک ہو جاو گی تب
 باتیں کریں گے۔ نورے نے کہہ کر اسے دوبارہ آکسیجن ماسک لگانا چاہا لیکن روحی نے
 اسے روک دیا

کیا۔۔۔ کیا واقعی تم نے مجھے معاف کر دیا نورے؟ روحی نے بے یقینی اور حیرت

سے پوچھا

ہاں روحی میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اب پلیز یہ پہن لو۔ پلیز ز۔ نورے بھلا
 کہاں اسے ایسے دیکھ سکتی تھی اس لیے دوبارہ اسے آکسیجن ماسک لگایا لیکن روحی نے پھر
 سے روک دیا

کیا۔۔۔ تم یہاں بیٹھ کر سورت یسین کی تلاوت کر سکتی ہو اور کیا میں تمہارے کندھے
 پر سر رکھ سکتی ہوں؟ اس نے بیڈ کی طرف اشارہ کر کے اسے اپنے پاس بیٹھنے کیلئے کہا

ہاں کیوں نہیں۔ نورے نے کہہ کر شیریں سے کہا کہ وہ سورت یسین لے آئے۔
تھوڑی دیر بعد وہ سورت یسین لیکر آ گیا تو نورے بھی روحی کے ساتھ بیٹھ گئی اور روحی
نے اس کے کندھے پر سر رکھا اور نورے کی میٹھی آواز اس کے کانوں میں رس گھولنے
لگی۔ روحی نے سکون سے آنکھیں بند کر لیں اور سورت یسین کی تلاوت سننے لگی۔

نورے نے سورت یسین پڑھ کر اس پر پھونکا۔ لیکن روحی کے جسم میں کوئی حرکت
نہیں ہوئی۔ وہ سمجھی شاید سوچکی ہوگی۔ اس نے جیسے ہی اس کا ہاتھ ہلایا اس کے ہاتھ کی
ساتھ ہی اس کا سر بھی اس کے کندھے سے لڑھک گیا

روحیہ میسیبی۔ نورے کی دل خراش چیخ گونجی جسے سن کر باہر کھڑا شیریں بھی اندر آ گیا

کیا ہوا؟ شیریں نے اسے اس طرح دیکھ کر پوچھا

پلیزز روحی سے کہیں کہ وہ بولے۔ اس نے کہا کہ میں اسے سورت یسین سناؤ
لیکن۔۔۔۔ لیکن دیکھیں وہ مجھ سے بات نہیں کر رہی۔ روحی پلیزز آنکھیں کھولو۔
دیکھو تم نے جیسے ہی کہا تھا میں نے تمہارے لیے ویسے ہی کیا۔ اب پلیزز اٹھ جاؤ۔
اٹھو نورے کے لیے اٹھ جاؤ۔ روحی کا جسم بے جان ہو چکا تھا۔ وہ زندہ ہوتی تو اٹھ جاتی،
اس کی تکلیف محسوس کر لیتی لیکن وہ بھی اسے چھوڑ کر چلی گئی ایک ایسی دنیا میں جہاں

سے لوٹانا ممکن ہے۔

پلیزز نورے سنہبالو خود کو۔ وہ جاچکی ہے۔ اس کے لیے دعا کرو۔ شیری نے بہ مشکل اسے سنہبالا تھا

کیسے سنہبالوں؟ کیسے؟ پہلے روبیل چھوڑ کر چلے گئے اور اب یہ بھی؟؟ یہ تو ہمیشہ کے لیے چلی گئی ہے۔ مممم!! میں نے تو اسے معاف کر دیا تھا نہ پھر کیوں چلی گئی؟ یہ تو میری سب سے اچھی دوست تھی۔ میری ہر بات مانتی تھی نہ؟! پھر کیوں اب میری بات نہیں مان رہی؟ اسے کہیں نہ کہ یہ اٹھ جائے ایک آخری بار۔ می۔۔۔ میں اسے کہیں نہیں جانے دوں گی۔ وہ شیری کے سامنے ٹوٹ گئی تھی۔ وہ بکھر رہی تھی لیکن اسے سمیٹنے والا وہ سنگ دل نہیں تھا۔

ہیلو؟ شیری کے موبائل کی سکرین بلنک ہوئی تو اس نے کال ریسیو کی ہاں روبیل۔ وہ۔۔۔ وہ روحی کی ڈیٹھ ہو چکی ہے۔ تم ہاسپٹل آ جاؤ۔ شیری نے نورے کو دیکھتے ہوئے بات کی جو روحی کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی اور گم صم سی بیٹھی تھی

نورے؟ شیری نے اسے پکارا

ہممم۔ اسی طرح گم صم سا جواب دیا

روئیل آرہا ہے۔ اسکے آنے تک یہی رہو۔ شیری نے اس سے کہا جسے اپنا کوئی ہوش

نہیں تھا

ہممم۔ بس وہ ہممم کہنے پر ہی اکتفا کر رہی تھی

آدھے گھنٹے بعد روئیل بھی آیا تو اس وقت تک تھوڑی ہمت کر کے خود کو تھوڑا بہت

نورے نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ جسے اس نے دیکھا کہ روئیل کمرے کی طرف بڑھ رہا

ہے۔ اس نے فوراً سے چہرہ ڈھک لیا اور جلدی سے کمرے سے باہر جانے لگی

روئیل جو اسی کی طرف آرہا تھا بے دھیانی میں اس کی نظر نورے پر پڑی لیکن اس نے

کچھ خاص توجہ نہیں دی۔ لیکن جب وہ اس کے پاس سے گزری تو روئیل کی دل کی

دھڑکنیں منتشر ہوئیں۔ ایک انوکھے احساس نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اسے

ایسا لگا کہ یہ ہوا کا جھونکا صرف ہوا کا نہیں بلکہ اس کی نورے کا بھی پیغام لائی ہے۔

میرے دل کی دھڑکنیں یوں منتشر ہوئیں
جب قریب سے گزر میرے محبوب کا ہوا

(از خود)

نورے؟ روبیل نے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا

اس کا یہاں کیا کام؟ اپنے سوال کا خود ہی جواب دیتے وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

روحی کی موت نے اسے توڑ دیا تھا لیکن روبیل کو اتنے عرصے بعد دوبارہ دیکھ کر اسے
پھر سے سب یاد آنے لگا۔ اس لیے جب روبیل نے اسے دیکھا اور اس نے روبیل کو
دیکھ لیا تو جھٹ سے پلر کی اوٹ میں چھپ گئی تھی اور پھر وہاں سے ایک آخری بار
اسے جی بھر کر دیکھ لینے کے بعد وہی سے چلی گئی۔

ابھی وہ جا رہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس نے تیزی سے
آگے بڑھنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑا آگے جا کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔

نورے نے اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹکا اور پھر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ کوئی گاڑی کے سامنے آگیا۔

اوہ شٹ!!! یہ کیا ہو گیا؟ مجھے دیکھنا چاہیے۔ نورے نے خود سے کہہ کر گاڑی روک

دی اور باہر کی جانب بڑھ گئی

اوہ نو۔ ان کے سر سے تو خون نکل رہا ہے۔ بھائی آپ اٹھیں۔ نورے نے کہہ کر اسے

اٹھانے کی کوشش کی

وہ جس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ شکل سے تو تقریباً پچیس چھبیس سال کا لڑکا لگ رہا تھا لیکن آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے، بے ترتیبی سے بڑھی ہوئی شیو اور کمزور نحیف جسم۔

ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی تھکا ہارا مسافر سفر کرتے کرتے تھک گیا ہو۔

پلیزز سم بڈی ہیلپ می!!! نورے نے چیخ کر ادھر ادھر لوگوں کو مدد کے لیے پکارا

کچھ لوگ آئے اس کی مدد کرنے کے لیے۔ انہوں نے اسے نورے کی گاڑی میں ڈالا

اور نورے نے اسے لیکر ہاسپٹل کی جانب گاڑی موڑ لی

نورے کو لگ رہا تھا کہ اس نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے لیکن کہاں؟ یہ یاد نہیں آ رہا

تھا۔

اسے جلدی سے ایمر جنسی وارڈ میں منتقل کیا گیا اور فوراً سے اس کا ٹریٹمنٹ شروع کر دیا گیا۔ زیادہ گہری چوٹ تو اسے نہیں آئی تھی اس لیے دو گھنٹے بعد اسے ہوش آ گیا لیکن نورے ابھی تک وہیں بیٹھی تھی

میم!!! آپ کے پیشینٹ کو ہوش آچکا ہے۔ نرس نے آکر نورے کو اطلاع دی

اوکے۔ نورے نے کہی کر روم کی طرف قدم بڑھا دیئے

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی۔ اس نے دیکھا وہ شخص آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا ہوا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسکیوز می؟ نورے نے بات کرنے کی غرض سے کہا

اس کی آواز سن کر پہلے اس شخص کو تعجب ہوا لیکن ہوں ہی لیٹا رہا

آیم آسکنگ ٹویوسر۔ پلیز مائی بے بیز آروٹینگ فور می۔ نورے نے اس سے کہا جو جاگتے

ہوئے بھی سوتا بن ریا تھا اس لیے اس نے یہ حربہ آزمایا

نورے؟ یہ تم ہونہ؟ اس شخص نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا اور اس سے پوچھنے لگا

سوری لیکن آپ کون؟ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ نورے نے سامنے بیٹھے شخص سے

تعب سے کہا جو اسے جانتا تھا لیکن ایک وہ تھی جسے نہیں پتا تھا کہ وہ کون ہے؟

می۔۔۔ تمہارا مجرم ہوں نورے۔۔۔ ح۔۔۔ ح۔۔۔ حنین اعجاز سرمد ہوں میں

نورے۔۔۔ تمہارا گھ۔۔۔ گھر برباد کرنے والا، تمہیں برباد کرنے

والا۔۔۔ می۔۔۔ میں ہوں نورے۔۔۔ ت۔۔۔ تم نے مجھے کیوں بچ۔۔۔ بچایا؟

م۔۔۔ مرنے دیتی یوں یہ اذیت تو ختم ہو۔۔۔ ہو جاتی۔ اس نے ہکلاتے ہوئے بت

بنی نورے سے کہا جو اس کی بات پر سکتے میں چلی گئی تھی

میں نے تمہیں انسانیت کی خاطر ہی بچایا ہے اور پھر یہاں ہا اسپتال تک لائی ہوں۔ اس

سے زیادہ کچھ نہیں۔ نورے نے تھوڑی دیر بعد خود کو کمپوز کرتے ہوئے سپاٹ لہجے

میں کہا

میں بھول گیا تھا کہ لمیں جو کچھ کرونگا اس کا خمیازہ میری بہن ہانیہ کو بھگتنا پڑے گا۔

نورے کو واپس جانے کے لیے مڑی تھی اس کی بات پر روک گئی اور اسے سوالیہ

نظروں سے دیکھنے لگی

ہانیہ۔۔۔ ہانیہ کو طلاق ہو چ۔۔۔ ہو چکی ہے۔ اس کا بچ۔۔۔ بچہ بھی نہیں رہا۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ نیم پاگل ہ۔۔۔ ہو چکی ہے۔ یہ سب۔۔۔ سب میری وجہ سے ہوا

ہے۔ مجھے مع۔۔۔۔ معاف کر دو نورے۔ حنین نے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگی، وہ لڑکی جس کا سب کچھ لٹ چکا تھا پھر بھی اس کے منہ سے یہی الفاظ ادا ہو رہے تھے

میں سب کو پہلے ہی معاف کر چکی ہوں۔ نورے نے بالکل سپاٹ لہجے میں جواب دیا مجھ۔۔۔۔ مجھے مع۔۔۔۔ معاف کر دو نورے۔۔۔۔ میں تمہارا مجرم ہوں۔ می۔۔۔۔ میں روبیل سے بات کر لوں گا۔ سب ٹھ۔۔۔۔ ٹھیک ہو جائیگا۔ می۔۔۔۔ مجھے معاف کر دو نورے۔ وہ مسلسل معافیاں نورے سے معافیاں مانگ رہا تھا

میں کہہ چکی ہوں نہ کہ میں سب کو معاف کر چکی ہوں۔ سب کو اسی دن معاف کر دیا تھا میں نے۔۔۔۔ جس دن یہ سب ہوا تھا۔ میری قسمت میں یہ سب لکھا گیا تھا اس لیے ہو گیا۔ نورے نے بالکل سپاٹ لہجے میں کہا

لیکن؟ ابھی وہ بات کر رہا تھا کہ نورے نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اگر یہ سب نہیں ہوتا تو شاید مجھ۔۔۔۔ مجھے پتہ بھی نہیں چلتا کہ کون میرا سگا ہے اور کون سوتیلا؟ اچھا ہوا کہ وہ سب کچھ ہو میرے ساتھ۔۔۔۔ بہت اچھا ہوا کیونکہ۔۔۔۔

کیونکہ مجھے بھی پتہ چلا کہ کو۔۔۔ کون مجھ پر اعتبار کرتا ہے اور کون نہیں؟ نورے ایسے بات کر رہی تھی کہ جیسے یہ سب اس کے ساتھ نہیں بلکہ کسی اور کے ساتھ ہوا ہو۔ تھوڑے وقفے کے بعد اس نے پھر سے بات جاری رکھی

لیکن سب کچھ اب بھی ویسے کا ویسا ہی ہے۔ فرق اتنا ہے صرف کہ روحی اس دنیا سے چلی گئی ہے چار سال پہلے۔ میں ماں بنی چھ سال پہلے۔ ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔ دو جڑواں بچے ہیں میرے۔۔۔۔۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ لیکن آپ جانتے ہیں؟ میرے بچے بھی میری طرح بد قسمت ہیں۔ ان کے۔۔۔۔۔ ان کے باپ نے انہیں اپنا ماننے سے انکار کر دیا تب۔۔۔۔۔ جب وہ اس دنیا میں بھی نہیں آئے تھے۔ کیسی ماں ہوں میں کہ انہیں یہ بھی نہیں بتا سکتی کہ کیا وجہ ہے کہ ان کے بابا ہمارے ساتھ نہیں رہتے؟ کرب ہی کرب تھا نورے کے لہجے میں اور وہ خود اذیت کی انتہا پر تھی جیسی بات کرتے ہوئے ہنس پڑتی تھی لیکن آنکھوں سے ایک بھی آنسو کا قطرہ نہیں گرا

نورے پلیز ز مجھے معاف کر دو۔ میں نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔ میں۔۔۔ میں خود جا کر رو بیل کو سب بتا دوں گا۔ تم پلیز مجھے معاف کر دو۔ چاہے تو کوئی بھی سزا دے دو لیکن ابھی

پلیزز مجھے معاف کر دو تا کہ میری اذیت کچھ کم ہو جائے۔ حنین نے بیڈ سے اتر کر اس کے پاؤں پکڑے اور اس سے معافی مانگنے لگا

یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ اٹھیں اوپر بیٹھیں! مجھے گناہگار نہ کریں۔ نورے کہہ کر دو قدم پیچھے ہٹی

پلیزز۔۔۔۔ حنین نے اسی طرح بیٹھ کر کہا

میں کہہ چکی ہوں کہ میں نے سب کو معاف کر دیا ہے۔ ابھی نہیں بہت پہلے سے اور ہاں روبیل سے آپ کوئی بات نہیں کریں گے۔ جو جیسا چل رہا ہے اسے ویسے ہی چلنے دیں۔ اللہ حافظ۔ نورے نے دو ٹوک بات کی اور بنا اس کی طرف دیکھے وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی جبکہ پیچھے حنین بے بسی کی تصویر بنے اسے دور جاتا دیکھتا رہ گیا

شیری؟ روبیل نے شہریار کو پکارا جو موبائل ہاتھ میں پکڑے اسی میں مصروف تھا

ہاں کہو۔ شیری نے ہنوز موبائل کی طرف دیکھ کر اسے جواب دیا

تو نے آج تک مجھے بھابھی کی کوئی تصویر نہیں دیکھائی۔ نہ ملوایا ہے ان سے۔ ان کا اکلوتا

دیور ہوں میں۔ لیکن تم نے تو ملوانا دور کی بات دیکھایا بھی نہیں۔ روبیل نے اتنے سالوں بعد اس سے کوئی بات کی ورنہ جب سے حقیقت اس پر آشکار ہوئی تھی تب سے لیکر وہ آج تک کسی سی بھی زیادہ بات نہیں کرتا تھا

کیوں بھئی؟ نکاح میں آجاتے تو مل بھی لیتے اپنی بھابھی سے۔ نکاح میں تو آیا نہیں تھا تو پھر میں تجھے اس سے کیوں ملواتا؟ بول!!! شیری نے الٹا اس سے مصنوعی غصے سے سوال کیا

تو جانتا تو ہے کہ کیوں نہیں آسکا میں۔ چل اب کوئی تصویر ہی دیکھا دے ان کی۔

روبیل نے کہہ کر اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا

میں نہیں دیکھانے والا۔ یہ تمہاری سزا ہے۔ اس نے پھر سے اپنا موبائل واپس چھینا

میں بھی دیکھتا ہوں کیسے نہیں دیکھتا؟ روبیل نے کہہ کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا

جو کرنا ہے کر لو لیکن میں نہیں دیکھا ونگا۔ شیری نے مزے سے کہہ کر ٹانگیں سامنے

پڑے میز پر رکھ دیں اور اسے چیلنجنگ انداز میں دیکھنے لگا

اب دیکھتا ہوں کیسے نہیں دیکھاتا؟ روبیل نے کہہ کر اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے

بغیر ہی اس کے منہ پر مکار سید کیا جو اس کی ناک پر جا کر لگا

آہ!!! جنگلی انسان۔ ایسا کون کرتا ہے؟ لیکن میں آہ!!!۔۔۔ میں اب بھی نہیں

دیکھانے والا۔ شیری پھر بھی باز نہیں آنے والا تھا اس لیے ایسا بول رہا تھا

اب بھی نہیں؟ روبیل نے کہہ کر پھر سے ہاتھ کا مکا بنایا اور اسے دیکھانے لگا

یہ لیس میرے باپ دیکھ لے۔ اس پہلے وہ مکا پھر سے اس کے چہرے کی زینت بنتا شیری

نے جھٹ سے موبائل اس کی طرف بڑھایا اور دو تین ٹشو اپنے ناک پر رکھے تاکہ خون

بہنا روک جائے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ ہوئی نہ بات۔ گڈ بوائے۔ روبیل نے فاتحانہ انداز میں اس سے موبائل لیا اور گیلری

اوپن کرنے لگا

ی۔۔۔۔ یہ تمھاری بی۔۔۔ بیوی ہے؟ روبیل نے بے یقینی سے تصویر کو دیکھا اور پھر

اسی انداز میں اس سے پوچھنے لگا

ہاں بلکل۔ ظاہر سی بات ہے جس کے ساتھ میں بیٹھا ہوا تھا وہی میری بیوی ہی ہونی

ہے۔ شیری نے بات کو مذاق میں اڑاتے ہوئے کہا

یہ تو نو۔۔۔ نورے کی پرسنل سیک۔۔۔ سیکسٹری تھی نہ؟ روبیل اب بھی بے یقین تھا
 سیکسٹری نہیں بہن تھی اس کی اور اب بھی اس کی بہن ہے وہ۔ شیری نے سنجیدگی سے
 اس کی تصحیح کی

اب بھی کیا وہ اسکے ساتھ رہتی ہے؟ روبیل نے موبائل چھوڑ کر اس کی طرف دیکھا جو
 اسے ہی دیکھ رہا تھا

مجھے نہیں پتہ۔ شیری نے کہہ کر اٹھنا چاہا لیکن روبیل نے اسے ہاتھ سے کھینچ کر واپس

بیٹھایا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسا شوہر ہے تو کہ تجھے اپنی بیوی کا بھی نہیں پتا کہ وہ کہاں ہے؟ کس کے ساتھ ہے؟

رویل غم و غصے کے عالم میں اس پر چیخ رہا تھا

یہ سوال اگر میں پوچھوں تو کیا تیرے پاس اس کا جواب ہے؟ کہ تیری بیوی بچے کہاں

ہیں؟ کس حالت میں ہیں؟ جواب ہے تیرے پاس ان سوالوں کا؟ روبیل کے برعکس

شیری نے نہایت تحمل سے اس کے سوالوں سے لوٹا دیئے

نہیں ہے نہ۔ جس دن تجھے جواب مل جائیں نہ اسی دن میں بھی تجھے جواب دے دوں گا۔

شیری نے اس کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی

نورے کہاں ہے؟ روئیل نے اس سے پوچھا

مجھے نہیں معلوم۔ شیری نے دو ٹوک انکار کیا

پلیزز بتا دے کہاں ہے وہ؟ کیسی ہے؟ میرے بچے کیسے ہیں؟ میں۔۔۔ میں چار

سالوں سے ان کے لیے پل پل تڑپ رہا ہوں۔ اپنے بچوں کو سینے سے لگانا چاہتا ہوں۔

ان کے منہ سے بابا سننا چاہتا ہوں۔ چار سالوں سے میں اس کے لیے پاگل ہو رہا ہوں۔

روئیل نے کہہ کر اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا

NEW ERA MAGAZINE'S
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چار نہیں پورے چھ سال۔ چھ سالوں سے میری بہن اپنی ناکردہ گناہوں کی سزا کاٹ

رہی ہے۔ کیا قصور تھا اس کا؟ ہاں!!! صرف اتنا کہ اس نے تجھے وقت پر بتایا نہیں کہ وہ

ماں بننے والی ہے یا پھر یہ نہیں بتایا کہ وہ جانتے ہوئے بھی انجان تھی۔ اسے یہ بھی پتا تھا

کہ تو شادی کر چکا ہے اور ایک بچے کا باپ بھی ہے لیکن وہ تو نورے تھی نہ۔ کبھی اس

نے کسی کے ساتھ برا کیا ہی کب تھا جو وہ تیرے ساتھ کرتی؟ شیری پل بھر کو سانس

لینے کے لیے روکا لیکن پھر سے اپنی بات جاری رکھی

تو جانتا بھی کیا ہے اس کے بارے میں؟ کچھ نہیں جانتا تو اس کے بارے میں۔ تو تو اس سے محبت کے دعوے کرتا تھا نہ تو اس وقت تمہاری محبت کہاں چلی گئی تھی جب تو اسے سب کے سامنے گھر سے نکال رہا تھا؟ اپنے ہونے والے بچے کو بھی اپنانے سے انکار کر دیا تھا تو نے۔ کیسا انسان ہے تو ہاں؟ زرادل نہیں کا نپا تمہارا کہ اگر یہ سب جھوٹ نکلا تو تمہارا کیا ہوگا؟ شیریں نے اسے حقیقت سے روشناس کروا رہا تھا جبکہ روبیل کی زبان کو بلکی کنگ ہو چکی تھی۔

تو جانتا ہے نورے واقعی ہی ایک نور ہے۔ اس نے میری آنکھوں میں علیزے کے لیے محبت دیکھی تھی۔ مجھے پتا بھی نہیں چلا اور اس نے میرے دل کی بات میری امی کو بتا دی تھی۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ زیادہ دیر تک کھڑی رہ سکے لیکن پھر بھی وہ امی کے ساتھ ہر کام میں پیش پیش تھی۔ امی نے اسے لاکھ دفعہ کہا کہ وہ بیٹھ جائے آرام کر لے لیکن اس کی ایک ہی رٹ تھی کہ بھائی کا نکاح ہے۔ اگر یہ سب ایک بہن نہیں کرے گی تو کون کرے گا؟ شیریں ٹرانس کی کیفیت میں اسے بتا رہا تھا

تو جانتا ہے؟ نکاح والے دن اس کی نظریں بار بار بھٹک جاتی۔ اس کی نظریں تجھے

ڈھوں مڈر ہی تھیں پورے فنکشن میں۔ بظاہر تو وہ کافی نارمل لگ رہی تھی لیکن اندر سے وہ پوری طرح سے ٹوٹ چکی تھی۔ اسے امید تھی کہ تو ضرور آئے گا لیکن تو نہیں آیا۔ تجھے دیکھنے کی آس میں جو اسکی آنکھوں میں ملن کے دیپ جل رہے تھے نہ وہ بھی تیرے نہ آنے کی وجہ سے بچھ گئے۔ شیری آج ایک سے بڑھ کر ایک حقیقت سے پردہ اٹھا رہا تھا

آپی آپ کہاں چلی گئی تھی یار؟ کم از کم ایک کال تو کر لیتیں آپ؟ نورے کے گھر آتے ہی علیزے نے اس سے پوچھنا شروع کر دیا

ارے ارے آرام سے لڑکی کیا ہو گیا؟ بتاتی ہوں۔ نورے نے ہنستے ہوئے اس سے کہا جو طہرے پر خفگی سجائے اسے دیکھ رہی تھی

وہ چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس لیے لیٹ ہو گئی۔ نورے نے کہہ کر اپنے جوتے اتارے اور پھر مفلر بھی ہٹانے لگی

ہیں ایکسیڈنٹ؟ کوئی چوٹ تو نہیں آئی آپ کو؟ زیادہ چوٹیں تو نہیں آئیں؟ میں آپ

کے لیے دودھ گرم کر کے لاتی ہوں اور اس میں ہلدی بھی ڈال کر لاتی ہوں۔ ہاں یہ

ٹھیک ہے۔ علیزے اپنے سوالوں کے جواب خود دیتی کچن کی جانب بڑھ گئی

ارے پوری بات تو سن لو۔ اس نے علیزے کو ہاتھ پکڑ کر اسے روکا

جی۔ علیزے نے اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی

وہ میرے گاڑی کے سامنے کوئی آگیا تھا۔ انھیں ہاسپٹل لیکر گئی تھی اس لیے ان کے

ہوش میں آنے تک میں وہی تھی۔ اس لیے جب انھیں ہوش آگیا تو میں بھی آگئی۔ یہ

وجہ تھی میرے لیٹ ہونے کی۔ نورے نے بات کے آخر میں اس کے گال کھینچے

ہا ہا ہا۔ نورے کی اس حرکت پر علیزے ہمیشہ کی طرح کھلکھلا کر ہنس دی اور نورے

نے بھی ہمیشہ کی طرح دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری

آپی آپ نے کیا سوچا ہے؟ علیزے نے ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنا وہی سوال دہرایا

کس بارے میں؟ نورے جان کر بھی انجان بنی

پاکستان واپس جانے کے بارے میں۔۔ اب تو بچے بھی بڑے ہو رہے ہیں۔ علیزے

نے اس سے بات کی جس کے چہرے پر اذیت اور غم کے سائے لہرا رہے تھے

آتم سوری آپنی۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو بس اس لیے کہہ رہی تھی کہ بچوں کو ان کے بابا سے ملو ادیں اب۔ تاکہ انھیں بھی پتا چلے کہ ان کے بابا کون ہیں؟ کیسے ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ علیزے نے اس کے گلے لگ کر اپنی بات جاری رکھی

آپنی آپ کب تک ان سے (رو بیل) بھاگتی رہیں گی؟ ایک نہ ایک دن تو انھیں پتہ چلنا ہی ہے نہ۔ تو ابھی کیوں نہیں؟ بچے کل کو بڑے ہونگے تو انھیں آپ کیا جواب دینگے جب وہ آپ سے اپنے بابا کے بارے میں پوچھیں گے تو کیا کہیں گی آپ انھیں؟ علیزے آج اسے ہر صورت منانا چاہتی تھی اس لیے وہ اسے منوانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی

عیش اور ارلین کہاں ہیں؟ اس نے علیزے کی باتوں کو نظر انداز کر کے بچوں کے بارے میں پوچھا

آپنی؟ علیزے نے ناراضگی سے اسے پکارا

آپنی کی جان۔ آپ جاو آپنی کے لیے اچھی سی چائے بنا کر لاو۔ جاو شاباش۔ نورے نے اسے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے کہا

آپی آپ پچھلے دو سالوں سے ایسا کر رہی ہیں۔ اس دفعہ اچھے سے سوچ لیں کہ آپ کو جانا ہے یا نہیں۔ اگر جانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں بچوں کو لیکر چلی جاؤنگی بھائی کے پاس۔ پھر وہ جانے اور آپ۔ علیزے نے تو جیسے قسم کھالی تھی اس سے دو ٹوک بات کرنے کی

کیوں لیکر جاؤنگی بچوں کو ان کے پاس؟ ہاں!!! اس شخص کے پاس لیکر جاؤنگی جسے اس نے اپنا ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس شخص کے حوالے کرونگی میرے بچوں کو۔ یاد رکھنا علیزے یہ بچے صرف میرے ہیں۔ صرف میرے۔ ان چھ سالوں میں اس نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ دیکھ لوں کہ بچوں کا کیا حال ہے؟ ہا ہا ہا ہا پوچھتا تب ہی نہ جب وہ انھیں اپنی اولاد مانتا بھی۔ اور تم بھی یہ بات ذہن سے نکال دو کہ تم بچوں کو کبھی ان کے حوالے کر سکوگی۔ نورے نے باقاعدہ انگلی اٹھا کر اسے وراں کیا

کیا کر لینگی آپ؟ روبیل کو اگر پتہ چل گیا نہ کی وہ سب جھوٹ تھا اور آپ کہاں ہیں اس وقت؛ تو ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کریں گے اپنے بچوں کو لینے۔ پھر کیا کریں گی آپ؟ علیزے نے بھی اسی کے انداز میں بات کی

علیزے بی ہیویور سلف۔ یہ کس ٹون میں بات کر رہی ہو؟ نورے نے اسے ڈانٹا

آئی ایم سوری آپنی لیکن میں اب اور آپ کا ساتھ نہیں دوں گی۔ باپ کے ہوتے ہوئے
 بچے یتیمی کی زندگی کیوں گزارے؟ اگر بھائی کو پتہ چل جاتا ہے اور وہ آپ کو لینے
 آجاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں خود بچے ان کے حوالے کر دوں گی۔ علیزے نے کہہ کر
 اسے دیکھا جو بچوں کی حوالگی کی وجہ سے اس کے چہرے پر کئی رنگ آتے اور جا رہے
 تھے

میرے بچے ہیں۔ میں انہیں کہیں نہیں جانے دوں گی۔ نورے نے کہہ کر دوڑنے
 والے انداز میں بچوں کے کمرے کی طرف چلنے لگی
 پیچھے سے علیزے اس کی اس حرکت پر ہنسی تو بہت آئی لیکن ضبط کر گئی اور شیریں کو
 اوکے کا ٹیکسٹ کر لیا

آئی ایم سوری آپنی لیکن آپ کو اور روبیل بھائی کو دوبارہ سے ایک کرنے کے لیے یہ
 سب تو کرنا ہی پڑے گا۔ علیزے نے بچوں کے کمرے کی طرف دیکھا اور پھر وہاں سے
 چلی گئی

تو بتا کیوں نہیں رہا کہ نورے اور بچے کہاں ہیں؟ مجھے ان سے ملنا ہے۔ کیسا دوست ہے تو؟ روبیل بار بار ایک ہی سوال پوچھ رہا تھا لیکن شیری کا ایک ہی جواب ہوتا 'مجھے نہیں پتہ'

نہیں بتاؤنگا۔ تو کیسا باپ ہے کہ تجھے اپنے بچوں کا بھی نہیں پتا؟ شیری الٹا اس سے سوال کرنے لگا

پلیزز زیار۔۔ بتادے کہاں ہیں وہ لوگ؟ کیسے ہیں؟ کس حال میں ہیں؟
مجھ۔۔۔ مجھے ملنا ہے ان سب سے۔ اپنے سینے سے لگانا چاہتا ہوں اپنے بچوں کو۔ ان کے منہ سے بابا سننا چاہتا ہوں۔ نورے سے مع۔۔۔ معافی مانگنا چاہتا ہوں۔
پلیزز۔۔۔ پلیزز میری مدد کر لو۔ می۔۔۔ مجھے اپنے بچوں سے ملو ادے۔ صرف ایک بار۔۔۔ میں نورے سے معافی مانگ لونگا ان سب کے لیے۔ تو بتادے کہ کہاں ہیں وہ لوگ؟ روبیل کی آواز آخر میں رندھ گئی

کیا نورے تجھے معاف کر دے گی؟ شیری نے اس سے پوچھا جو اضطرابی کیفیت میں پاؤں ہلارہا تھا

ہاں! مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے معاف کر دے گی۔ روبیل کی باتوں میں ایک عزم تھا جو

اس وقت شیری کو بھی محسوس ہو رہا تھا لیکن وہ پھر بھی اسے آزمانا چاہتا تھا اور اگر معاف نہیں کیا تو کیا کرے گا تو؟ شیری نے پھر سے اس سے پوچھا

تت۔۔۔ تو وہ۔۔۔ وہ جو بھی سزا دیگی میں بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔ روبیل نے سر نیچے کر کے آنسو بہنے دیئے جبکہ شیری اس کی حالت دیکھ کر خود بھی اس کی اذیت محسوس کر رہا تھا لیکن پھر بھی وہ اس پر اتنی جلدی یقین نہیں کرنا چاہتا تھا

اگر اس نے تم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہونا چاہا تو کیا تو اسے چھوڑ دیگا؟ شیری نے ایک اور پتا پھینکا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بکواس بند کر اپنی۔ وہ مجھے کیوں چھوڑے گی؟ روبیل نے یکدم اٹھ کر اسکا گریبان پکڑ لیا اور اس پر غرایا

تو نے بھی تو اسے چھوڑ دیا تھا۔ اب اگر وہ چھوڑ دے تو۔۔۔۔۔ ابھی شیری کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ روبیل نے اس پر مکوں کی بارش کر دی

میں مار دو نگا تجھے اگر دو بارہ یہ الفاظ منہ سے نکالے تو۔ روبیل نے اس کا گریبان چھوڑا اور اس پر سے اٹھ گیا اور جاتے جاتے اسے تنبیہ کرنا نہیں بھولا

ہاہاہاہا۔۔۔ میں بھی تو یہی چاہ۔۔۔ چاہتا ہوں کہ تم سب۔۔۔ پ۔۔۔ پھر سے

اکٹھے رہو۔ شیری نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان ہنستے ہوئے کہا

تو پھر بتا کہاں ہے وہ؟ روئیل پھر سے اس پر جھکا

وہ۔۔۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ وہ دوسرے۔۔۔ ابھی بات مکمل بھی نہیں ہوئی کہ پھر

سے روئیل نے بیچ میں کاٹ دی

دوسرے کون سے شہر میں ہے وہ؟ جلدی بتادے۔ روئیل نے پتھر سے اس کا گریبان

پکڑ لیا اور اسے جھنجھوڑنے لگا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دوسرے شہر تو کیا اس ملک میں بھی نہیں رہتی۔ ہاہاہا۔۔۔ شیری اپنی حالت کی زرا

پرواہ کیئے بغیر اسے مسلسل ستا رہا تھا

دوسرے ملک؟ روئیل نے بے یقینی سے پوچھا

ہاں دوسرے ملک۔ شیری نے اس سے کہا اور پھر اپنا منہ آستین کی پشت سے صاف

کرنے لگا

کون سے ملک میں رہتی ہے وہ؟ روئیل نے پھر سے اس سے پوچھا

لندن۔ شیرمی نے جھٹ سے جواب دیا اور دل ہی دل میں اپنے اس فعل پر نادام ہو رہا

تھا کیونکہ اس نے نورے سے کیا ہوا وعدہ توڑ دیا تھا

مجھے معاف کر دینا نورے۔ مین تم سے کیا گیا وعدہ زیادہ دیر تک نبھا نہیں سکا۔ ہو سکے تو

اپنے بھائی کو معاف کر دینا۔ شیرمی نے دل ہی دل میں اس سے معافی مانگی

کل کی فلائٹ بک کر لندن کی۔ ہم کل ہی جائیں گے۔ شیرمی روئیل کی آواز پر ہوش

میں آیا تو ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگا

ایسے کیوں دیکھ رہے ہو اب؟ روئیل نے آئیر واپس کر پوچھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کل کیوں؟ اور تو جا کیوں رہا ہے وہاں؟ تجھے بہت پتہ ہے کہ وہ وہاں کہاں رہتی ہے؟

شیرمی نے اس پوچھا جو چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہا تھا

ویکیشنز پر جا رہے ہیں۔ کافی بوریت ہو گئی ہے کام کرتے کرتے۔ اب تھوڑا انجوائے

کرتے ہیں۔ روئیل کی مسکراہٹ بات کرتے کرتے مزید گہری ہو گئی۔

مجھے تیرے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے۔ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تیری

مسکراہٹ بہت کچھ چھپا رہی ہے مجھ سے۔ شیرمی نے آنکھیں سکیر کر اس سے کہا جو

مسلسل مسکراتے ہوئے مابائل میں کچھ ٹائپ کر رہا تھا

تجھے جو لگ رہا ہے نہ بالکل ٹھیک لگ رہا ہے۔ بس تو تیاری کر جانے کی۔ روبیل کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا

تو اب کہاں جا رہا ہے؟ شیری نے اس سے پوچھا جو اوپر کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا

پیننگ کرنے۔ اگر تو نے چلنا ہے تو چل ورنہ میں اکیلا ہی چلا جاؤنگا۔ روبیل نے کہہ کر روکا نہیں بلکہ اپنے کمرے میں بند ہو گیا

میں بھی چلتا ہوں تیرے ساتھ۔ اکیلے نہ چلے جانا۔ شیری نے جلدی سے کہہ کر کارکیز اٹھائی اور باہر کی جانب دوڑ لگا دی

اس نے راستے میں امی کو بھی کال کر لی تھی کہ وہ اس کے پہنچنے تک پیننگ کر لے کیونکہ اسے کل ہی جانا تھا۔ اور اگر وہ تھوڑا سا بھی لیٹ ہو جاتا تو یقیناً روبیل اسے چھوڑ کر اکیلے چل پڑتا۔

اس لیے جب وہ گھر پہنچا تو اس کا سامان بالکل ریڈی تھا۔ اس نے امی سے ڈھیر ساری دعائیں لیں اور پھر سے روبیل کے گھر کی طرف گاڑی بھگالی کیونکہ روبیل سے کچھ بعید

نہیں تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا۔

ایک ہفتے بعد:

اس واقعہ کو ہوئے ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ نورے اور علیزے کے بیچ زیادہ بات نہیں ہوتی تھی۔ لیکن علیزے اپنی جانب سے پھر پور کو شش کر رہی تھی کہ وہ مان جائے۔ آج بھی صبح سے باہر جانے کے لیے اسے منا رہی تھی۔

آپی پلیزز آج باہر چلیں نہ۔ بچوں کی بھی آؤٹنگ ہو جائیگی۔ پلیزز آپی مان جائے نہ۔

علیزے بچوں کی طرح نورے سے کہہ رہی تھی جو بظاہر تو اسے اگنور کر رہی تھی لیکن اندر ہی اندر اسے خوب ہنسی آرہی تھی

مما۔۔ پلیزز چھوٹی ماما کی بات مان لیں۔ عریش بھی اپنی چھوٹی ماما کی حمایت میں کود پڑا

نووے عریش۔ یورسٹڈی ول سفر۔ نو!!! وی آرنٹ گوسنگ اپنی ویئر۔ نورے نے

اسے دو ٹوک انکار کیا

پلیززز ماما۔ اب کہ ارلین بھی میدان میں آگئی

پلیززز ززز ززز۔۔ تینوں نے بیک وقت ایک آواز ہو کر کہا

او کے چلتے ہیں۔ نورے بلاخرمان گئی

سیسس۔ تینوں نے پھر سے ایک ساتھ یس کا نعرہ لگایا اور تینوں ملکر اس کے گلے لگ

گئے۔ جواب میں نورے نے بھی ان تینوں کو گلے لگایا اور پھر انھیں تیار ہونے کا کہہ کر

اوپر کی جانب ٹیرس میں چلی گئی

مما چلیں۔ وی آر ریڈی۔ ابھی اسے گئے ہوئے بہ مشکل دس منٹ ہوئے تھے کہ

عیش آگیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جانے کے لیے بولنے لگا

او کے مائے بوائے۔ لیٹس گو۔ نورے نے اس کا گال چوما اور انگلی سے پکڑ کر نیچے کی

طرف اترنے لگی

مما۔ ایک بات پوچھوں؟ عیش اور ارلین تھے تو چھ سال کے بچے لیکن ذہین کافی

تھے۔

ہاں بیٹا پوچھو!!! نورے نے اسے بات کرنے کی اجازت دی

مما و نیر از بابا؟ یہ سوال کرنے والی ارلین تھی۔ نورے جو ان سب سے بچنا چاہتی تھی
بالآخر وہ اس کے سامنے آہی گیا

انف اوہ۔۔ آئی واز آسکنگ فرام ممما۔ وئے یوانٹر فئیر؟ عریش نے ارلین کو ڈانٹا

اچھا لڑو نہیں۔ ہم باہر چلتے ہیں نہ۔ باتیں بھی ہوتی رہیں گی ساتھ ساتھ۔ اب چلو
شباباش۔ علیزے نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بات گھمالی جس پر نورے نے
اسے تشکر آمیز نظروں سے دیکھا اور سب باہر کی جانب بڑھ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج انھیں یہاں آئے ہوئے پورا ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ اس ایک ہفتے میں انھوں
نے ہر ایک جگہ چھان ماری لیکن جس کی تلاش تھی وہ انھیں نہیں ملی یا پھر یوں کہہ لیں
کہ شیری اسے نہیں بتا رہا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ اور پھر اس کے سامنے یوں ظاہر کرتا کہ
جیسے اسے واقعی نہیں معلوم کہ وہ لوگ کہاں رہتے ہیں؟

بس یار میں تو واک کر کے تھک گیا ہوں۔ اب یہیں بیٹھ جاتے ہیں۔ شیری کہہ کر بیچ
پر بیٹھ گیا

او کے۔ رو بیل بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا
زندگی کتنی خوبصورت ہے نہ؟ رو بیل نے سامنے کی طرف دیکھ کر کہا

ہاں واقعی بہت خوبصورت ہے۔ شیر ی بھی اس سے متفق ہوا

لیکن اس کے بغیر نہیں۔ رو بیل ایک دم اداس ہوا

حوصلہ رکھ۔ نورے مل جائیگی۔ بس اللہ پر کامل یقین رکھ۔ اسی سے مانگ وہی ذات

عطا کرے گی۔ شیر ی نے اس کے کندھے پر ہاتھ کر اس کا حوصلہ بڑھایا

بس اب دعا ہے کہ موت سے پہلے اس سے ایک بار مل لوں۔ رو بیل نے کہہ کر سر

اپنے ہاتھوں میں گرا لیا

کیا بکو اس کرتا ہے تو؟ ہاں۔ مل جائے گی نورے۔ شیر ی نے اسے ڈپٹا تو رو بیل جھٹ

سے اس کے گلے لگ گیا

بس بس۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اب زیادہ روتی دھوتی عورتوں کی طرح میرے گلے

نہ لگیں۔ شیر ی نے اس کا موڈ ہلکا کرنے کی خاطر کہا

ہاں اور تو میرا روتا دھوتا شوہر۔ رو بیل کہہ کر بھاگنے لگا

ابے تیری تو!!! میں کہاں سے روتا دھوتا لگتا ہوں؟ ابھی بتاتا ہوں تجھے۔ شیری کہہ کر اس کے پیچھے بھاگنے لگا اور یوں رو بیل آگے آگے اور شیری اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ دونوں بالکل بچوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے جبکہ پارک میں موجود لوگ ان دونوں کو دیکھ رہے تھے کچھ ستائشی نظروں سے تو کچھ غصے سے۔ لیکن وہاں پرواہ کسے تھی؟ وہ دونوں تو اپنی دنیا میں مست تھے۔

آپی آج ہم پارک جائینگے، شاپنگ کریں گے، لنچ اور ڈنر بھی باہر ہی کریں گے اور آپ کچھ نہیں کہیں گی۔ علیزے نے پورا پلین اس کے گوش گزار کر دیا

اب جب کہ آپ محترمہ پلین بنا چکی ہیں تو اس میں ہماری کیا اوقات کچھ کہنے کی؟ نورے نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا

نوازش آپ کی۔ علیزے نے تھوڑا سا سر خم کر کے اس سے کہا اور موبائل پر کچھ ٹائپ کیا جس سے اس کی باچھیں مزید کھل گئی۔

نورے گاڑی سے باہر دیکھنے لگی اور بچے اور علیزے آپس میں باتیں کرنے لگے۔

نورے اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی اور اب علیزے کی گئی باتوں نے سے جھنجھوڑ ڈالا تھا جبکہ آج ارلین کے پوچھے گئے سوال نے اسے وہی لا کر کھڑا کر دیا تھا جہاں سے وہ چلی آئی تھی۔

ابھی وہ یہ سب سوچ رہی تھی کہ گاڑی روک گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے سوچوں کو بھی بریک لگی۔

علیزے، نورے اور بچے تینوں گاڑی سے اترے اور پارک کی جانب بڑھ گئے۔ نورے اور بچے آگے تھے جبکہ علیزے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔

ابھی علیزے ان تک پہنچتی کہ علیزے کو کسی نے پیچھے سے کھینچ لیا

آہ۔۔ اس سے پہلے علیزے چیختی کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا

چپ۔ چیخنا نہیں میں ہوں شہریار۔ میں ہاتھ ہٹا رہا ہو بلکل بھی آواز مت نکلنا۔ شیریں نے کہہ کر آرام سے ہاتھ ہٹایا اور اسے دیکھنے لگا جس کی آنکھیں اسے دیکھنے کے بعد نم ہونے لگی تھی

آپ نے آنے میں اتنی دیر کر دی شیریں۔ میں آپ کو کتنا مس کرتی تھی۔ علیزے اس

کے سینے سے لگے اس سے شکوہ کر رہی تھی جبکہ اس کے اس عمل پر شیری سانس
روکے کھڑا تھا

شیری کی جان۔ شیری آ رہا تھا نہ روبیل کو لیکر۔ اب بس رو نہیں ورنہ اگر نورے نے
دیکھ لیا نہ تو بہت برا ہوگا۔ سارا پلین خراب ہو جائیگا۔ ابھی تو اس کی برتھ ڈے
سیلبریشنز بھی کرنی ہے نہ۔ دونوں کو ایک ساتھ سر پر اتر دینا ہے نہ۔ بس تم اس طرح
رہنا۔ اوکے۔ شیری نے کہہ کر باری باری اس کی نم آنکھوں پر اپنے ہونٹ رکھے اور
پھر اس کے بالوں پر بوسہ دیا

اوکے۔ پھر میں چلتی ہوں۔ علیزے اسے دیکھ کر اٹے قدموں واپس چلنے لگی اور پیچھے
کھڑا شیری اسے جاتا دیکھتا رہا۔

یہ تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ شیری اب بھی اسی حصار میں جکڑا تھا کہ پیچھے سے روبیل کی
گرج دار آواز گونجی

کچھ بھی تو نہیں۔ وہ میں واش روم دیکھنے آیا تھا تو کنفیوز ہو گیا۔ شاید راستہ بھول گیا۔
شیری نے کمال کی اداکاری کی

او کے چلو۔ اس طرف ہے واش رومز۔ روبیل کہہ کر آگے بڑھ گیا جبکہ پیچھے شیری
دل ہی دل میں بیچ جانے کا شکر منا رہا تھا اور اس کے پیچھے ہولیا۔

نورے، عریش، ارلین اور علیزے نے بھرپور طریقے سے انجوائے کیا اور پھر وہ لوگ
شاپنگ مال کی طرف چلے گئے۔ وہاں سے شاپنگ کرنے کے بعد علیزے نے اسے بتایا
کہ وہ لوگ شام میں بیچ پر چلیں گے جہاں پر اس کی ایک یونی فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی
ہے اور اس نے نورے کو بھی بلوایا ہے تو اس لیے اب نورے بھی اس کے ساتھ جا رہی
تھی۔

ڈریس تو علیزے نے لے لیا تھا۔ اس نے بچوں کو بھی تیار کر لیا تھا پارٹی کی نسبت سے
اور اب نورے کا ویٹ کر رہی تھی۔

دور سے اسے نورے آتی دیکھائی دی تو اس نے شیری کو ٹیکسٹ کیا کہ وہ لوگ آنے
والے ہیں۔ جس پر شیری نے بھی اسے اوکے کا ٹیکسٹ کیا۔

یار روبیل ایک کام ہے تجھ سے۔ شیری نے سر کھجاتے ہوئے کہا

ہاں بول نہ!! روبیل نے کف لنکس لگاتے ہوئے کہا

وہ نہ تجھے کسی کے برتھ ڈے فنکشن میں گانا گانا ہے۔ شیری نے ہنوز سر کجھاتے ہوئے کہا

یہ تو مجھے بتا رہا ہے یا پھر پوچھ رہا ہے؟ روبیل نے شیشے میں اس کو دیکھ کر جواب دیا

جو بھی سمجھ۔ بس تو نے گانا ہے اور یہ فائنل ہے۔ شیری اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا

ویسے یہ کون ہے جس کے لیے تو اتنا پاگل ہو جا رہا ہے؟ روبیل نے آنکھیں سکیر کر اس سے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو بھی دیکھے گانہ تو پاگل ہو جائے گا۔ شیری نے مزے سے کہا

ہو ہی نہ جاؤں میں پاگل۔ روبیل نے اس کا مذاق اڑایا

لکھ لے بیٹا۔ ہو جائے گا تو پاگل لکھ۔ شیری نے پاگل پر زور دیکر کہا

چل تو کہتا ہے تو مان لیتا ہوں۔ ویسے پارٹی کہاں اریج کی ہے؟ روبیل نے اس سے پوچھا

جو موبائل میں اب مصروف نظر آ رہا تھا

بیچ پر اریج کی ہے پارٹی۔ شیری نے ہنوز مصروف سے انداز میں جواب دیا

اوکے۔ ویسے اس شرٹ کے ساتھ گرے کلر کیا ویسٹ کوٹ اور کوٹ پہن لے۔

بہت ڈیشننگ لگے گا تو۔ شیرمی نے پیچھے سے اسے گرے کوٹ تمھایا

بات کیا ہے؟ پارٹی کس کے لیے ارنج کی ہے تو نے؟ مجھے تو کچھ اور لگ رہا ہے؟ روبیل

نے اپنی جانب سے تکارا

کچھ بھی تو نہیں۔ تو اس کلر میں بہت اچھا لگتا ہے نہ تو اس لیے بولا۔ اگر ایزی نہیں ہے تو

چینج کر لے نوپروا بلیم۔ شیرمی نے نارملی اس سے کہا جواب بھی اسے مشکوک نگاہوں

سے اسے دیکھ رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیور؟ روبیل نے پھر سے تصدیق چاہی

لیس۔ شیرمی نے بھی پر اعتمادی سے جواب دیا

ویسے تو نے بتایا نہیں کہ پارٹی کس کی ہے؟ روبیل اب بھی مشکوک انداز میں اس سے

پوچھ رہا تھا

میرے بہت ہی دل عزیز دوست کی برتھ ڈے پارٹی ہے۔ اس لیے اتنا سب کر رہا

ہوں اس کے لیے۔ شیرمی نے کہہ کر اپنا کوٹ بھی پہن لیا اور سامنے شیشے میں دیکھنے لگا

رو بیل نے گرے تھری پیس پہن رکھا تھا جبکہ شیرنی نیوی بیلو کلمر کے تھری پیس میں
 ملبوس تھا۔ دونوں نے ایک ہی طرح کے سلور ڈائل والی روکس گھڑی ایک ہی طرح
 دائیں ہاتھ میں پہن رکھی تھی۔ دونوں کا ہیئر سٹائل بھی ایک جیسا تھا۔ کوئی دونوں کو
 کوئی ایک ساتھ دیکھ لیتا تو نظریں ہٹانا مشکل ہو جاتا۔

لیزے مجھے عجیب سی فیلنگز آرہی ہے۔ نورے نے علیزے سے کہا جو بچوں کے ساتھ
 باتوں میں مصروف تھی
 کیوں کیسا فیل ہو رہا ہے؟ علیزے نے جواباً پوچھا

آکورڈ۔ نورے نے بے زار سی شکل بنا کر کہا

کیوں؟ علیزے نے آئیر واچکا کر پوچھا

پارٹی تمہاری دوست کی ہے اور تم نے مجھے یہ ساڑھی پہنا دی۔ کتنے لوگ ہونگے پتہ

نہیں۔ نورے نے اسی انداز میں کہا

تو کیا ہوا کہ آپ نے ساڑھی پہن لی؟ ریلیکس رہیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

علیزے نے کہہ کر اس کا ہاتھ ہلکے سے دبایا

اور ہم بھی ماما۔ عریش اور ارلین دونوں نے ملکر کہا اور اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے
اور پھر تینوں گاڑی میں بیٹھ کر بیچ کی طرف روانہ ہو گئے

رویل اور شیر ی بھی وہی پہنچے تو شیر ی نے آتے ساتھ ہی علیزے کو ٹیکسٹ کیا کہ وہ
لوگ پہنچ چکے ہیں۔ جس کے جواب میں علیزے نے بتایا کہ وہ بس پہنچنے والے ہیں۔

رویل ایسا کر کہ تو یہ ماسک پہن لے۔ شیر نے کہہ کر ماسک اس کی طرف بڑھایا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا یہ بھی پہننا ہے؟ رویل نے بے زاری سے کہا

ہاں نہ۔ یہ پارٹی کا تھیم ہے۔ اس نے جواب دے کر اسے

ماسک پہننا شروع کر دیا اور پھر خود بھی پہن لیا

مجھے تو یہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔ رویل نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا

آجائینگے یا وہ بھی۔ تھوڑا صبر کر۔ شیر ی نے ہنستے ہوئے اس سے کہا جو بے زاری سے

ادھر ادھر دیکھ رہا تھا

اچھا تو چل میرے ساتھ۔ شیری نے کہہ کر اسے اپنے ساتھ لے لیا اور اسے ساتھ لیکر

چلنے لگا

آپی آپ ماسک لگالیں۔ علیزے نے سیم روبیل کے جیسا ماسک اسے دیا

ماسک؟ یہ تھیم ہے؟ نورے نے ماسک ہاتھ میں لیکر اس سے پوچھا

ہاں جی۔ آپ پہن لیں۔ ادھر آؤ تم دونوں کو بھی یہ پہنادوں۔ علیزے نے عریش اور

ارلین کو بھی ماسک پہنادیئے اور وہ لوگ آگے بڑھ گئے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے تو یہاں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔ علیزے کہیں ہم غلط جگہ تو نہیں آگئے۔ نورے

نے انگلیاں چٹخا کر اس سے پوچھا جو مزے سے ننگے پیر گیلی ریت پر چل رہی تھی

کچھ نہیں آپی۔ تھوڑی دیر میں پتا چل جائے گا آپ کو۔ علیزے نے عیش اور ارلین کے

کان میں کچھ کہا جس کی وجہ سے وہ دونوں ایک طرف چلے گئے

ارے یہ بچے کہاں چلے گئے ہیں؟ عریش، ارلین بیٹا واپس آؤ۔ کہاں جا رہے ہو ماما کو

چھوڑ کر؟ اندھیرا ہے بہت۔ عریش بیٹا ارلین بیٹا واپس آؤ۔ نورے نے ادھر ادھر دیکھ

کرا نہیں آوازیں دینے لگی اور بھاگنے کے انداز میں وہی جانے لگی جہاں بچے گئے تھے
 آپنی روک جائیں۔ آپ غلط سمت جا رہی ہیں۔ آگے پانی ہے۔ علیزے نے بھی اس کے
 پیچھے دوڑ لگا دی جو اندھیرے کی وجہ سے سمندر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ نورے کو لگ
 رہا تھا کہ بچے سمندر کی طرف گئے ہیں اس لیے وہ بھی اسی طرف بڑھ گئی

آپی!!! علیزے نے زور سے اس کا بازو کھینچا اور اسے پانی میں گرنے سے بچایا
 آجائینگے بچے۔ نینسی ہے ان کے پاس۔ اکیلے نہیں ہیں وہ۔ علیزے نے قدرے غصے
 سے کہا تو نورے کی جان میں جان آئی۔
 پہلے نہیں بتا سکتی تھی؟ نورے نے خفگی سے کہا

آپ نے بتانے کا موقع دیا؟ علیزے نے بھی لڑا کا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر
 استفسار کیا

اچھا بھی معاف کر دو ہمیں۔ غلطی ہو گئی۔ نورے نے کہہ کر کان پکڑے
 آپ بھی کیا یاد رکھیں گی کہ کس سخی سے پالا پڑا ہے آپ کا۔ چلیں معاف کیا۔ علیزے
 نے گویا احسان کرنے والے مین انداز میں کہا

نوازش آپ کی۔ نورے نے بھی اسی کی طرح سر تھوڑا خم کر کے اس سے کہا
 ہا ہا ہا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں ملکر قہقہہ لگانے لگیں
 آئیں آپنی وہاں چلتے ہیں۔ علیزے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک جگہ جانے کو کہا جہاں دور
 سے ہی روشنیاں جھلملا رہی تھی۔ وہ بھی اس کے ساتھ چلتی رہی اور پھر وہاں روک
 گئی۔ علیزے نے جھٹ سے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور اسے پٹی کھولنے سے منع
 کر دیا اور پھر شیری کو ٹیکسٹ کیا

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آ جاو بھئی لوگ آچکے ہیں۔ کیک کاٹنا ہے اب۔ چلو۔ شیری نے اسے کھیختے ہوئے کہا

اچھا بھئی چلتے ہیں۔ روبیل نے شیری سے کہا جو آگے آگے جا رہا تھا

ہاں بھئی جلدی چلو۔ اس نے روبیل کو پھر سے کہا

چل تو رہا ہوں یار۔ روبیل نے بے زاری سے کہا

جب وہ لوگ وہیں پہنچنے والے تھے تب شیری نے بھی اس جگہ سے تھوڑی دور اس
 کے آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور اس سے کہا کہ وہ جب تک نہیں کہتا پٹی نہیں کھولے گا۔

جس پر ناچار روبیل کو ماننا پڑا۔

منظر کچھ یوں تھا کہ روبیل اور نورے ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے لیکن آنکھوں پر پٹی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پارہے تھے۔

جانی پہچانی کلون کی خوشبو نورے کے نھتنوں سے ٹکرائی۔ لیکن اس نے اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹکا۔ جبکہ چوڑیوں کی کھنک سن کر روبیل کی دل کی دھڑکنیں پھر منتشر ہونے لگیں۔ ایک ہل چل شروع ہو گئی دونوں کے دلوں میں۔ عجیب دھڑلے پر دل دھڑکنے لگے۔ سمندر کے پانی کا شور ام دونوں کے دلوں کے آوازوں کو دبا رہا تھا ورنہ دل تو اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا کہ گویا سینے سے باہر آ جائیگا۔ لیکن دونوں اسے اپنا وہم سمجھ کر جھٹکنے لگے۔

آپی پٹی کھول دیں۔ جب میں تین تک گنوں تب۔ علیزے نے نورے کے کان میں سرگوشی کی

اسی طرح شیرمی نے بھی کیا اور ان دونوں سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہو گئے

ایک----

دو-----

تین----

شیری اور علیزے نے بیک وقت دونوں کو کہا تو دونوں نے پٹی کھول دی

رو بیل اور نورے دونوں نے سامنے کی طرف ایک دوسرے کو دیکھا۔ اتنے عرصے

بعد ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد دونوں کے دل عجیب انداز میں دھڑکنے لگے۔

نورے اسے دیکھ کر اس کے ہونے کا یقین کرنے لگی جبکہ رو بیل اسے اتنے عرصے بعد

دیکھ کر اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں

نورے ٹرانس کی کیفیت میں اس کی طرف بڑھنے لگی لیکن پھر چلتے چلتے روک گئی اور

بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی اور اٹے قدموں واپس اس سے دور ہونے لگی۔ وہ جو اس

کے قریب آنے پر دل و جان سے سرشار ہو رہا تھا، اسے دیکھ کر جو اس کے ہونٹوں پر

مسکراہٹ کیلھنے لگی؛ وہ جو اسے یقین ہو چلا تھا کہ ہاں سچے دل سے مانگی گئی دعائیں ضرور

قبول ہوتی ہیں۔ نورے سے ملنے کے دیپ جو اس کی آنکھوں میں روشن تھے؛ اس

وقت نورے کے واپس الٹے قدموں ہو جانے کی صورت میں بجھنے لگے۔ اس کے ہونٹوں پر رقص کرتی مسکراہٹ دھیمی پڑنے لگی۔

نورے اسے دیکھتے دیکھتے وہاں سے بھاگنے لگی جبکہ روبیل بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔

نورے رک جاو!!! نور پلینرز روک جاو۔ روبیل جو اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا،

بھاگتے ساتھ ہی اسے آوازیں بھی دے رہا تھا

اس کی آواز سن کر نورے اور بھی تیزی سے بھاگنے لگی اور بھاگتے بھاگتے کافی دور نکل

آئی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے روبیل نظر نہیں آیا، اس نے شکر کا سانس لیا اور

وہی ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔

ہمیں بھی ان دونوں کے پاس جانا چاہیے۔ شیریں نے فکر مندی سے کہا

نہیں۔ روبیل بھائی سب سنبھال لیں گے۔ ہمیں ویٹ کرنا چاہیے۔ اتنا سب کچھ ہوا

ہے، یہ سب تو ہونا ہے۔ علیزے نے عقلمندی کا مظاہرہ کیا

ہممم۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ ویسے تم باقی سب کو کال کر لی؟ شیریں نے اس سے

استفسار کیا

ہاں۔ ان کے آنے میں وقت ہے۔ پہلے ان کے بیچ سب سیٹ ہو جائے پھر آگے بھی سب ملکر سیلیبریٹ کرتے ہیں۔ علیزے نے خوش ہوتے ہوئے کہا

تمہیں لگتا ہے کہ نورے اسے معاف کر دیگی؟ شیری نے سامنے کی طرف سمندر کو دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا

ہاں۔ آپی انہیں معاف کر دینگی۔ علیزے نے ایک عزم اور یقین سے کہا

تمہیں اتنا یقین کیوں ہے؟ شیری نے اس سے پوچھا

کیونکہ مجھے اللہ پر یقین ہے۔ یہ بات میں نے آپی سے ہی سیکھی ہے کہ جب آپ اللہ پر کامل یقین رکھتے ہوں، صرف اسی ذات سے سچے دل سے کچھ مانگتے ہو تو تب وہ پاک ذات خالی ہاتھ نہیں لوٹاتی۔ میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے آپی اور روبیل بھائی کی خوشیوں اور ان کا ہمیشہ کا ساتھ مانگا ہے؛ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری یہ دعا بھی ضرور قبول کریں گے۔ انشاء اللہ۔ علیزے نے تفصیل سے اسے آگاہ کیا

ہممم۔ انشاء اللہ۔ شیری نے کہہ کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

علیزے نے بھی جواباً اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو شیری نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور

دونوں سمندر کے کنارے گیلی ریت پر چلنے لگے جہاں سمندر کہ لہریں ان دونوں کے پیروں کو چومتی واپس چلی جاتی۔ جہاں وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ایک حسین شام کا خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔

نورے کہاں ہو؟ پلیز سامنے آ جاؤ۔ نورے نورے۔ روبیل نے جب دیکھا کہ نورے کہیں نہیں ہے تو اسے آوازیں دینے لگا

میں کبھی بھی آپ کے سامنے نہیں آؤنگی۔ کبھی نہیں!!! نورے اس کی آوازیں سن رہی تھی لیکن باہر نہیں آرہی تھی اور خود من ہی من میں اسے جواب دیتی اپنی سسکیوں پر روکنے لگی

نورے پلیز زباہر آؤ۔ میں تھک چکا ہوں اب اور مجھے مت آزماؤ۔ نورے!!!
 روبیل مسلسل اسے آوازیں دے رہا تھا جبکہ نورے اس کی تڑپ محسوس کر کے خود بھی رو رہی تھی لیکن پھر بھی اس کے پاس نہیں جانا چاہتی تھی
 میں نے بھی تو آپ کو پکارا تھا، پل پل ہر پل، میں تو آپ کے لیے اسی طرح ہی تڑپی

ہوں۔ آپ آئے تھے؟ نورے اس کے تصور سے مخاطب ہوتی اسے جواب دے رہی تھی؛ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو اس نے جلدی سے منہ پر ساڑھی کا پلور کھ کیا تاکہ اس کی سسکنے رو بیل کو سنائی نہ دے۔

ایک بار مجھے معافی مانگنے کا موقع تو دو۔ ایک بار صرف ایک بار مجھے میرے بچوں سے ملوانے دو۔ می۔۔۔۔ میں تم تینوں سے ملنا چاہتا ہوں۔ معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔ پلیزز ایک بار سامنے آ جاؤ۔ جو تم کہو گی ویسا میں کرونگا۔ لیکن پلیزز ایک بار سامنے تو آؤ۔ رو بیل اس سے التجاء کر رہا تھا اور وہ اس کی آوازیں سن کر بھی سامنے نہیں آرہی تھی

اگر رو بیل بھائی آپ کو لینے آجاتے ہیں اور پ ان کے ساتھ چلی جاتی ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں خود بچوں کو ان کے حوالے کر دوں گی اعلیٰزے کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے

اگر رو بیل میرے بچے لے گیا تو؟ میں تو ان کے بغیر ایک لمحی بھی نہیں گزار سکوں گی؟ میں کیا کروں میرے اللہ مجھے راستہ دیکھا دے مالک!!! نورے سسکیوں سے رونے لگی لیکن منہ پر کپڑا ہونے کے باعث اسکی آواز دب رہی تھی

معاف کر دو۔ اس کے اندر سے آواز آئی

معاف کر دوں؟ اس نے پوچھا

ہاں معاف کر دو۔ معاف کر دینے سے بڑی کوئی سزا نہیں ہوتی۔ اب اس کا عکس اس کے سامنے تھا

لیکن میں اب ان پر دوبارہ بھروسہ نہیں کرنا چاہتی۔ نورے نے دھیمی آواز میں اپنے عکس سے کہا

وہ تمہارے لیئے ہی آیا ہے۔ اس عکس نے اسے اکسایا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں آئے ہیں وہ میرے لیئے۔ اب جب حقیقت کھل چکی ہے گو بچوں کو لینے آگئے ہیں۔ نورے بدگمان ہو رہی تھی

تو سوچ لو پھر اگر وہ بچے لے گیا تو تم کیا کر لو گی؟ کہتے ساتھ ہی عکس غائب ہو گیا اور اسے سوچوں میں دھکیل دیا

ہاں مجھے رو بیل کو معاف کر دینا چاہیئے۔ غلطی تو سب سے ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی سزا معاف کر دینے کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ می۔۔۔ میں بچوں کو ان کے باپ سے

دور نہیں کرونگی۔ وہ یتیمی کی زندگی نہیں گزاریں گے۔ ہاں میں روبیل کو معاف
 کر دوں گی۔ می۔۔۔ میں انہیں ایک اور موقع ضرور دوں گی۔ نورے خود سے کہہ کر
 اٹھی اور روبیل کی جانب بڑھنے لگی

چونکہ روبیل کی پیٹھ نورے کی طرف تھی اس لیے وہ اسے نہیں دیکھ پاتا تھا اور نورے
 دھیمی چال چلتی اس کے قریب کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی جبکہ اسے روبیل کے رونے
 کی آواز بخوبی سانس دے رہی تھی۔ وہ حیران ہوئی کہ روبیل رو رہا ہے صرف اس کے
 لیے۔ وہ چند قدم مزید آگے بڑھی اور اب صرف دو قدم کا فاصلہ تھا ان کے درمیان۔
 رو۔۔۔ روبی؟! نورے کے منہ سے بمشکل اس کا نام ادا ہوا

رویل اس کی آواز پر یکدم سے مڑا اور اسے دیکھنے لگا اور پھر اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع
 دیئے بغیر زور سے خود میں بھینچ لیا اور نورے نے بھی اپنے بازو اس کے گرد حائل
 کر دیئے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ کر بے آواز رونے لگے۔

کتنے عرصے بعد وہ دونوں مل رہے تھے۔ کتنا انتظار کیا تھا دونوں نے اس پل کا۔ ایک
 دوسرے کے گلے لگ کر سارے فاصلے سمیٹ لینے کا۔ ایک دوسرے میں پھر سے کھو
 جانے کا۔ ساری دنیا کو بھلا کر صرف ایک دوسرے کو یاد رکھنا۔ اور اب وہ انتظار ختم

ہو چکا تھا۔ دو جہا ہونے دل پھر سے جڑ چکے تھے اس بار ہمیشہ کے لیے۔

کافی دیر ایک دوسرے کے گلے لگ کر رونے کے بعد وہ ایک دوسرے سے دور ہوئے تو روبیل نے پھر سے اسے اپنے قریب کر لیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا

نورے۔ روبیل!!! مجھے معاف کر دو۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ ایک بار صرف ایک آخری بار موقع دو۔ روبیل کی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اس سے معافی مانگ رہا تھا جبکہ نورے کے آنکھوں سے آنسو رواں تھے

پلیزز نورے۔ مج۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔ میں نے بہت غلط کیا ہے تمہارے ساتھ۔

میں اپن۔۔۔ اپنی ساری غلطیوں اور زیادتیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔ پھ۔۔۔ پھر سے ہمیشہ کے لیے اپنی فیملی کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ پلیزز نورے ایک آخری بار

مو۔۔۔ موقع دو۔ روبیل روتے ہتھے اس سے کہہ رہا تھا جبکہ نورے حیران ہو رہی تھی کہ وہ مرد جو دوسروں کو رانا جانتا ہے آج خود کیسے رو رہا ہے؟

پلیزز نورے کچھ تو بولو۔ می۔۔۔ میں نے تم سے نکاح کے بعد ہی روجی۔۔۔ ابھی

رویل کی بات شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ نورے نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اسے

روکا

مجھے سب پتا ہے روپی۔۔۔ اسی دن پتہ چل گیا تھا جس دن آپ دو مہینے کے لیے لندن آئے تھے۔۔۔ مج۔۔۔ مجھے اسی دن پتا چل گیا تھا۔ نورے بہت مضبوط لہجے میں بول رہی تھی لیکن آخر میں اس کا لہجہ رندھ گیا

مجھے معاف کر دو۔ اس روحیلہ اور حنین کی وجہ سے یہ سب۔۔۔۔۔ نورے نے پھر سے اس کی بات کاٹ دی

یہ بھی جانتی ہوں کہ سب کس نے اور کیوں کیا؟! نورے نے پھر سے اسے حیران کیا کیا تم اب مجھے معاف کر سکتی ہو؟ میرے ساتھ پھر سے ایک نئی زندگی شروع کر سکتی ہو؟ جہاں میں، تم اور ہمارے بچے ہوں؟ کیا تم مجھے۔۔۔ ایک موقع دو گی؟ پلیز زرز نورے۔ روپیل نے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلا دی اور اس کے جواب کا منتظر ہونے لگا

نورے کچھ دیر تو اس کے ہاتھ کو دیکھتی رہی لیکن پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اپنا سر اس کے سینے پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

جبکی روپیل تو سر شار سا اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑے، دوسرے ہاتھ سے اسے

اٹھا کر گول گول گھمانے لگا۔

چلو آؤ نئے سرے سے کہانی کی شروعات کرتے ہیں
میں پرانے قصوں کو دہرانے کی قائل نہیں ہوں

(از خود)

روئیل جب اسے گھما رہا تھا تب یہ شعر نورے نے اس کے کان میں دھیرے سے کہا
جس پر روئیل نے اسے نیچے اتارا اور ایک ہاتھ اس کے ٹھوڑی پر موجود تل کو اپنی
انگوٹھے سے سہلانے لگا اور پھر شہادت کی انگلی سے اس کی ٹھوڑی کو زرا سا اونچا کیا اور
دیکھتے ہی دیکھتے ہی اس کے لبوں پر جھک گیا

نورے نے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ کیا اور روئیل نے اسے مزید خود کے
قریب کر لیا اور یوں دونوں اتنے عرصے بعد اپنی پیاس بجھانے لگے۔

تھوڑی دیر بعد روبیل نے اسے آزاد کیا تو اس کے موبائل پر میسج ٹیون بجی جسے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رنگنے لگی

چلو آؤ۔ آگے چلتے ہیں۔ روبیل نے کہہ کر اس کا ہاتھ پکڑا



کہاں؟ نورے نے پوچھا

نئی شروعات کرنے۔ روبیل نے اس کے پکڑے ہوئے ہاتھ پر اپنے لب رکھے اور اسے لیکر آگے کی جانب بڑھنے لگا

ابھی وہ لوگ پہنچے ہی تھے کہ فضا میں آتش بازی ہونے لگی، نورے نے اوپر آسمان کی طرف دیکھا تو اس پر پیسی برتھڈے نظر آ رہا تھا۔

ہیپی بر تھڈے مسز روبیل ملک!! روبیل نے اس کے کان میں سرگوشی کی، آج سے
سات سال پہلے والا انداز اب بھی تھا۔

نورے کی آنکھوں میں پھر سے نمی آنے لگی تو روبیل نے اس کی آنکھوں پر اپنے ہونٹ
رکھے



بس اب اور ان آنکھوں پر ظلم نہیں کرنا تم نے۔ روبیل نے اسے ہلکے سے ڈپٹا

اوکے۔ نورے نے ہلکی سی مسکان سے کہا اور وہ سامنے بنے کیٹیج کی جانب بڑھ گئے

ہیپی بر تھڈے ٹویو۔ ہیپی بر تھڈے ٹویو ڈیر نورے۔ ہیپی بر تھڈے ٹویو۔ وہ لوگ

جب اندر کی جانب بڑھ گئے تو سب نے ملکر اسے بر تھڈے وش کیا

ان سب میں اس کے بھائی بھابھی ان کے دونوں بیٹے عمر اور عمیر (انھوں نے یہ نام اپنے بھائی عمیر کے نام پر رکھا تھا)، سنی، اسکا شوہر اور ان کی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے، دانی بھی اپنے شوہر اور دو بچیوں کے ساتھ تھی۔ جبکہ شیری، اس کی امی اور علیزے کیک ہاتھ میں لیئے اسے وش کر رہے تھے۔

ان سب اتنے عرصے بعد دوبارہ دیکھ کر نورے خوشی سے آبدیدہ ہو گئی اور پھر باری باری سب سے ملنے لگی۔ سب کے وشز کے درمیاں اس نے کیک کاٹا اور پھر پہلے روبیل، پھر علیزے اور پھر اسی طرح باری باری سب کو کھلانے کے بعد اس نے علیزے سے بچوں کے بارے میں پوچھا

بچے کہاں ہیں؟ نورے نے تھوڑا سا سیڈ پر ہو کر اس سے پوچھا

لو آگئے۔ علیزے نے سامنے کی طرف دیکھ کر کہا

ہیپی بر تھڈے ماما۔ دونوں بچوں نے بلند آواز میں اسے وش کیا؛ جس پر سب ان
دونوں کو دیکھنے لگے جبکہ روبیل تو حیران تھا کہ اس کے بچے اتنے بڑے ہو گئے ہیں۔
اس لیے وہ ان کی طرف برہنے لگا



تھینکیو۔ ماما کی جان۔ نورے نے باری باری دونوں کے گال چومے

مما یہ آپ کا گفٹ۔ دونوں نے ایک ایک گلاب اس کی جانب بڑھایا

اٹس سوپریٹی۔ تھینکس۔ نورے نے وہ پھول ان سے لیے اور پھر سے ان کے گال

چومے

مما۔ بابا بھی آئے ہیں۔ میں ان سے ملتا ہوں۔ کہاں ہیں وہ؟ عریش نے بے تابی سے

پوچھا

ہاں ماما مجھے بھی بابا سے ملنا ہے۔ اب کہ ارلین نے کہا

بابا یہاں ہیں۔ روئیل نے انھیں پیچھے سے آواز دی تو دونوں بچے اس کی طرف دوڑنے لگے تو روئیل نے بھی باہیں کھول کر انھیں اپنے پاس بلایا

بابا آپ کہاں چلے گئے تھے؟ ہم آپ کو ہمیشہ مس کرتے تھے۔ وہ تو چھوٹی ماما ہمیں

سب بتا تھی کہ بابا پاکستان میں رہتے ہیں اور جو ب کی وجہ سے نہیں آسکتے۔ ماما تو کچھ

بتاتی بھی نہیں تھی۔ عریش نے علیزے کا سارا بھانڈا پھوڑا جبکہ نورے روئیل سے

نظریں چرانے لگی

ڈونٹ وری بیٹا۔ اب بابا آگئے ہیں نہ۔ اب کہیں نہیں جائینگے۔ روبیل نے دونوں کو
دیکھ کر کہا

پر افس بابا؟ ار لین نے تائید چاہی اور اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے سامنے پھیلا دیا

پکا پر افس۔ روبیل نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور اس کے سر پر بوسہ دیا اور پھر
عریش کے سر پر بھی بوسہ دیا اور ان دونوں کو سینے سے لگایا

لیسس۔ عریش اور ار لین دونوں نے بیک وقت ایک ساتھ کہا اور اس کی گود سے اتر
گئے اور باہر اپنے کزنز کے ساتھ کھیلنے لگے

تم خوش ہو؟ روبیل نے نورے سے پوچھا جو علیزے کے ساتھ کھڑی تھی

کیا مجھے خوش نہیں ہونا چاہیے؟ نورے نے اٹا اس سے سوال کیا

ہاں لیکن ایک چیز رہ گئی ہے۔ روبیل نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے شیریں نظر آ گیا

کیا؟ نورے نے اس سے پوچھا

ابھی پتہ چل جائے گا۔ روبیل نے کہہ کر اسے آنکھ ماری اور وہاں سے چلا گیا

تھوڑی دیر بعد ساری لائٹس آف ہوئیں اور بیک گراؤنڈ میوزک چلنے لگا جبکہ ایک سپاٹ لائٹ نورے کو فوکس کر رہی تھی۔

رو بیل مانک ہاتھ میں پکڑے گانا گارہا تھا۔ جبکہ نورے بی یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی

کہ وہ گانا بھی گا سکتا ہے۔

S

Sun meri shehzaadi

Main hoon tera shehzada

Baahon mein leke tujhe

Main karta hoon vaada

Sun meri shehzaadi

Main hoon tera shehzada

Baahon mein leke tujhe

Main karta hoon vaada

Aye jan-e-tamanna meri

Main khake kasam teri, karta hoon iqaraar

Marr bhi gaya toh main tujhe

Karta rahoonga piyaaar

Saaton janam mein tere

Main saath rahunga yaar

Marr bhi gaya toh main tujhe

Karta rahunga pyar

Ehsaas nahi tujhko

Main pyar karu kitna

Kar dunga tujhe paagal

Chahunga sanam itana

Ehsaas nahi tujhko

Main pyar karu kitna

Kar dunga tujhe paagal

Chahunga sanam itana

Daaman na kabhi chhute

Tode na kabhi toote

Jo rishta jude ek baar

Marr bhi gaya toh main

Tujhe karta rahunga pyar

Saaton janam mein tere

Main saath rahunga yaar

Marr bhi gaya toh main tujhe

Karta rahunga pyar

گاناگانے کے بعد سب نے رو بیل کو سراہا تو نورے بھی اسے داد دیتی نظروں سے دیکھ
رہی تھی۔

کیسا لگا گانا؟ رو بیل نے اس سے پوچھا

بس ٹھیک۔ نورے نے شرارت سے کہا

ہاں!! بس ٹھیک؟ روبیل نے صدمے سے پوچھا

ہاں۔ نورے اپنی ہنسی اور ضبط نہیں کر سکی اور ہنسنے لگی اور پھر بھاگنے لگی

ابھی بتانا ہوں تمہیں۔ روبیل کہہ کر اس کے پیچھے بھاگنے لگا اور یوں اب ہنستے کھیلتے ان کی زندگیاں گزرنی تھی۔ پھر سے خوشیاں ان کی زندگیوں میں لوٹ آئیں تھیں۔ سب کی دعائیں قبول ہوئیں تھی۔ پھر سب اکٹھے ہو چکے تھے کبھی دوبارہ جدا نہ ہونے کیلئے۔

یہی تو ہوتی ہے 'محبت'؛ جہاں آپ اپنے محبوب کی ہر زیادتی کو بھول جاتے ہیں۔ جہاں اس کے دیئے گئے ہر زخم پر خود ہی مرہم رکھ کر اسے ناسور ہونے سے بچا لیتے ہیں۔

سب بھول کر پھر سے نئی شروعات کرتے ہیں۔ محبوب کا دیا گیا ہر زخم سہ لیتے ہیں۔ بار بار بھی اگر موقع دینا پڑ جائے تو موقع دیتے ہیں۔ بار بار انھیں معاف کرنا پڑا جائے تو

معاف کر دیتے ہیں۔ یہی تو ہوتی ہے 'محبت'!!!!

میں نہایت الجھا ہوا تھا

وہ نہایت سلیجھی ہوئی تھی

مجھ میں عیب بہت تھے

وہ بہت بے عیب تھی

میں بہت داغدار تھا

وہ بالکل پاکیزہ تھی

وہ تھی شدتوں کی ہمسفر

میں ٹھہرا جنوں کا ہمسفر!!!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(از خود)

ختم شد!!!!

So guyssss here is the last epi of Junoon ka

Humsafar!!!!

Do read, vote and Comment...

Kaisa laga aap sb ko!!? reviews xaroor dyn!!!
mujhe intexaar rahega apkay reviews ka....

Junoon ka Humsafar, 1st of all Thanks to
Allah Almighty and then to My Sis and Then
My Life Partner 'Shah' for their support and
appreciation!!!!.

Novel name credit goes to My lil Sis...

Gulaal!!!

And Thanksss to all of U too k aap aab ki waja
se mein iss qaabil hue k apna novel poora likh
paye....

So chalein aab aap log mujhe ijzat dyn... aur
mujhe apni dua'aon mein yd rakhein... Xindagi
rahi tu InshAllah aglay Novel k sath phir se

mulqat hogi... tb tk k liye apna dheer sara
khyal rakhein....

Allah bless U all and Stay Happy, Stay
beautiful, Stay Blessed!!

Allah Hafiz!!!!

Ur authoresss; Aleena Farid



ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین